

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

بیت الدار - دارالافتاء - دیوبند

امام ایک

آقا

عزیز اللہ

تالیف

پیشکش: مولانا محمد شفیع اعجازی

عزیز اللہ آن پبلی کیشنز

ایک نیا عالم

ایمان ایک

اک

نورانی

تالیف

پروفیسر محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

عزیزانِ اسلام پبلیشرز

۴۰

نسخہ

فیضانِ قرآن و سبکِ گلشن

اقتساب

مصر

از اوست

مهر و ماه و ماه و ماه

با مهر و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

مهر و ماه و ماه

ہدیہ تبریک

زیر دست غازی دوران حضرت ملازمہ سیدہ احمد سعید کاظمی

فاضل میل حضرت الحاج المحافظ مولانا محمد شفیع صاحب
کاردی کشنہ اسحاق تصنیف امام چاک اور یزید پید کی تیسری
شامت بریں مولانا کوکب نورانی کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں
حقیت یہ ہے کہ اس دورِ فتن میں جبکہ سیدنا حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ خیر کا نمونہ اور ان کے فضائل و محاسن کے بالمقابل
یہ بدیت کا پرچہ جاری ہے۔ اس تالیفِ منیف کی اشاعت
مذہبِ ضروری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مولانا کوکب نورانی کے یہ فقیر مجسم
قلب ان کو کہ کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو ان کے والد ماجد کا مشن
سے بخشنے کی ہر توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سیدہ احمد سعید کاظمی

مجذ و مسکب اہل سنت حسیب پاکستان

نام :- (مولانا حافظ محمد شمس الدکاڑوی)
ولایت :- حاجی شیخ محمد الہی مرحوم و مغفور جو پنجاب کی سترہ شیخ جگہ
برادری سے تعلق رکھتے تھے۔

کن ولادت :- ۲۰ رمضان ۱۳۴۸ھ ۱۹۲۹ء کھیم کرن، مشرقی پنجاب
تعلیم :- اسکول میں پندرہ تک اور دینی تعلیم، درس اخذی مکمل و دورہ
حدیث و تفسیر۔

بیعت ارادت :- شیخ المشائخ حضرت ہرمیاں غلام اللہ صاحب
مشرق پوری رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت ثانی صاحب قسود
برادر خور و مشیر ربانی اعلیٰ حضرت میاں شبیر محمد صاحب مشرق
پوری طبرہ الرحمۃ (بلسا نقش ہندیہ مجتہدین)

حضرت میاں شبیر محمد صاحب مشرق پوری طبرہ الرحمۃ نے صلی اللہ علیہ وسلم
کرم الہی کو مولانا اوکاڑوی کی ولادت اور ان کے فضل و کسب
کی بشارت پہلے ہی سے دی تھی۔ آپ کے والد بن نے

میرپور راجست۔ قسطنطنیہ۔ اے۔ جے۔ اے۔

ریت و نبات پنیر و ترکت، و سبزی و پنیر

جہاں سے ہمارے گھر کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیزیں آتی ہیں۔

میں کو افسوس ہے کہ میری عمر ابھی ہے۔

تشریحات کے ساتھ درج ذیل نمبر کے سر

پندرہویں درجہ پستوں کے لئے

مرکز نشر و توزیع کتب و نشریات

[illegible]

شیر و پنیر و تخم مرغ و گوشت و حبوبات و میوه و سبزیجات و نان و برنج و روغن و نمک و شکر و ادویه و ...

وہ کہتا ہے کہ اس وقت تک کہ

روزنامه‌های مسکری و غیر مسکری در شهرهای ایران

کتابخانه عمومی مسجد جامع کابل

● مودود بن ابی نؤز بن ابی لیس بن مود بن موی بن نصر

میرزا اسرار بخش - سید مرتضیٰ قزوینی - صاحب سطور - باب

سازمان نخبیت نے محنت سے پی ہو بس ہر مسئلہ پر مبنی

مکتبہ ابرار پبلیکیشنز، لاہور۔

بسم الله الرحمن الرحيم

یہاں سے میرا دل سب سے دور ہو گیا ہے

میں نے اس کی طرف سے ایک خط بھی لکھا تھا۔

... ..

سے جس کے آپ چہرہ میں بھی تھے) ایک دینی دس گاہ قائم کی جس کا نام "مسجد
حنبلہ غوثیہ" ہے۔ احمد نند وہاں سے متعدد خطبہ سلویم دینیہ حاصل کر کے چھاپہ سے
تبلیغ دین و مسک کر رہے ہیں۔

✽ **سلسلہ میں ڈول کھاتا:** پاکستان شفیق اودکار ڈی (سولجر بازار) کراچی میں
ایک قطعہ زمین پر جو گزشتہ سو برس سے مسجد کے لیے وقف تھا، مولانا نے
تعمیر مسجد کی بنیاد رکھی اور بلا معاذہ خطابت شروع کی۔ ایک ٹرسٹ قائم کیا
جس کا نام گلزار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ مولانا اس کے بانی و سربراہ
تھے۔ اس ٹرسٹ کے زیر اہتمام جامع مسجد گلزار حبیب اور جامعہ اسلامیہ گلزار
حبیب زیر تعمیر ہے۔ اسی مسجد کے پہلو میں آپ کی آخری آرام گاہ مربع خدائی ہے۔

✽ **سلسل چالیس برس تک ہر شب مولانا محترم مذہبی تقاریر فرماتے رہے**
ہیں۔ مولانا کی علمی استعداد، حسن بیان، خوش الحانی اور شان خطابت نہایت
منفرد اور بہرل عزیز تھی۔ ہر تقریر میں ہزاروں، لاکھوں افراد کے اجتماعات جمع
تھے۔ ماہ محرم کی شب عاشورہ میں ملک کا سب سے بڑا مذہبی اجتماع، مولانا کے
خطاب کی مجلس کا ہوتا تھا۔ پاکستان کا کوئی علاقہ شاید ہی ایسا ہو جہاں
حضرت مولانا مرحوم نے اپنی خطابت سے قلب و جاں کو اسودہ نہ کیا ہو۔

✽ **دین و مسلک کی تبلیغ کے لیے مولانا نے شرق و وسط، خلیج کی ریاستوں**
بحرین، فلسطین، جنوبی افریقا، ماریشس اور دوسرے کئی غیر ملکی دورے کیے۔
صرف جنوبی افریقا میں سلسلہ تک مولانا کی تقاریر کے ساٹھ ہزار کیسٹس فروخت
ہو چکے تھے۔ دوسرے ممالک میں فروخت ہونے والی کیسٹس کی تعداد بھی کم نہیں
اور اب مولانا کی تقاریر کی ڈیو کیسٹس بھی پھیل رہی ہیں۔

✽ **مولانا اودکار ڈی کی عالمانہ تحقیق، فقہی بصیرت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ**

دولم پر مبنی متعدد تصانیف میں جو نہ بن سکتوں میں نہایت عمدگی دکھائی دیتی ہے۔ یہ بھی کہ
 ہیں۔ ہر کتاب ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر نہایت مقبول ہوئی۔ ان میں امر
 ہیں۔ ذکر جمیل، ذکر حسین (دو حصے)، راہ حق، درس توحید، شہم کر بلا، دیوبندیت
 امام پاک اور یزید پرید، برکات میلاد شریف، ثواب العبادات، نماز تہ جمہ بغیر نزوت
 دو حصے، مسلمان خاتون، انوار رسالت، مسئلہ طلاق ثلاثہ، نفقہ حبیب، مسئلہ سیاہ
 جنساب، انگوٹھے چوستے کا مسئلہ، اخلاق و اعمال (نشری تقابیر)، تعارف غلام
 دیوبند، میلاد شفیق، جہاد و قتال، آئینہ حقیقت، نجوم الہدایت، مسئلہ نسل تراویح
 مقالات اوکاڑوی اور متعدد فتووں وغیرہ پر مشتمل رسائل وغیرہ۔

✽ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں کراچی کے علاقہ کھنڈ مارکٹ میں ایک سارہش کے
 تحت اختلاف عقائد کی بنا پر کچھ لوگوں نے محض تعصب کا شکار ہو کر دونوں
 تقریر مولانا اوکاڑوی پر چھڑیوں اور چاقوؤں سے شدید قاتلانہ حملہ کیا جس
 سے آپ کی گردن، کندھے، سر اور پشت پر پانچ نہایت گہرے زخم آئے۔ کراچی
 کے بول ہسپتال میں دو دن کے بعد پولیس آفیسر کو اپنا بیان دیتے ہوئے مولانا
 نے کہا ”مجھے کسی سے کوئی ذاتی عداوت نہیں۔ نہ میں مجرم ہوں۔ اگر میرا کوئی جبر
 ہے تو صرف یہ کہ میں دین اسلام کی تبلیغ کرتا ہوں اور سستیہ عالم محسن انسانیت
 حضرت رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و ثنا کرتا ہوں۔ میں کسی سے
 بد نہ لینا نہیں چاہتا اور نہ میں حملہ آوروں کے خلاف کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ میرا
 خون ناحق بہایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور میری نجات کا ذریعہ
 بنائے۔ میں حملہ آوروں کو معاف کرتا ہوں۔ باقی آپ لوگ بقائے امن کے لیے
 جو مناسب ہو، وہ کریں تاکہ ایسی کارائیاں آئندہ نہ ہوں۔“ مولانا نے اس
 مقصد کے لیے کوئی دلیل نہیں کی کہ کسی مقدمے کی پیروی کی۔ صرف ایک

رواں حیثیت سے اپنا بیان دیا مولانا اس لمحے سے جہاں ہر مولانا مخلص ایک
 شہر تھا۔ گریہیں اُڑیں۔ ڈیڑھ روز کا پہلا شمار دھلی شمع، اکبر کو بجاتی ہو جس
 ل بڑی شہرخی مولانا پر قاتلانہ حملے سے متعلق تھی۔ مولانا ڈھالی میسنے ہسپتال میں
 زبردست علاج رہے اور ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی پہرہ تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے
 اس قاتلانہ حملے کے خلاف ملک بھر میں شدید احتجاج ہوا

✽ ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ کے موقع پر آپ نے پورے ملک میں
 جوش و جذبہ جہاد کے لیے ملت کی رہنمائی کی۔ قومی دفاعی فتنہ میں ہزاروں
 روپے دیئے اور اپنی تقاریر کے اجتماعات میں لاکھوں روپے کا سامان جو
 لباس اور اشیائے خورد و نوش پر مشتمل تھا، جمع کیا اور ہزاروں روپے نقد کی
 سمیت علمائے کرام کے ایک وفد کے ساتھ آزاد کشمیر گئے اور مقبوضہ کشمیر
 کے ظلم و باجبرین کے کمپوں وغیرہ میں بدست خود سامان تقسیم کیا۔

✽ آزاد کشمیر کے بامیں مقامات اور سیالکوٹ، چیمب جڑیاں،
 لاہور، وابلہ اور کھیم کرن کے متعدد مقامات پر جا کر مجاہدین میں جہاد کی اہمیت
 اور مجاہد کی عظمت و شان اور فی سبیل اللہ جہاد کے موضوع پر دلور انگیز تقاریر
 کیں۔

✽ حضرت مولانا اذکار دہی مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے بانی تھے
 ✽ ۱۹۷۵ء میں قومی اسمبلی کے امیدوار کی حیثیت سے کراچی کے سب سے
 بڑے حلقے سے شمل ازم کی بیگم کے خلاف مولانا نے انتخاب میں حصہ لیا اور قومی
 اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

✽ قیام پاکستان سے تادم آخر مولانا، ایک مخلص اور محبت و امن پاکستانی
 اور پختہ کے مسلمان ہونے کا بھرپور مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ ان کی شخصیت

ملک بھر میں بالخصوص اور ذنباجہ میں بالعموم شہر و قصبہ اور بازار
ممتاز رہی۔

☀ حضرت مولانا محترم، تحریک نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فائدہ
سلا رہے۔ آج اس تحریک کو جو مرتبہ و مقام حاصل ہے اس میں ان
کی خدمات اور مسابئی جلیلہ بنیادی اہمیت و حیثیت سمجھتی ہیں۔

☀ حصہ بمملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی قائم کردہ مجلس شوریٰ کے ذریعہ
رکن نامزد ہوئے اور قوانین اسلامی کے ترتیب و تشکیل اور نفاذ کے
لیے کار ہائے نمایاں انجام دیئے۔ علاوہ انہیں وزارتِ مذہبی امور کی
قائمہ کمیٹیوں کے رکن رہے۔ اپنی وفات سے چند ماہ قبل مرکزی محمد اوقاف
پاکستان کے نگران اعلیٰ اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے رکن مقرر ہوئے۔
☀ حضرت مولانا قومی سیرت حکومت پاکستان کے بنیادی رکن رہے۔

☀ اتحادین المسلمین کے لیے ملک بھر میں نمایاں خدمات انجام دیں
قومی دفاعی فنڈ، افغان مجاہدین، سیلاب زدگان اور ہر ناگہانی سانحہ
سے متاثر ہونے والے افراد کی امداد میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

☀ سولہ مرتبہ سفر حج و زیارت اور عمرہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔
☀ ۱۹۶۴ء میں پہلی مرتبہ عارضۂ قلب کی شکایت ہوئی مگر تبلیغی اور تنظیمی
سرگرمیوں میں کوئی کمی نہیں کی بلکہ کچھ زیادہ جذبہ و جوش سے شب و روز
چہار نعت میں صدائے حق بلند کرتے رہے۔

☀ حضرت مولانا نے کراچی شہر میں اہل سنت و جماعت کی طرف سے
دس روزہ مجالس محترم اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلس و
جلسہ کے انعقاد کا سلسلہ شروع کیا۔

تین ہزار سے زائد افراد، مولانا مرحوم کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور لاکھوں افراد کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوئی۔

حضرت مولانا مرحوم کو طریقت کے تمام سلاسل میں متعدد مشائخ نے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ آپ کے مُریدین ہزاروں کی تعداد میں دُنیا بھر میں موجود ہیں۔

حضرت مولانا قبلہ نے جنوبی افریقا میں انجمن اہل سنت و جماعت قائم کی پاکستان میں سُنی تبلیغی مِشن، انجمنِ مہجانبِ صحابہ و اہل بیت، تنظیمِ امداد و خطبہ مساجدِ اہل سنت اور متعدد ادارے قائم کیے۔

چالیس برس میں حضرت خطیبِ پاکستان سینکڑوں موضوعات پر انجاء ہزار سے زائد خطابات کیے۔ جو اب تک ایک عالمی ریکارڈ ہے۔

سلسلہ ۱۹۶۵ء میں دورانِ سفر، دوسری مرتبہ دل کا دورہ پڑا، اسی حالت میں کراچی آئے اور تقریباً چھ ہفتے ہسپتال میں زیرِ علاج رہے۔

سلسلہ ۱۹۸۲ء میں آخری بیرونِ ملک سفر، بھارت کے لیے کیا۔ اپنے دورے میں ممبئی، اجمیر، دہلی اور بریل شریف گئے۔

مارچ ۱۹۸۲ء میں شرقِ پُور شریف گئے اور اپنے پیرو مُرشد کی درگاہ پر حاضری دی جو وہاں ان کی آخری حاضری ثابت ہوئی۔

۲۰ اپریل ۱۹۸۲ء کو آخری خطاب جامع مسجد گلزارِ حبیب میں نمازِ جمعہ کے اجتماع سے کیا۔ اسی شب تیسری بار دل کا شدید دورہ پڑا اور قومی ادارہ برائے امراضِ قلب میں داخل ہوئے۔ تین دن بعد، شنبہ، ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۸۲ء کو صبح ۵.۵۵ بجے کی عمر میں اذانِ فجر

کے بعد بادِ بزمِ درود و سلام پڑھتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جاسے۔
 اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

☀ ۲۵ اپریل کو شتر پُرک، کراچی میں علامہ سید احمد سعید خانمیں کرامت
 میں ظہر کی نماز کے بعد لاکھوں افراد نے حضرت خطیبِ پاکستان کی نمازِ جنازہ
 ادا کی۔ اور پیارے گل والے تاج دارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عاشق
 صادق کو کمالِ محبت و احترام سے رخصت کیا۔

ز دنیا برنتہ بہ شانِ رفیع : نَحْمَدُ شَیْئَہٗ مُحَمَّدٌ شَیْئَہٗ

اسی سہ پہر منو لانا مرحوم مسجدِ گل زاہر حبیب کے احاطے میں مدفون ہوئے۔

رَحْمَۃُ اللّٰہِ اَعَالٰی عَلَیْہِ دَایْمًا اَبَدًا

(ہجری) ۱۴۰۴



رفت و منزل عالم بالا گرفت یا الہی فیض او پایندہ دار
 رفت و رفتے خویش از ما نہفت توبتش رائے خدا تا بندہ دار
 گھٹت تیغ و صاش بوالبیان
ہادی راہِ خدا، شب زندہ دار

۱۴۰۴ ہجری

اور فقہ ۱۰۰۰ مسیح ۱۰۰۰ ہجری - مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی مدظلہ العالی

ابتدائیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُؤَدِّي رَسُوْلَهُ الْكَرِيْمَ۔ اَمَّا بَعْدُ
فاضل مصنف مجددِ مسلک اہلسنت حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پاکستان کے نامور عالم دین اور مبلغ تھے۔ وہ ایک سحر بیان مقدّر
خطیب اور حقیقت بیان ادیب کی حیثیت سے ملک و بیرون ملک جانے پہچانے
جاتے تھے۔ وہ مصنف بھی تھے۔ اپنی تصانیف میں وہ ایک بے نظیر محقق کی
حیثیت سے جلوہ گر نظر آتے ہیں، عیشِ نظر کتاب میں انھوں نے تحقیق کا حق ادا
کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے شکوک و شبہات کا ازالہ بھی کر دیا ہے وہ وقت
اسلامیہ کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

اغیار کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ افرادِ ملت کے دلوں سے اعیانِ ملت
کی محبت و عقیدت نکال کر دلوں کو دیران کر دیں اور ملت کو ضعیف سے ضعیف
کر کے دشمنوں کو زیادہ سے زیادہ دلیر بنادیں۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت
اہل بیت، صحابہ کرام اور اولیاءِ عظام کی ذواتِ عالیہ کے ساتھ والہانہ وابستگی
کی روح ہے۔ اسی لیے دشمنانِ دین کا ہدف یہی ذواتِ عالیہ ہیں بعض محققین اپنی
بیجا تحقیق کے پردے میں اغیار کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں اور نہیں سمجھتے۔

کہ ان کی غیہ دیانت و ارادہ تحقیقاتِ ملتِ اسلامیہ پر کیا قیامت اُٹھ سبازوں
 قسم کی ایک تحقیق محمود عباسی صاحب نے پیش کی تھی جس میں انھوں نے یہ بار
 برحق اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو غلطی پر ثابت کیا ہے۔ محمود عباسی کی تہمت
 سے مضطرب ذہنوں میں جو سوالات اُٹھ سکتے تھے، حضرت علامہ اکاڈمی نے ایک
 ایک کر کے ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر ہر سوال کا محققانہ جواب تحریر فرمایا ہے۔

علامہ اکاڈمی نے مندرجہ ذیل سوالات قائم کیے ہیں۔

۱ کیا یزید کی خلافت و امارت قوانینِ شرعیہ کے مطابق تھی؟

۲ کیا یزید کے خلاف حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خروج باعثِ موت
 سمجھا جائے۔

۳ کیا یزید عالم و فاضل، متقی و پرہیزگار، مساک و پابندِ صوم و صلوٰۃ تھا؟

۴ اگر یزید فاسق و فاجر تھا تو جن صحابہؓ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان
 کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے؟

۵ کیا یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور وہ اس
 پر راضی نہ تھا؟

۶ اگر یزید نے قتل کا حکم نہیں دیا تھا تو شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یزید
 نے ابنِ زیاد پر کیوں لعنت کی؟

۷ کیا محمود عباسی نے اپنی تصانیف میں خیانت سے کام لیا ہے؟

۸ کیا یزید جہادِ قسطنطنیہ میں شرکت کے باعث بغضائے حدیث جنتی تھا؟

۹ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے اور ان کے تمام مناقب و
 فضائل خیال ہیں۔

حضرت علامہ اکاڈمی نے مندرجہ بالا سوالات پر دیانت و صداقت کے

ساتھ اپنی عمدہ تحقیقات پیش کی ہیں اور ہر سوال کے ذیل میں سیر حاصل بحث و
انھوں نے دلائل و شراہد سے ثابت کیا ہے۔

● یزید کی خلافت و امارت قانون شریعت کے مطابق نہ تھی۔

● حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خروج قطعاً بغاوت نہ تھا۔

● یزید صالح و متقی نہ تھا، فاسق و فاجر، ظالم و جابر اور بد کردار تھا۔

● جن صحابہ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی انھوں نے یزید کے ظلم و ستم و کینت سہجہ

رضخت پر عمل کیا اور جن صحابہ نے بیعت نہ کی، انھوں نے جان کی پروا نہ

کرتے ہوئے عزیمت پر کیا۔

● حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت یزید کے حکم سے نہ ہوئی تو یزید اپنی

اور آپ کو شہید کرنے والوں کے خلاف ضرور تادیبی کارروائی کرتا مگر یہ کارروائی

نہ کی گئی۔

● یزید قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر درحقیقت خوش ہو رہا تھا تاہم اپنی

پر یزید کا لعنت کرنا محض سیاسی مصلحت کے تحت تھا یا اس لیے کہ واقعہ

شہادت کے بعد اس کو خود اپنے مستقبل کا خوف تھا۔

● محمدؐ نے کتابوں سے حوالے نقل کرنے میں خیانت، تحسب اور تنگ

دلی سے کام لیا ہے، اپنے مطلب کی باتیں نقل کر دیں اور جو مطلب کے خلاف

جاری تھیں ان کو رہنے دیا۔ یہ بات دیانت کے خلاف ہے۔

● حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق یزید جہادِ قسطنطنیہ

کے لیے جانے والے پہلے لشکر میں شریک نہ تھا، بلکہ دایمیش سے رہا تھا

بعد میں حضرت معاویہؓ نے اس کو جبراً بھیجنے کا حکم دیا۔

● حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ یقیناً شہید ہوئے ان کے نعت و مناقب

بکثرت مستند روایات سے ثابت ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے عزیمت پھیل کر کے یزیدی ماحول کی تباہیوں میں اجالا کر دیا اور ایک مینا بونہر بنایا جو بھٹسنے والوں کی صدیوں تک وہ غالی کرتا رہے گا۔ دنیا میں بہت سے ایسے ہیں کہ جنہوں نے دولت کی خاطر، زمین کی خاطر، حکومت کی خاطر جانیں دی ہیں۔ مگر یہاں نہ رائے جان حق کی خاطر پیش کیا گیا اور یہ بتا دیا گیا کہ جان جیسی غلیظ دولت حق ہی کی قربان نہ ہو۔ چڑھائی جاتی ہے۔ سچائی کے لیے اپنی جان قربان کر دینا کوئی معمولی بات نہیں لوگوں نے تو جان بچانے کے لیے بڑے بڑے جھوٹ بولے ہیں۔ مگر یہاں جھوٹ کا گڑبھ نہیں۔ سچ ہی سچ ہے۔ کربلا کے میدان میں دیکھنے والی آنکھوں نے آفتاب حسین عزوب ہوتے دیکھا۔ اور اب ساری دنیا اس کو طلوع ہوتے دیکھ رہی ہے۔ غلام دستم کے خلاف ایک عالم گیر جدوجہد سامنے آرہی ہے۔ بے شک جبر ایک سایہ ہے جو حق کو نہیں رہتا۔ جبر ایک مایہ ہے جو ساتھ نہیں دیتی۔ جبر ایک پھاریہ ہے جو ناسور نہیں بھرتا۔ حضرت علامہ اذکار ڈوی نے جبر و استبداد کی آندھیوں میں چھپنے والے آفتاب کا چہرہ دکھایا ہے اور اس چہرے پر خاک ڈالنے والوں کا محاسبہ کیا ہے۔ دلوں میں چھپنے والے کانٹوں کو نکالا ہے۔ صفحہ قرطاس کو تختہ کل بنایا ہے۔ حضرت علامہ اذکار ڈوی نے بڑی محنت کی ہے اور تمام ضروری مآخذ کو کھنڈ گا لایا ہے۔ ان کی تحقیق سے ایک طرف تو حقائق سامنے آگئے دوسری طرف اغیار کے عزام بھی سامنے آگئے جو اغیار نے تحقیق کے پردوں میں چھپا رکھے تھے تحقیق و تدقیق ایک مستحسن عمل ہے، لیکن اس کے خلاف باغیانہ ذہنیت نے کہ میدان تحقیق میں اُترنا اور ملت نے ان پر جوا عائد کیا ہے اس سے فائدہ اٹھا کر فکر و خیال کے بندھنوں کو توڑنا اور دور جد کے انتشار و فکر کے صحرا میں لا کر کھڑا کر دینا صریحاً ظلم ہے۔ حضرت علامہ اذکار ڈوی نے جہان

بیتِ اسلامیہ پر احسان فرمایا کہ ان کو ایک روشنی عطا فرمائی جس سے ٹمک و شبیر کی
ساری تاریکیاں دور ہو گئیں اور محبت و عقیدت کے جو بندھن ٹوٹ رہے تھے، وہ مضبوط
سے مضبوط تر ہونے لگے۔ اسلام کی بنیاد ہی محبت پر ہے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی محبت۔ اہل بیتِ اہلہار کی محبت۔ صحابہ کبار کی محبت۔ اولیاء
عظام کی محبت۔ علماء حق کی محبت۔ محبت ہی محبت۔ سچ تو یہ ہے کہ جس کے
دل میں ان حضراتِ عالیہ کی محبت نہیں اس کا دل ایمان سے خالی ہے جو حضور
انور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ خبردار ہو جاؤ! جس کے دل میں محبت نہیں اس
کے دل میں ایمان نہیں۔ یہ کلمات بار بار فرماتے رہے شک محبت و ایمان کا چلن و گنا
کا ساتھ ہے۔ جو محبت پر شب خون مارتا ہے وہ ایمان پر بھی شب خون مارتا ہے۔
ایمان کی لذت بغیر محبت کے آہی نہیں سکتی۔ اطاعت اپنی جگہ مگر محبت نہ ہو تو ہر
عبادت بے سود رہے بغیر ہے۔

مولیٰ تعالیٰ حضرت خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع ادکاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کی قبر کو نور سے معمور فرمائے۔ کہ انہوں نے اپنی علمی تحقیقات سے منہوم دلوں کو مسرور کر دیا۔
شکوہ و شبہات کے غار زاروں کو ایمان و یقین کے لالہ زاروں سے پُر بہار بنا دیا۔
بھٹکتے خیالوں کو راہ پر لگایا اور ڈگمگاتے افکار کو ثبات عطا فرمایا۔ آمین بجاہیلہ سلیمین
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ و سلم و اصحابہ وسلم جمعین۔

محمد سعود احمد

پرنسپل، گورنمنٹ ڈگری کالج، بٹھکھہ، سندھ

۱۳ مارچ ۱۹۵۵ء

۱۳ اپریل ۱۹۵۵ء

مستوفی

لہجہ

- ۱۳۰ یزید کیند و امام کے گھٹے ہوئے کا سبب
- ۱۳۱ امام حضور کی حرمت اور شجاعت اور
- میدار صا کے ارشاد اور منظر مشاہدہ
- ۱۳۲ امام سید الشہداء ہیں
- ۱۳۳ امام کا قتل اور یزید کی رضا
- ۱۳۴ یزید کا امام کے قتل سے خوش در نام ہو کر
- ۱۳۵ یزید کا ابن زیاد پر لعنت کرنا
- ۱۳۶ عباسی کے بیان میں تضاد
- ۱۳۷ امام خوال اور حامیان یزید
- ۱۳۸ عباسی کی تصانیف میں خیانت و بڑبائی
- ۱۳۹ عبارات میں قطع و برید
- ۱۴۰ محدثین و مؤرخین پر افتراء
- ۱۴۱ امام کے صوبی ہونے کی بحث
- ۱۴۲ تحریف یا جہالت
- ۱۴۳ عباسی نے محدثین اور مؤرخین کو سزا
- کی مگر وہ کذاب ثابت ہو گئے
- ۱۴۴ امام حسن کے وقتا بہتے نہیں بلکہ ٹپ
- کے ہلکے مرض سے جوتی
- ۲۰۱ زہر خوردانی کے متعلق بحث
- ۲۰۲ زہر کس سے دیا اور دلوایا
- ۲۰۳ امام کو صوبہ کا کونسا جاننے سے روکا

مستوفی

لہجہ

- ۲۰۴ امام کا خواب اور حکیم رسول
- ۲۰۵ واقعہ جرم صرفاً گھٹنے میں تھپکا
- ۲۰۶ عبادت میں تضاد پس منظر مشاہدہ
- ۲۰۷ ریسرچی کا خون
- ۲۰۸ اہل بیت پر شہادت کا الزام
- ۲۰۹ ابو مخنف پر الزام
- ۲۱۰ بخاری و مسلم کے راوی
- ۲۱۱ جہاد قسطنطنیہ اور یزید
- ۲۱۲ حضرت ام سلمہ کی وفات کی کئی
- ۲۱۳ افشاء و مناقب
- ۲۱۴ اہل بیت بقوت
- ۲۱۵ محبت اہل بیت واجب ہے
- ۲۱۶ اہل بیت پر درود و سلام
- ۲۱۷ اہل بیت جہل الشہاء ہیں
- ۲۱۸ محبت اہل بیت کی ترغیب و تحریص
- ۲۱۹ حسن و حسین دنیا میں شہرہ رکھے، پھیل
- ۲۲۰ حسنین کریمین کا نام بڑا ریاں
- ۲۲۱ اہل بیت کی لڑائی اور مسیح
- ۲۲۲ حسنین کو میں جنگ جواؤں کے سردار
- ۲۲۳ حسنین مجھ سے، میں حسنین سے ہوں
- ۲۲۴ عقیدہ اہل سنت
- ۲۲۵ پیش افتاد

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلَى اٰلِ
وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

میرے ایک فاضل دوست نے محمود احمد عباسی کی تالیف ”تبصرہ
محمودی برہفوات مودودی“ جو عباسی صاحب نے ابو الاعلیٰ مودودی صاحب
کی کتاب ”خلافت و ملوکیت“ کے رد میں لکھی ہے، کے حصّہ دوم کی چند عبارات
اور اُن سے حاصل شدہ مفہوم نقل کر کے سوالات مرتب کئے اور مجھ ان سبالات
کے جوابات لکھنے کو فرمایا۔ میں نے عباسی صاحب کی پہلی تالیف ”خلافتِ معاداً
یزید“ دیکھی ہوئی تھی جس میں انھوں نے یزید کو برحق و امام عادل اور سیدنا
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلطی پر ثابت کرنے کی مذموم سعی کی ہے۔ اب
اس دوسری تالیف کو حاصل کر کے اس کا بھی مطالعہ کیا تو سوالات میں درج
شدہ عبارات اور اُن کا مفہوم بالکل درست پایا۔

اس تالیف میں عباسی صاحب نے مودودی صاحب کے ان غلط اور
بے جا الزامات اور اتہامات کا جواب دیا ہے جو انھوں نے اپنی کتاب ”خلافت
ملوکیت“ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی
اللہ عنہ پر لگائے ہیں۔ لیکن عباسی صاحب نے مودودی صاحب کے رد کے
ساتھ ساتھ مسلک اہل سنت کے خلاف اپنی خارجیت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے
اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سخت ترین توہین کا بھی ارتکاب کیا

ہے جیسا کہ ان کی عبارات سے قارئین کرام کو معلوم ہو گا۔ مودودی صاحب نے یزید کے کچھ سیاہ کار ناموں کے متعلق بھی لکھا تھا چونکہ عباسی صاحب کو خارجی ہونے کی وجہ سے یزید کے بڑے ہی حامی ہیں، وہ کیسے برداشت کر وہ تو یزید پید کو خلیفہ برحق، امام عادل و راشد اور امیر المؤمنین سمجھتے ہیں اس کے مقابلے میں فرزند رسول امام عالی مقام تیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی، فسادی، اللہ و رسول کا دشمن اور جاہلیت کی نوت مرنے والا قرار دیتے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! چنانچہ انھوں نے اپنے ان فاسد اور باطل خیالات کو حقیقت کا جامہ پہنانے کی جو ناپاک اور مذموم کوشش کی ہے اس بندہ ناچیز، گد لٹے اہل بیت اہمبار نے بحمد اللہ تعالیٰ اس کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ اور اس خارجی کی جہالت و مکاری کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا ہے اور دیانت و صداقت کے ساتھ اصل حقیقت کو پیش کیا ہے کتاب کے مندرجات کا تعلق سوالات کے مطابق یزید پید علیہ مایسحقۃ اور امام پاک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ مودودی و عباسی کے درمیان بحث و اختلافات سے نہیں۔

اسی حصہ کا نام جو سوالات و جوابات پر مشتمل ہے ”امام پاک اور یزید پید“ ہے۔ دوسرا حصہ جس کا نام ”شام کو بلاشبہ اس میں امام پاک اور ان کے رفقاء کی شہادت کا مفصل اور مدلل بیان ہے۔ ان دونوں کتابوں میں خارجیت اور رافضیت سے الگ ہو کر بندہ نے مسکب حق اہل سنت و جماعت اور کتاب سنت کے مطابق اپنے جذبات عقیدت کو پیش کیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بھلیاں اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم میری اس سعی کو منظور و مقبول فرما کر مسلمانوں کیلئے نافع و مفید فرمائے، اور اس بندہ گنہگار کیلئے ذریعہ نجات بنا۔ آمین ثم آمین۔

سوالات

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس امر میں کہ محمود احمد عباسی اپنی تالیف ”تبصرہ محمودی بر مفوات مودودی“ کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھتے ہیں:۔
 ”یہ امر عیاں ہے کہ جیسا استصواب امیر یزید کی ولایتِ عہد کے لیے کیا گیا ایسا استصواب اُن سے پہلے کسی کے لیے نہیں ہوا تھا۔ نیز یہ کہ جو فیصلہ ہوا وہ اجماعی تھا۔ حضرات ائمہ المؤمنین اور جمہور کبار و صغار صحابہ اس پر متفق تھے اس موقع پر کسی ایک شخص کا بھی مختزر بننا صحاح سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایسا اجماع تھا اور اس اجماع کا ایسا اجماع کہ قوانین شرعیہ اور علم سیاست کے اصول کے مطابق ہو اس سے زیادہ فیصلہ کن اور کارگر کوئی اجماع نہیں ہو سکتا۔ موجودہ صدارتی انتخابات میں ہزاروں ووٹ مخالفت میں پڑتے ہیں اور فیصلہ صرف عددی اکثریت سے ہوتا ہے۔ لیکن امیر یزید کی ولایتِ عہد کی بیعت کے وقت ایک ووٹ بھی خلاف نہیں تھا۔“

عباسی صاحب کی اس عبارت سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یزید اور جمہور صحابہ کرام اور ملتِ اسلامیہ کے تمام افراد نے بالاتفاق خلیفہ اور امیر منتخب

کیا تھا چنانچہ جیسا صاحب پٹی اسی تالیف کے صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں
 "امیر المومنین یزید اول کی خلافت کی حقیقت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ
 صحابہ کرام کا اجماع ایسی بنا پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان کے خلاف خروج
 کو فساد و رسول کے ساتھ سب سے بڑی غداری قرار دیا تھا۔"

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ یزید کے خلاف خروج خدا تعالیٰ اور اس
 کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے بڑی غداری تھا۔ اس کے بعد جیسا
 صاحب صفحہ ۱۱۵ پر گویا فرماتے ہیں :-

"لیکن غلوؤں نے سیاست کا یہ گڑ بھی نہیں سیکھا اور ہمیشہ بے وجہ اور بے
 اصول ایسا قدم اٹھایا جس کا نتیجہ سوائے تخریب اور پستی کے کچھ نہ نکلا۔ شریف
 حسین تک ان کی پوری تاریخ یہی کہتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عالم اسلام میں
 اس خاندان کو کبھی وہ مقبولیت حاصل نہ ہو سکی جو امویوں کو عباسیوں کو اور
 ترکوں کو ہوئی۔ انہی ناکامیوں، پستیوں اور بدنامیوں کو چھپانے کے لیے خیانی
 منقلب کا ڈھیر لگا دیا گیا اور ان کی غلطیوں پر عصمت کا پردہ ڈال کر جہاں
 اور شہادت کا نام دیا گیا۔"

اس کے بعد اسی صفحہ پر لکھتے ہیں :-

"اس شریعت کے باطن تک ہمیں رسائی نہیں اور ہم الفاظ کے وہی
 معانی سمجھتے ہیں جو ایک فانی اور غیر معصوم انسان سمجھ سکتا ہے اور اس بارے
 میں صحابہ کرام سے لے کر ہمارے زمانے تک سب اصحاب فکر سمجھتے آئے ہیں
 ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَّيَسْمُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَادٰۤا اَنْ يَّقُوْا
 اَرْضِيْۤهٖمْ اَوْ يَنْقُطَ اَيْدِيْہُمْ وَاُجْلَہُمْ مِنْ خِلَافِ اَوْ يَنْقُوْا مِنَ الْاَرْضِ

تجوّزات اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور میں پر فساد اچھڑ
 کے درپن ہیں ان کی منزایست کو انھیں بڑی عرص قتل کیا جاسے یا انھیں
 دن جلے یا جانب مقابل کے مانعہ پاؤں کاٹے جائیں یا انھیں ملک بہ کر دیا
 جائے: خدا و رسول سے لڑنے کا مطلب اس نظام صانع نے خلاف جنگ کرنا
 ہے جو اسلام کی حکومت نے ملک میں قائم کر رکھا ہو ایسا نظام جب کس سرزمین
 میں قائم ہو جائے اور اس کو خراب کرنے کی سعی کرنا قطع نظر اس سے کہ وہ چھوٹے
 پیمانے پر قتل و غارت اور ربزنی و دیکستی کی حد تک ہو یا بڑے پیمانے پر اس
 نظام صانع کو اسٹنے اور اس کی جگہ کوئی فاسد نظام قائم کر دینے کے لیے ہر ذریعہ
 خدا و رسول کے خلاف جنگ ہے۔“

اس کے بعد صفحہ ۱۱۹ پر لکھتے ہیں:-

”اگر رائے عامہ ایک حکومت یا حاکم کے حق میں ہے اور اس کے خلاف
 پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہوتی تو ایسی حکومت یا حاکم پر عامہ کردہ الزامات خود
 بخود باطل ہو گئے اور جو لوگ اس حکومت کے خلاف کھڑے ہوتے وہ باغی اور
 مفسد ہی قرار پاتے گے۔“

ان عبارات سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
 نے بلا وجہ اپنے اصول محض تحرّجی کاروائی کی تھی اور یزید کے خلاف ان کا خرّج
 خدا و رسول سے جنگ اور بغاوت اور فساد فی الارض کے مترادف تھا اور ان کے
 فضائل و مناقب محض خیالی ہیں نیز وہ شہید بھی نہیں ہیں چنانچہ اس کے بعد
 عباسی صاحب صریح طور پر صفحہ ۱۱۸ پر لکھتے ہیں:-

اور جس نے امام المسلمین کے خلاف خرّوج کیا جس پر لوگ جمع ہو گئے ہوں
 اور جس کی خلافت کو مانتے گئے ہوں خواہ یہ اقرار برضا و رغبت ہو یا بہ جبر و اکراہ۔

تو اس نے مسانوں کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے خدیف کیا اور اگر اس خروج کی حالت میں اس کی موت ہو جاتی تو یہ شخص جاہلیت کی موت مرا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۶۷ پر لکھتے ہیں :-

”پوری اور زنا اور دوسرے کبار کا ارتکاب امام کے خلاف خروج نہ متباہی میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟“

اور صفحہ ۱۲۰ پر لکھتے ہیں :-

”چنانچہ یہ لوگ اپنے تخریبی عزائم کے تحت موجودہ اور گزری ہوئی پریشانی کو گمراہ کہہ کر ایسے لوگوں کو مجاہد اور شہید کہنا چاہتے ہیں جنہوں نے وقتاً فوقتاً اسلام کی حمایت کے خلاف خروج کیا اور ہم عصر امت کی حمایت حاصل نہ ہونے کے سبب قتل کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔“

اور صفحہ ۶۷ پر لکھتے ہیں :-

”ان حضرات پر خلفاء اسلام کا یہ احسان ہے کہ انہیں قتل کر دیا گیا اور قتل ان کے جرم عظیم کا کفارہ ہو گیا ورنہ خروج علی الامام کا وبال اپنی گردن پر لے جاتے۔“

ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ یزید کی خلافت و امارت ایسی تھی کہ امام صحابہ اور جمہور مسلمین کا اس پر اتفاق تھا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون اور مخالفت محض بلا وجہ بغاوت اور فساد فی الارض بلکہ خدا اور رسول کے خلاف جنگ کے مترادف تھی چنانچہ ان کو اس کی سزا ملی اور وہ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور وہ قتل مجاہد اور شہید نہیں ہیں اور ان کے فضائل بھی محض خیال ہیں۔ (العباد باللہ) اب یہ معلوم کرنا ہے کہ :-

۱۔ کیا بڑید کی خدمت و امارت پر قوانین شریعہ کے مطابق غار صی :
جہور مسلمین کا ایسا اتفاق تھا کہ ایک دوش بھی اس کے خلاف نہ تھا۔

۲۔ کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خروج بلا وجہ بغاوت، فساد فی الارض اور
رسول کے خلاف جنگ کے مترادف تھا۔

۳۔ کیا بڑید عالم و فاضل، متقی پرہیزگار، پابند صوم و صلوة اور نہایت صالح
تھا جیسا کہ عباسی صاحب کی دوسری کتاب "خلافت معاویہ و بڑید کے منظر ۴۹
پر ہے کہ :-

"علم و فضل، تقویٰ و پرہیزگاری، پابندی صوم و صلوة کے ساتھ امیر بڑید
حد درجہ کریم النفس، حلیم الطبع، منجید و متین تھے : نیز اسینہ محمد انیس کی بڑید کے
بارے میں یہ نظم ہے :-

امیر المؤمنین سیدنا امیر بڑید رحمۃ اللہ علیہ

از : السید محمد الیسن کوہی

میر آن را بہر تھی ہایت بڑید کی	کیوں راشدہ نہ ہوئی مخالفت بڑید کی
اللہ کی جناب مقدس میں ٹال	کل عازمین حج نے امارت بڑید کی
حضرت حسینؑ اور ابو اویبؓ مقتدی	ہے کتنی سر بلند امامت بڑید کی
جو شامل جہاد ہوا جہشتی ہوا	ہے وجہ افتخار قیادت بڑید کی
شاہد ہے آج نکسا ابو اویبؓ کا مزار	عباسیوں نے مانی شہادت بڑید کی
چیمین جو مال ان پر مسلسل نراخت	احسان معاویہ کے عنایت بڑید کی
کی مصلحت تھی لوچھے ابن حنیف سے	تسلیم کی ہے جس خدمت بڑید کی
بسماندہ ان کر بلای مشفارت میں	تھی بادشاہت مکر طریت بڑید کی

جس وقت نام آیا ابن حسین کا
 ویسے ہی یا آلِ سعادت یزید پر
 لازم تھی تو منہن پر قرآن ہو چٹھے
 انتہ کی نبی کی امانت یزید پر
 پہلے بھی اور حادثہ کر بلا کے بعد
 زینب کو تھی ہنسہ فاقہ یزید پر
 خشکی کے شہسوار سمندر کے تاجدار
 بقابل بیان ذہانت یزید پر
 تکمیل دیں اشاعت اسلام میں کمال
 اللہ کا کرم تھا کرامت یزید پر
 مانو نہ مانو تم مکر دنیا نے مان ل
 دانش معادئہ کی غدا فتنہ یزید پر

تسلیم کی ہے متفقہ طور سے جس

اہل عرب عجم نے سبابت یزید کی

یاد یزید فاسق و فاجر ظالم و شرابی تھا اور کیا اس پر لعنت وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں،

۴۔ اگر یزید واقعی فاسق و فاجر اور ظالم و شرابی تھا تو ان صحابہ کرام کے پاس میں کیا چاہئے، جنہوں نے اس کی بیعت کر لی تھی انہوں نے اس کی بیعت کیوں کی۔ کیا ان پر ذوق و ذہن بیعت کا الزام عائد نہیں ہو گا؟ اگر نہیں ہوتا تو پھر امام حسین پر الزام عائد ہوتا ہے کہ انہوں نے یزید کی بیعت سے کیوں انکار کیا اور کیوں اس پر خروج کیا؟ اب ان دو صورتوں میں سے ایک صورت کو لازماً اختیار کرنا پڑے گا۔ اگر امام حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنہوں نے یزید کی بیعت کی یقیناً غلطی پر تھے ان پر فسق کا الزام عائد ہو گا اور اگر وہ صحابہ کرام حق پر تھے تو حضرت امام غافل پر تھے اور ان پر خروج و بغاوت کا الزام عائد ہو گا؛

۵۔ یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ وہ اس سے راضی تھا لہذا قتل حسین اور اس کی رضا کی نسبت یزید کی طرف کرنا غلط ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

۶۔ اگر امام حسین کا قتل یزید کے حکم اور اس کی رضا سے ہوا تھا تو پھر کس

سوال نمبر ۱

کیا یزید کی خلافت و امارت قوانین شرعیہ کے مطابق تھے تھی اور اس تمام صحابہ اور مجاہدین کا ایسا اتفاق تھا کہ ایک دوسرے کو بھی اس کے خلاف نہیں تھا ؟

جواب
میرگز نہیں، بالکل غلط، صریح کذب، اور خلاف واقعہ بلکہ معبر بالکل اس کے برعکس ہے جیسا کہ آئندہ سطور سے واضح ہو گا۔ انشاء اللہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد خلفاء اسلام کا انتخاب اکابر مہاجرین و انصار صحابہ کے مشورہ سے ہوا تھا۔ یزید کی دل غمیدی کے لئے میں اگرچہ اکابر صحابہ کرام اٹھ چکے تھے اور زمانہ رسالت کی بہاریں کسی حد تک ختم ہو چکی تھیں تاہم ان میں بہت سے صحابہ اور اکابر صحابہ کی اولاد جسے خود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا، ابھی موجود تھی جیسے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت حمین بن علی، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت بکر بن ابی بکر رضی اللہ عنہم یہ حضرات اپنے اسلاف کرام کا نمونہ اور اخلاقی حسنہ اور عمار صالحہ کا پیکر تھے۔ ان میں تقویٰ و پرہیزگاری، عدل و انصاف، امانت و دیانت، علم و فضل اور صداقت و حق گوئی کا جوہر پورے طور پر موجود تھا۔ ان سب حضرات کی موجودگی میں یزید جیسے شخص کا نام خلافت کے لیے پیش کرنا کسی طرف سے

من سب نہ تھا۔ اس میں ابھی توئی کہ حضرت امیر معاویہؓ نے کوذ کے گورنر مغیرہ بن شعبہ کو معزول کر کے ان کی جگہ سعید بن عاص مقرر کیا۔ چاہتے تھے۔ مغیرہ کو امیر معاویہ کے اس ارادہ کی اطلاع ہو گئی تو وہ کوذ سے دمشق پہنچے اور یزید سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ ابا برصاحبہ اور فریضہ بڑے لوگ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں البتہ ان کی اولاد موجود ہے اور تم ان سے کسی معاملے میں کم نہیں ہو۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ امیر المومنین کو تمہارے لیے بہت لینے میں کون سا امر مانع ہے؟ یزید نے کہا آپ کے خیال میں یہ کام ہو سکتا ہے؟ مغیرہ نے کہا ہاں! یزید نے اس بات کا ذکر اپنے والد امیر معاویہ سے کیا۔ انہوں نے مغیرہ کو بلا کر پوچھا کہ تم نے یزید سے کیا بات کی ہے؟ مغیرہ نے کہا۔ امیر المومنین! حضرت عثمان کی شہادت کے بعد امت میں جو اختلافات اٹھنے لگی ہوئی ہے وہ آپ دیکھ چکے ہیں اس لیے بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی ہی میں نبیؐ کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے بیعت لے لیں تاکہ آپ کے بعد فتنہ فساد اور خون خرابا نہ ہو۔ حضرت معاویہ نے کہا اس کام کو پورا کرنے میں میرا معاون کون ہو گا؟ مغیرہ نے کہا جہاں تک اہل کوذ کا تعلق ہے اس کا ذمہ میں لیتا ہوں اور اہل بصرہ کے لیے زیادہ کافی ہے۔ اس کے بعد کوئی مخالفت نہیں کرے گا۔

امیر معاویہ نے کہا اچھا تم اپنے عہدے پر واپس چلے جاؤ اور اس معاملے میں ان لوگوں سے گفتگو کرو جن پر تمہارا اعتماد ہو یہاں سے رخصت ہو کر مغیرہ اپنے دوستوں کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہو کیا ہوا؟ مغیرہ نے کہا میں نے میرا معاویہ کا پاؤں ایسی رکاب میں الجھا دیا ہے کہ کبھی نہ نکل سکے گا۔ کوذ پہنچ کر مغیرہ نے ان لوگوں سے بات چیت کی۔ جن پر ان کو وثوق اور اعتبار تھا اور دس آدمیوں کو تیس ہزار درہم دے کر اس امر پر راضی کیا کہ وہ ایک وفد کی صورت

میں دمشق جائیں اور امیر معاویہ کو یزید کی دلی عہدی کے لیے درخواست کریں۔
 پُر زور حمایت کا یقین دلائیں۔ چنانچہ یہ وفد حضرت مغیرہ کے بیٹے موسیٰ کی قیادت
 میں دمشق پہنچا اور بڑے زور شور سے اس تجویز کی تائید و حمایت کر کے انصارِ حبشہ
 کی درخواست کی۔ امیر معاویہ نے ان سے کہا کہ ابھی تم اس معاملے کے اظہارِ بیعت
 نہ کرو۔ لیکن اپنی راستے اور عہد پر پکے رہو۔

بعد میں امیر معاویہ نے موسیٰ کو تنہائی میں بلا کر پوچھا کہ تمہارے باپ نے
 ان لوگوں کو کتنے میں خریدا ہے؟ موسیٰ نے کماتیس ہزار درہم میں

پھر حضرت معاویہ نے گورنر بصرہ زیاد کو خط لکھا اور اس معاملہ میں مشورہ
 کیا۔ زیاد نے عبید بن کعب النخیری کو بلا کر کہا کہ امیر المومنین نے مجھ سے یزید کی دلی
 عہدی کے بارے میں مشورہ طلب کیا ہے اور وہ لوگوں سے خائف بھی ہیں کہ
 لوگ حضرت کا اظہار کریں گے اور اطاعت کی بھی امید رکھتے ہیں اور یہ معاملہ نہایت
 اہم ہے۔ اور یزید میں یہ یہ خامیاں اور کمزوریاں ہیں۔ لہذا تم امیر المومنین کے باہمی
 جاد اور ان سے یزید کی عادات و خصائل بیان کر کے کہو کہ ابھی اس معاملے میں
 توقف فرمائیں اور جلدی نہ کریں۔

عبید نے کہا آپ امیر معاویہ کی رائے کو بدلنے اور خراب کرنے کی کوشش
 نہ کریں بلکہ اس کے بجائے ایک اور کام کیا جائے اور وہ یہ کہ میں آپ کی طرف
 سے یزید کے پاس جاتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ تمہارے باپ نے عہدی
 بیعت کے بارے میں امیر زیاد سے مشورہ طلب کیا ہے اور ان کو یہ خوف ہے کہ
 لوگ تمہاری عادتوں کی وجہ سے تمہاری مخالفت کریں گے اس لئے تم اپنی بڑی
 عادتوں کو ترک کر کے اپنی اصلاح کرو تاکہ یہ امر بہتر اور آسان ہو جائے۔ زیاد نے

کہا خدا کرے کہ تمہارا تیرا نشانے پر بیٹھے چنانچہ عید کے دمشق جا کر رہنے کی طرف سے یزید کو تو اصلاح حال کا پُر زور مشورہ دیا اور امیر معاویہ کو ایک خط دیا جس میں زیاد نے ان کو لکھا تھا کہ اس معاملہ میں تجلّت سے ہمارے یہاں بڑی مکت و سیاست کے کام میں ہے۔

جب ۳۵ھ میں زیاد کا انتقال ہو گیا تو حضرت معاویہ نے یزید کے لیے بیعت لینے کا فیصلہ کر لیا اور با اثر لوگوں کو ہمارا کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے جو انھوں نے قبول کر لیے لیکن جب ان کے سامنے بیعت یزید کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے فرمایا خوب اچھا ان کا یہ مقصد ہے! پھر تو میرا دین بڑا ارزاں ہے۔ یہ کہہ کر انھوں نے درہم قبول کرنے سے انکار کر دیا (ابن اثیر ص ۲۳۹، البدایہ ص ۲۳۹) پھر حضرت معاویہ نے مدینہ طیبہ کے گورنر مروان بن حکم کو لکھا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد امت میں پھر اختلاف نہ ہو جائے۔ اس لیے چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی ہی میں کسی کو اپنا جانشین بنا جاؤں۔ لہذا تم ان لوگوں سے پوچھو کہ وہ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں؟ مروان نے اہل مدینہ کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ بات پیش کی اہل مدینہ نے اس تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ کسی شخص کا انتخاب کر کے پہلے ہمیں بتائیں اور اس معاملہ میں غلطی نہ کریں۔ مروان نے اہل مدینہ کا یہی جواب امیر معاویہ کو لکھ کر بھیج دیا۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے مروان کو لکھا کہ میں نے یزید کو منتخب کیا ہے۔ مروان نے پھر اہل مدینہ کو مسجد نبوی میں جمع کر کے کہا۔ امیر المؤمنین نے تمہارے لیے ایک بہت مناسب شخص کا انتخاب کر لیا ہے اور اس انتخاب میں انھوں نے کوئی غلطی

نہیں کی۔ چنانچہ انھوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنے بعد اپنا جانشین بنا، باپ
 قَالَ إِنَّ اللَّهَ ارْتَضَىٰ امِيرًا مِنْكُمْ
 کہہ کر بیٹے کو امیر المومنین کو یزید
 فَيَزِيْدُ رَاٰیَا حَسَنًا و
 کہے میں بہت اچھے لئے بھائی جے اور
 اَنْ يُّسَخِّلَ فَقَدْ اسْتَخْلَفَ
 کہ یزید کو خلیفہ بنا رہے ہیں تو بیٹے کو برگزیدہ
 ابوبکر و عمر
 عمر نے بھی تو خلیفہ بنائے تھے :-

اس پر عبدالرحمن بن ابی بکر اٹھے اور فرمایا اے مروان! تم نے بھی غلط کیا
 اور معافیہ نہ بھی غلط کیا۔ تمہارا ارادہ اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھلائی اور
 انتخاب نہیں بلکہ تم لوگ اس خلافت کو قیصریت بنانا چاہتے ہو کہ جب ایک قیصر
 تو اس کی جگہ دوسرا قیصر یعنی اس کا بیٹا آگیا۔ یہ سنت ابوبکر و عمر نہیں ہے انھوں
 نے برگز اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنانا تھا۔ مروان نے کہا اس
 شخص کو پکڑ لو۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں قرآن میں آیا ہے۔ وَالَّذِي قَالَ
 لَوْلَا ذِيهِ اُفٍّ لَّكُمَا۔ حضرت عبدالرحمن نے بھاگ کر اپنی بہن حضرت عائشہ کے گھر میں
 پناہ لی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے کہا۔ مروان نے غلط
 کیا یہ آیت ہمارے خاندان کے کسی فرد کے بارے میں نہیں آئی بلکہ خدا کی قسم ایہ
 ایک اور شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اگر میں چاہوں تو اس کا نام بھی
 بتا سکتی ہوں۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت کی
 تھی جبکہ مروان اس کے عصب میں تھا۔

پھر حضرت امام حسینؑ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ
 رضی اللہ عنہم نے بھی کھڑے ہو کر یزید کی دل عہدہ تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ مروان نے
 ان تمام باتوں کی امیر معاویہ کو خبر کر دی۔

حضرت معاویہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کو ایک لاکھ درہم بھیجے تو انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا و قال ابیع دینی پدنیابح^۵ اور فرمایا کیا میں دنیا کے بدلے اپنا دین بیچ دوں؟ (الاستیعاب ص ۳۳۴)

ان ہی آیام میں حضرت معاویہ نے مختلف علاقوں کے محکّم کو لکھا کہ وہ لوگوں کے سامنے یزید کی تعریف کر کے ان کو ہموار کریں اور میرے پاس مختلف شہروں سے وفد بھیجیں۔

حضرت محمد بن عمرو بن حوتم مدینہ منورہ سے امیر معاویہ کے پاس پہنچے اور انھوں نے امیر معاویہ سے لکھا کہ ہر داعی سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا لہذا آپ خوب غور فرمائیں کہ آپ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے امور کا والی کس کو بنا رہے ہیں؟ امیر معاویہ یہ سن کر کچھ ایسی سوچ میں پڑ گئے کہ کافی دیر تک سر جھکائے رکھا۔ مختلف شہروں سے جو وفد آئے تھے انھوں نے امیر معاویہ کے سامنے وفاداری کا اظہار کیا اور خوشامد: تقریریں کیں مثلاً ضحاک بن قیس نے کہا:-

”جہاں تک مجھے علم ہے یزید بن امیر المومنین حسن بابت علم و حلم و سیرت و کردار اور راستے میں ہم سب سے افضل ہیں لہذا امیر المومنین آپ ان کو اپنے بعد اپنا ولی عہد اور جانشین دار اور جاری جاسے پناہ بنادیں تاکہ ہم اس کے سامنے میں پناہ حاصل کر سکیں۔“

عمرو بن سعید الاشجق نے بھی اسی قسم کی تقریر کی۔ پھر یزید بن مقفع العذری نے اٹھ کر کہا:-

”یہ امیر المومنین معاویہ ہیں۔ ان کی وفات کے بعد یہ یزید امیر المومنین ہو گا اگر کسی نے انکار کیا تو اس کا فیصلہ یہ تلوار کرے گی۔“

امیر معاویہ نے کہا ”آپ مجھ جیسے آپ سیدہ انتظار ہیں“ اسی طرز تقریر

بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم ان سے ملے حضرت معاویہ نے ان چاروں حضرات سے نہایت سخت کلام کیا۔ یہ حضرات ان کے اس نامناسب رویہ سے اگرچہ سخت حیران تھے پھر بھی ان کے ساتھ چلتے رہے حضرت معاویہ نے مدینہ طیبہ میں داخل ہونے تک ان کی طرف کوئی التفات نہ کی۔ بایں ہمہ یہ حضرات پھر ان کے پاس ان کی اقامت گاہ میں گئے مگر پھر بھی ان کے مرتبہ و مقام کے مطابق ان سے کوئی سلوک نہ کیا گیا کیونکہ ان چاروں حضرات نے یزید کی ولی عہدی تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا۔ کچھ عرصہ تو یہ چاروں حضرات دل برداشتہ ہو کر مدینہ منورہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ چلے گئے اب حضرت معاویہ کے لیے مدینہ طیبہ کا معاملہ کافی آسان ہو چکا تھا چنانچہ وہ حالات کو سازگار اور موافق بنانے میں لگے رہے۔ اس عرصہ میں وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی گئے اور ان چاروں حضرات کی شکایت کی۔ ام المومنین کو تمام حالات کی خبر مل چکی تھی انھوں نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ان لوگوں کے متعلق کہا ہے کہ اگر وہ یزید کی بیعت سے انکار کریں گے تو ان کو قتل کر دیا جائے گا؛ حضرت معاویہ نے کہا ام المومنین! ایسا تو نہیں کیونکہ یہ لوگ اس سے بہت بلند ہیں۔ لیکن ان کے سوا سب لوگ بیعت کر چکے ہیں تو کہا آپ یہ خیال فرماتی ہیں کہ میں ان کی وجہ سے دوسرے تمام لوگوں کی بیعت کو ٹوڑ دوں! ام المومنین نے فرمایا بہر حال ان لوگوں کے ساتھ نرمی و محبت سے پیش آؤ حضرت معاویہ نے کہا اچھا! میں ایسا ہی کروں گا۔

اس کے بعد حضرت معاویہ اپنے رفقاء کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے اور لوگوں سے ملاقات کی۔ ان چاروں حضرات سے بھی ملاقات کی لیکن اب معاملہ بالکل برعکس تھا۔ بڑی محبت و تعظیم سے مرحبا مہربا کہہ کر پیش آتے سب آگے بٹھاتے اور

ہر معاملہ میں بڑی اہمیت دیتے۔ یہ حضرات بھی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اس طرح سلوک کا مقصد کیا ہے؟

چنانچہ ایک روز ان کو تنہائی میں بلا کر حضرت معاویہ نے فرمایا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتا ہوں اور صلہ رحمی بچہ لاتا ہوں۔ دیکھو! یزید تمہارا بھائی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس کی بیعت کرو اس پر حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ آپ تین امور میں سے ایک امر کو اختیار کر لیں۔ یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کریں اور کسی کو اپنا جانشین نہ بنائیں جس طرح لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو منتخب کر لیا تھا اسی طرح اب بھی کسی کو منتخب کر لیں گے۔ حضرت معاویہ نے کہا کہ اب تم میں ابوبکر صدیق جیسا کوئی نہیں ہے اور مجھے اختلاف کا خوف ہے۔ انھوں نے کہا اچھا پھر ایسا کیجئے جیسا حضرت ابوبکر صدیق نے کیا تھا کہ انھوں نے حضرت عمر فاروق کو مقرر کیا تھا جن سے ان کا دور کا بھی رشتہ نہ تھا۔ یا پھر وہ طریقہ اختیار کر لیں جو حضرت عمر نے کیا تھا کہ انھوں نے انتخاب خلیفہ کے لیے ایسے چھ آدمیوں کی مجلس شوریٰ بنائی تھی کہ ان میں کوئی ان کا عزیز یا بیٹا نہ تھا۔ حضرت معاویہ نے فرمایا تم اس کے علاوہ بھی کچھ کنا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں! اس کے بعد حضرت معاویہ ان پر سخت ناراض اور غضب ناک ہوئے اور یہ مجلس برخاست ہو گئی اور حضرت معاویہ سوار ہو کر واپس آ گئے۔ (ابن اثیر ص ۲۵۴)

یہ تھا یزید کی خلافت و امارت کا استصواب و انتخاب۔ اس پر کسی تبصرہ نتیجہ کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انصاف پسند حضرات خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ عباسی مسائب کا یہ کہنا کہ یزید کی خلافت پر قوانین شرعیہ کے مطابق تمام صحابہ اور مہاجرین کا ایسا اتفاق تھا کہ ایک ووٹ بھی اس کے صحت نہ تھا

اور ایسا استصواب ان سے پہلے کسی کے لیے نہیں ہوا تھا لہذا شک و شبہ نہ

ہمارا نظریہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے اور اسی خیر خواہی کی بنا پر وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں قتل و غارت اور خون ریزی ہو وہ سابقہ حالات کے پیش نظر اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ اگر میں نے صفاقت و امارت کو یونہی مسلمانوں کے اسمبے بد پر چھوڑ دیا یا کسی مجلس شوریٰ کو انتخاب فیض کے لیے مقرر کر دیا تو لوگ کسی طرح بھی کسی ایک شخص پر جمع اور راضی نہیں ہوں گے بلکہ مختلف علاقوں میں خلافت کے مدعی ضرور اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس سے آپس میں سخت اختلاف پیدا ہو جائے گا اور ضرور خونریزی ہوگی اور اگر میں نے عذفت بنی ہاشم کی طرف منتقل کر دی تو میری قوم بنی امیہ جو اپنی قومیت میں عصیت رکھتی ہے اور اس وقت ان کو بڑی قوت و شوکت بھی حاصل ہے وہ کبھی تسلیم نہیں کرے گی اور اس سے بھی آپس میں سخت اختلاف اور خونریزی ہوگی اس لیے انھوں نے اپنے بیٹے یزید کی دلی عہدی کو ان لوگوں پر ترجیح دی جو اس کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے تھے اور اس سلسلے میں انھوں نے درست یا نادرست جو کچھ بھی کیا وہ ہر حال اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور ان کو خونریزی سے بچانے کے خیال سے کیا چنانچہ ان کی دعا جو انھوں نے یزید کو ولیعہد بنانے کے بعد کی وہ اس پر شاہد ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ رَافًا لے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں نے
وَلَيْسَتْ لَآئِنَا اَرَاهُ اَهْلًا لِّذَلِكَ اس (یزید) کو ولی عہد کیا ہے جو اس
فَاُثِمَ لَهٗ مَا وَلَيْسَتْ وَاِبْتُ کے جو میں اس کے اندر اہلیت دیکھتا

فَعَلَتْ وَتَيْنَهُ بِلَا يَرْجُو أَجْبَنَةً فَتَةً
مُتَيْنَهُ تَدَمَّ وَأَيْسَهُ

ہوں تو کس کی دلچسپی کو؟
اور اگر میں نے بوجہ اسکی محبت کے

دلچسپ کیا ہو تو اسکی دلچسپی کو کچھ نہ

دلچسپ اور نہ ہی

اس میں کوئی شک نہیں کہ بڑی بیٹا ہونے کے ساتھ ساتھ باپ کی سوجھ بوجھ

بھی رکھنا تھا اسی لیے حضرت امیر کے نزدیک وہ بنو امیہ میں دلچسپی کے لیے

نہا۔ اور یہ بہرگز کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ بڑی بد بخت نے دلچسپ بننے کے بعد جو

کچھ کیا یا کر دیا حضرت امیر کو اس سے اس کی توقع تھی؟ یا علم تھا کہ یہ ایسا

باکروائے گا؟ انہوں نے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں خاص طور

پر وصیت کی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں، عزیز ہیں اور

اس قرابت قریبہ کی وجہ سے وہ نیک سلوک کے حقدار ہیں، اگر عراق والے ان کو

تمھارے مقابلہ میں لے آئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ضرور لائیں گے تو ان پر قابو

غلبہ حاصل ہونے کی صورت میں بھی درگزر سے کام لینا اور قرابت رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کا خیال رکھنا مگر اس بد بخت نے باپ کی نصیحت کو فراموش کر دیا اور

اقدار کے نشے میں بہرے ہو کر وہ کچھ کیا جسے کوئی مومن سوچ بھی نہیں سکتا

بہر صورت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی بدگمانی نہیں کی

جاسکتی کیونکہ انکی صحابیت مسلمہ ہے جو بدگمانی سے مانع ہے۔

جن کو غمروں پر میاں سبقت پر تار ہر دل
ہر حال میں جگ نہیں سستی کبھی ان کی جبین

سوال نمبر ۲

کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خروج بلا وجہ، بغاوت، فساد فی الارض اور رسول کے خلاف جنگ کے مترادف تھا؟

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کو برا وجہ، بغاوت، فساد فی الارض اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کے مترادف قرار دینا صریح ظلم اور جہالت ہے ایسی بات اس کے گلا جس کے دل میں مرضِ نفاق اور اہل بیت نبوت کا بغض ہو گا۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک از روئے شریعت یزید ہرگز مسلمانوں کی امامت و سیادت کے لائق نہیں تھا اور نہ قواعد شریعہ کے مطابق مشفقہ طور پر اس کی امامت قائم ہوئی تھی اور نہ آپ نے اس کی بیعت کی تھی کہ آپ پر اس کی اطاعت واجب ہوتی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِنِّي بَلِّغُكُمْ رِبِّيَّ بِكَلِمَاتٍ
فَاتَّمَعْتُمْ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ
لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَمِّي
الظَّالِمِينَ ۝

اور یاد کرو جبکہ ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو انہوں نے وہ پرہیز کر دکھائیں اللہ نے فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ انہوں نے عرض کی اور میری اولاد میں سے؟ فرمایا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

اس آیت کریمہ کے تحت علماء اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ ظالم و باغی اور فاسق و فاجر امامت و خلافت کے اہل نہیں ہیں اور اُن کی امامت باطل ہے چنانچہ علامہ قرطبی فرماتے ہیں :-

إِنَّ الْإِمَامَ يَكُونُ أَهْلَ
الْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَالنَّصْلِ مَعَ
الْقُوَّةِ عَلَى الْيَأْمِ بِذَلِكَ وَهُوَ
الَّذِي أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَلَّا يُنَازِعُوا الْأَمَرَ
أَهْلَهُ وَأَمَّا أَهْلُ الْفُسُوقِ
وَالْجَوْرِ فَلْيَسْأَلُوهُ يَا أَهْلَ
(تفسیر قرطبی)

بیشک امام دو ہر سکتا ہے جو عدل و
اور فضل جیسی صفات حسنہ سے مشصف ہو۔
اور اس کے ساتھ ایسی حکومت کی
ذمہ داریوں کو بجا لانے کی قوت بھی ہو۔
ایسے ہی امام کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کا فرمان ہے کہ اس کو سخت جھگڑو
لیکن جو فاسق و فاجر اور ظالم ہوں اُن کو
خلافت کے اہل نہیں۔

مشہور فقیہ امام ابوبکر الجصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کریمہ کے تحت فرماتے
ہیں۔

فَلَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الظَّالِمُ نَبِيًّا وَلَا
خَلِيفَةً لِنَبِيِّ وَلَا قَاضِيًا وَلَا مَنْ يَلْزَمُ
النَّاسَ قَبُولَ قَوْلِهِ فِي أُمُورِ الدُّنْيَا
مِنْ مَقْتٍ أَوْ شَاهِدٍ أَوْ مُحْجِبٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبْرًا -
احکام القرآن ص ۱۶

پس یہ جائز نہیں کہ کوئی ظالم نبی یا نبی
کا خلیفہ یا قاضی ہو یا ایسا عہدہ دار ہو کہ
(امور دین میں اس کی بات کا ماننا لوگوں
پر لازم ہو جیسے مفتی ہونا یا گواہ ہونا یا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت
کرنے والا محدث ہونا۔

یہی امام چند سطور کے بعد فرماتے ہیں :-

فَقَبَّتْ بِذَلِكَ لَوْ هُذِهِ الْآيَةُ بَطْلَانًا
پس اس آیت کی دلالت سے ثابت

إِمَامَةِ الْفَائِقِ وَأَنَّهُ لَا يَكُونُ
يُخْلَفُهُ وَأَنَّ مَنْ نَصَّبَ نَفْسَهُ
فِي هَذَا النِّصَبِ وَهُوَ فَائِقٌ لَمْ
يَلْزِمِ النَّاسَ تَبَاعُدَهُ وَلَا طَاعَتَهُ

احکام القرآن ص ۶۱

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں :-

قَالَ الْجَمُورُ مِنَ الْفُقَهَاءِ
وَالْمُتَكَلِّمِينَ الْفَائِقُ حَالٌ فِيهِ
لَا يَجُوزُ عَقْدُ الْإِمَامَةِ لَهُ
وَاحْتَلَفُوا فِي أَنَّ الْفَيْقَ الطَّارِئُ
هَلْ يُبَيِّلُ الْإِمَامَةَ أَمْ لَا، وَ
اِحْتَجَّ الْجَمُورُ عَلَى أَنَّ الْفَائِقَ
لَا يَصْلَحُ أَنْ تُعَقَّدَ لَهُ الْإِمَامَةُ
بِهَذِهِ الْآيَةِ -

تفسیر کبیر ص ۶۱۳

علامہ قاضی شہار اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں :-

قُلْنَا مَعْنَى قَوْلِهِ تَعَالَى لَا يَنْأَلُ عَهْدِي
الطَّالِبِينَ أَنَّ الْفَائِقَ وَإِنْ كَانَ
أَمِيرًا فَلَا يَجُوزُ إِطَاعَتُهُ فِي الظُّلْمِ
وَالْمَعْصِيَةِ يَقُولُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوقِ فِي مَعْصِيَةِ

ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان
لَا يَنْأَلُ عَهْدِي الطَّالِبِينَ کا معنی
ہے کہ بیشک فاسق اگرچہ وہ امیر ہو
اسکی اطاعت ظلم اور معصیت میں جائز نہیں
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد :-

ہوا کہ فاسق کی امامت ہرگز
بلاشبہ وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا
اپنے آپ کو اس منصب پر منحصر
در آں حالیکہ وہ فاسق ہے
پر اس کی اتباع و اطاعت جائز نہیں

جمہور فقہاء اور متکلمین نے فرمایا ہے

فاسق کو اسکی حالت فسق میں امام نہ

کرنا جائز نہیں اور اس فسق سے

میں جو امام پر بعد میں طاری ہو رہا

(لوگوں نے) اختلاف کیا ہے کہ وہ

اسکی امامت کو باطل کرے گا یا نہیں

تو جمہور نے اس آیت سے یہ استدلال کیا

ہے کہ بیشک فاسق اس بات کی

اسی نہیں رکھتا کہ اسکو امام مقرر کیا جائے

کرساق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی مخالفت
نہیں ہے

التَّالِقِ

تفسیر مخفہری ص ۲۳۱

قرآن کریم کی اس آیت اور ائمہ کرام کے تفسیری ارشادات سے ثابت ہوا
کہ ظالم و جابر و فاسق و ناجبر لوگ امامت و خلافت کے اہل نہیں اور ان کی امامت
خلافت باطل ہے اور ان کی اتباع و اطاعت جائز نہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ
يُنْسِبُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يَمْلِكُونَ
(الشعراء - ۱۵۱)
اور نہ مانو حکم ان حد سے گزر جانے والوں
کا جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاحات
نہیں کرتے۔

اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ ان امروگوں کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے
جو کفر و شرک یا ظلم و فسق سے ملک میں فساد پھیلاتے ہیں اور ایمان و عدل اور تقویٰ
نیک سے اصلاح نہیں کرتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللَّهَ جو اللہ کی نافرمانی
کرے اس کی اطاعت نہیں۔

لَا طَاعَةَ لِمَنْ لَمْ يُطِيعِ اللَّهَ جو اللہ کی اطاعت نہ کرے اس کی کوئی اطاعت
نہیں۔

لَا طَاعَةَ لِمَنْ خُلُوِيَ فِيهِ
مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ :-
خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت
نہیں۔

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہونے کے بعد اپنی
پہلی تقریر میں ہی فرما دیا تھا۔

أَهْلِي مُؤْمِنِي مَا أَطَعْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
جب تک میں اللہ اور اس کے رسول

قِيَادَةَ عَصِيَّتِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
فَقَدْ طَاعَتَهُ لَوْ عَلَىٰكُمْ
کی اطاعت کروں تو تم لوگوں پر یہی ہے۔
کرد اور جب میں اللہ اور اس کے رسول
کی نافرمانی کروں تو تم لوگوں پر یہی ہے۔
اطاعت نہیں ہے۔

کنز العمال ۲۲۹

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا
مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ مِنْ
طَاعَةِ اللَّهِ فَحَقُّ عَلَيْكُمْ
طَاعَتِي فِيمَا أَحَبَّبْتُكُمْ وَمَا كَرِهْتُكُمْ
وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ مِنْ مَعْصِيَةِ
اللَّهِ فَلَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي
الْمَعْصِيَةِ إِلَّا طَاعَةَ فِي
الْمَعْرُوفِ، الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ
الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ -
کفر العمال ۲۲۹
جو حکم میں تم کو اللہ کی طاعت کے بارے
میں دوں تو میرا وہ حکم ماننا تم پر لازم
ہے خواہ تم اسے پسند کرو یا ناپسند کرو
اور جو حکم میں تمہیں اللہ کی نافرمانی کے
لیے دوں تو نافرمانی میں کسی کے لیے
طاعت نہیں۔ طاعت صرف اچھے کام
میں ہے طاعت صرف معروف میں ہے طاعت
صرف معروف میں ہے۔ یعنی نیکی اور
بھلائی کے کاموں میں۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا:-

تَسْكُونُ عَلَيْكُمْ أَمْرًا
مِنْ بَغْيِي يَا مُرُوءَكُمْ يَا لَا
تَغْبِرُونَ وَلَا يَغْمَلُونَ بِهَا
تَنْكِرُونَ فَلَيْسَ أُولَٰئِكَ عَلَيْكُمْ
بِأَمْرٍ
میرے بعد عنقریب تم پر ایسے امر ایسا
ہو گئے جو تمہیں ایسے امور کا حکم دیں گے
جن میں تم بجا ہی نہیں دیکھو گے ورنہ
ایسے کریں گے جن کو تم بڑا جائز کے
پس وہ تم پر امام نہیں یعنی ان کا طاعت

الروح المنیر علیہ السلام

تم پر لازم نہیں

حضرت علامہ بن عبید بنی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے سنا آپ نے فرمایا۔

أَلَا يَأْتِيهَا النَّاسُ لَا يَقْبَلُ
فَهُ صَلَوةَ إِمَامٍ حَكَمَ بِغَيْرِ
مَا أَنْزَلَ اللَّهُ
المستدرک ص ۱۱۲

اے لوگو! آؤ ہو جاؤ جو حکم اللہ کے
نازل کئے ہوئے (قانون) کے خلاف
حکم کرتا ہے اللہ اس کی نماز قبول نہیں
کرتا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں :-

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى وَجوبِهَا فِي غَيْرِ
مَنْصِيَةٍ وَعَلَى تَحْرِيمِهَا فِي الْمَنْصِيَةِ
نَقَلَ الْأَجْمَاعُ عَلَى هَذِهِ الْقَاضِي
عِيَّاضُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ امیر کی
اطاعت غیر معصیت میں واجب ہے
اور معصیت میں حرام ہے اس پر امام
قاضی عیاض اور دوسرے علماء نے

اجماع نقل کیا ہے۔ نووی علی مسلو ص ۱۱۲

یہی امام دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

قَالَ الْقَاضِي عِيَّاضُ رَجَحَهُ
اللَّهُ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ الْإِمَامَةَ
لَا تَتَقَيَّدُ بِكَافِرٍ وَعَلَى أَنَّهُ لَوْ طَرَأَ
عَلَيْهِ الْكُفْرُ انْعَزَلَ قَالَ وَ
كَذَلِكَ الْوَتْرُكَ إِقَامَةُ الصَّلَاةِ
وَالدُّعَاءِ إِلَيْهَا قَالَ وَكَذَلِكَ
عِنْدَ جَهْلِهِمْ أَيْدِ عَةً

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے
کہ علماء کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ
کافر کی امامت منفعہ نہیں ہوتی تو اگر
امام پر کفر طاری ہو جائے تو معزول ہو
جائے گا۔ فرمایا ایسے ہی اگر نماز قائم کرنا
اور اس کی طرف دعوت دینا چھوڑے
تو بھی معزول ہو گا۔ فرمایا اسی طرح تہم

یہی امام امیر ہی جبکہ فرمائے ہیں:-

امام قاضی عیاض نے فرمایا ہے
 امام پر فطری شریع کو برپا کیا برکت و رزق
 جاتے تودہ امام (خود بخود) ولایت
 امامت سے خارج ہو جائے گا اور اگر
 کی اطاعت ساقط ہو جائے گی اور
 مسلمانوں پر اس کے خلاف کھڑا ہو
 اور اسکو امامت سے ہٹانا اور اسکی جگہ
 امام عادل کا مقرر کرنا واجب ہو جائے
 گا۔ بشرطیکہ ان میں اسکی قدرت و وقت
 ہو اور اگر ایسا نہ ہو (کہ سارے مسلمان
 اس کے خلاف اٹے ہوں) بلکہ کون
 چھوٹی جماعت کھڑی ہو تو اس پر کافر
 کا ہٹانا تو واجب ہوگا اور مبتدع کا
 ہٹانا اس وقت واجب ہوگا جب کہ
 جماعت کو اپنی قدرت کا ظن غالب ہو
 پس اگر ان کو اپنا معجزہ و کمزوری متفق ہو
 (اس کے خلاف) کھڑا ہونا واجب نہیں
 اور مسلمان اس کے منکس سے کسی دوسری

قَالَ اَتَقَاتِي قُلُوبَ طَرَفَةٍ
 عَلَيْهِ كُفْرٌ اَوْ تَقْيِيرٌ
 يَشْرَعُ اَوْ يَدْعُو خَرَجَ
 عَنْ حُكْمِ اَوْلَايَةِ وَ بَدْعَ
 سَقَطَتْ طَاعَتُهُ وَ وَجِبَ
 عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْاِقْيَامُ
 عَلَيْهِ وَ خَلْفُهُ وَ نَصَبُ
 اِمَامٍ عَادِلٍ اِنْ اَمْكَنَهُمْ
 ذَلِكَ فَاِنْ لَمْ يَقَعْ
 ذَلِكَ اِلَّا بِطَائِفَةٍ وَ جَبَ
 عَلَيْهِمُ الْاِقْيَامُ بِخَلْعِ
 الْكَافِرِ وَ لَا يَحِبُّ فِي
 الْمُبْتَدِعِ اِلَّا اِذَا ظَنُّوا
 الْقُدْرَةَ عَلَيْهِ فَاِنْ
 تَحَقَّقُوا الْعُجْزَ لَمْ يَحِبَّ
 الْاِقْيَامُ وَ اِلَيْهَا جِرَ الْمُسْلِمُ
 عَنْ اَرْضِهِ اِلَّا غَيْرَ مَا
 وَ يَفِرُّ بِدِينِهِ

زمین میں عجرت کریمہ اور اپنے دین
ایمان کے ساتھ دلائل بجا کر ہے

یہی ہے مسلم

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

جیشک امام ظلم و فسق کی وجہ سے خود بخود
معزول ہو جاتا ہے اور ایسے ہی بہ فاسق
اور امیر بھی۔ اور اصل سند میں ہے کہ
فاسق ولایت و امامت کا اہل بن نہیں
ہے۔ اس لیے کہ جب وہ اپنی بن فاسق
کا خیال نہیں کرتا تو کسی دوسرے کا
خیال کیسے کرے گا ؟

وَلَا إِمَامَ يَنْفَعُ إِلَّا بِالنِّيقِ
وَالْجَوْدِ وَكَذَا أَكُلُ قَاضٍ
وَآمِيرٍ وَاصِلُ الْمَسْأَلَةِ
أَنْتَ الْفَاسِقُ لَيْسَ مِنْ
أَهْلِ الْوِلَايَةِ إِنَّهُ لَا يَنْظُرُ
نَفْسَهُ فَكَيْفَ يَنْظُرُ لغيرِهِ

شرح عقائد ص ۱۱

اگرچہ فاسق و فاجر امام و امیر کا خود بخود معزول ہو جانا مختلف فیہ ہے لیکن
اس کا مستحق عزل ہو جانا متفق علیہ ہے چنانچہ علامہ نقضانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اور ایسے ہی فسق کی وجہ سے امام کا خود
بخود معزول ہو جانا مختلف فیہ ہے
اور اکثر اس پر کہ فسق سے خود
بخود معزول نہیں ہوتا اور یہی مذہب
مختار ہے۔ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ
رضی اللہ عنہما کا۔ اور امام محمد رضی اللہ عنہ
سے اس امر میں دونوں روایتیں ہیں
اور فاسق کا مستحق عزل ہو جانا تو متفق
مذہب ہے یعنی منکر ہے نہ فتنہ

وَكَذَا فِي انْفِرَالِهِ
يَا نَفِيقُ وَالْأَكْثَرُ وَتَ
عَلَى أَنَّهُ لَا يَنْفَعُ إِلَّا
مَوَ الْمُخْتَارُ مِنْ مَذْهَبِ
السَّافِيَةِ وَابْنِ حَنِيفَةَ
وَعَنْ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ ذَوَايَتَانِ وَ يَسْتَحِقُّ
الْعَزْلَ بِالْإِيقَاتِ

شرح عقائد ص ۱۱

اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء راشدین اور
 اور علماء کرام رضی اللہ عنہم کے ارشادات سے ثابت ہوا کہ فاسق و فاجح بخلاف مقتدر
 اور مغیرہ الشرع یہ صلاحیت ہی نہیں رکھتا کہ وہ مسلمانوں کا امام دامیر ہو سکے۔ اس
 امامت باطل اور اسکی اتباع و اطاعت ناجائز ہے۔
 علامہ امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

قَالَ الْخَافِي فِي شَرْحِ جَوْهَرِيهِ
 فِي شَرْطِ الْإِمَامَةِ إِنَّهَا خَمْسَةٌ
 الْإِسْلَامُ وَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَ
 الْحُرِّيَّةُ وَعَدَمُ الْفُسُقِ بِمَحَارِجِ
 الْإِعْتِقَادِ لِأَنَّ الْفَاسِقَ لَا يَصْلُحُ
 لِأَمْرِ الدِّينِ وَلَا يُوثِقُ
 بِأَمِيرِهِ وَنَوَائِصِهِ وَ
 الظَّالِمَ يَحْتَلُّ بِهِ أَمْرُ الدِّينِ
 وَالْدُّنْيَا فَيَكْفُفُ يَصْلُحُ لِلْوَلَايَةِ
 وَمِنْ أَوْلَايَهِ لَدَفْعِ شَرِّهِ أَلَيْسَ
 يُعْجَبُ اسْتِزْنَاءُ الْغَنِيمِ الَّذِي
 حَقَّقَهُ نَذِيرُهُ شَرْحِ طَرِيقَةِ مُحَمَّدٍ
 آفَانِي شَرْحِ جَوْهَرِيهِ
 امامت (کیرلی) کے لیے پانچ شرطیں
 اسلام، بلوغ، عقل، آزاد ہونا، اعتقاد
 عمل فسق کا نہ ہونا۔ اس لیے کہ فاسق اور
 دین کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا اور نہ
 اس کے امام و نواہی پر وثوق کیا جاسکتا
 ہے اور ظالم سے دین و دنیا کا امر مختل
 یعنی تباہ ہو سکے وہ جائے گا تو کس طرح
 وہ ولایت و امارت کے لائق ہے؟
 اس کے شر کو دفع کرنے کے لیے اور
 کون حاکم ہو گا۔ کیا بھیڑیے سے بکریوں
 کی رکھوالی تعجب خیز نہیں؟

اور اگر کوئی ظالم و فاسق شخص کسی وجہ و طریقہ سے اس منصب امامت پر قائم
 ہو جائے یا قائم کر دیا جائے تو وہ امام برحق یا عادل نہیں قرار پائے گا بلکہ وہ ظالم و
 فاسق ہی رہے گا۔ ہاں اس پر ضرور جرح کرنے اور اس کے خلاف کھڑے ہونے کے
 سلسلہ میں ائمہ کرام نے کتاب و سنت کی روشنی میں چند اصول و قوانین مقرر فرماتے

ہیں اور وہ یہ ہیں کہ :-

وہ ظالم و فاسق امام دامیر جس کا ظلم و فسق ذاتی و انفرادی ہو یعنی اسی ہیں ذات تک محدود ہو اور اس کا اثر دوسرے حکام اور رعایا تک نہ پہنچتا ہو جیسا کہ بعض امرار ذاتی حد تک چھپ کر عیاشی اور بدکاری کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں مگر رعایا کے حقوق اور معاملات حکومت میں عدل و انصاف بھی کرتے ہیں تو محض ان کے پوشیدہ ذاتی فسق و فجور کی بنا پر ان پر خروج کرنا جائز نہیں کیونکہ ان کے عدل و انصاف کی وجہ سے بہر حال امارت کے مقصد کی تکمیل تو ہو ہی رہی ہے اگرچہ ذاتی فسق و فجور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وہ سخت گنہگار اور عند اللہ مستحق سزا ہیں۔

احادیث مبارکہ میں جو یہ آیا ہے کہ ظالم و فاسق امام دامیر سے جھگڑا نہ کرو بلکہ اسکی بات سنو اور مانو اس سے مراد ایسا ہی امام دامیر ہے جس کا ظلم و فسق ذاتی و انفرادی اور پوشیدہ ہو۔ چنانچہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے عبادہ !

رَحِيمٌ وَقَتٌ) کی سنو اور اطاعت کرو	اِسْتَعِ وَأَطِعْ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ
مشکل و آسانی اور خوشی و ناخوشی اور	وَمَنْطِقُكَ وَمَكْرَهُكَ وَأُثْرُهُ
اسکو اپنے اوپر ترجیح دینے میں اگرچہ وہ	عَلَيْكَ وَإِنْ أَكَلُوا مَالَكَ وَضَرَبُوا
تمہارا مال کھائیں اور تمہاری پیٹھ پر	ظَهْرَكَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ مَعْصِيَةً
ماریں مگر یہ کہ کھلم کھلا اللہ کی نافرمانی ہو	اللَّهُ بَوَاحًا - كُنْزُ الْعَمَالِ ص ۳۱

اس ارشادِ گرامی سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ امام دامیر جب علانیہ طور پر فسق و فجور کا ارتکاب کرنے لگے تو پھر اس کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے اور وہ امام دامیر جس کا ظلم و فسق اس کی ذات سے گزر کر حکم

اکابر امت اور عام لوگوں تک پہنچنے اور اثر انداز ہونے کے لئے تو اس صورت میں اگر وہ خود بخود معزول نہیں بھی ہوتا تو مستحقِ نزال تو بالاتفاق ضرور ہوجاتا۔ سب اگر مسلمان قدرت و طاقت رکھتے ہوں تو ان پر اس کا ہٹانا اور اس کی تعمیل مقرر کر واجب ہو جاتا ہے اور اگر قدرت و طاقت نہ رکھتے ہوں تو پھر ان پر یہ ہے کہ وہ سبر کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور فتنہ و فساد اور جانوں کے ضیاع کے خوف کی وجہ سے خروج نہ کریں کیونکہ اس صورت میں وہ معذور نہیں ہیں اور بہت زیادہ نقصان کا اندیشہ بھی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یزید فاسق و فاجر، ظالم و شرابی اور جبار تھا یا نہیں؟ تو بلا شک و شبہ بالاتفاق وہ فاسق و فاجر اور ظالم و شرابی تھا بلکہ اس نے ایسے ایسے اعمالِ قبیحہ اور افعالِ شنیعہ کئے کہ بعض اکابر امت کے نزدیک وہ کافر ہو گیا تھا (جیسا کہ آئندہ صفحات میں آئے گا) تو امامِ عالی مقام کے نزدیک وہ برگزیدہ کی امامت و سیادت کا اہل ہی نہ تھا اور نہ ہی قواعد شرعیہ کے مطابق متفقہ طور پر اس کی امامت قائم ہوئی تھی۔ نہ ہی آپ نے اس کو امام و امیر تسلیم کیا تھا۔ آپ کے نزدیک اس کی امامت باطل تھی اور اس کا ہٹانا واجب و ضروری تھا۔ لیکن آپ یہ سمجھتے تھے کہ کچھلے حالات و واقعات کے پیشِ نظر مسلمانوں میں آپس میں بہت زیادہ فسادات اور خونریزی ہوتی ہے، سب لوگ میرا ساتھ نہیں دیں گے لہذا صبر کیا جائے اور مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سکونت اختیار کی جائے کہ بمطابق فرمانِ خداوندی جائے امن ہے "وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا" چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا لیکن کوفیوں کے پئے درپے خطوط اور وفود کے آنے اور پھر حضرت مسلم بن عقیل کے کوفہ جا کر بچشمِ خود حالات کا جائزہ لے کر اطلاع دینے سے کہ حالات تسلیمِ بنی امیہ مالِ مقام کو یہ یقین ہو گیا کہ اب اتنے حامی مل گئے ہیں

جس کے ساتھ وہ اس ظالم حکومت کے خلاف کامیاب انقلاب برپا کرتے ہیں
 تو اس یقین کے بعد وہ مکہ مکرمہ سے نکل کھڑے ہوتے۔
 چنانچہ سلامہ ابن خلدون لکھتے ہیں :-

وَ اَمَّا الْحُسَيْنُ
 فَلَمَّا نَظَرَ قِيَمَ
 يَزِيدَ عِنْدَ الْكَافَةِ
 مِنْ اَهْلِ عَصْرِهِ بَعَثَ
 شَيْعَةً اَهْلَ الْبَيْتِ
 بِاَلْكُوفَةِ لِذُحَيْنِ
 اَبْنِ يَاسِيَنَ فَيَقُومُوا
 بِاَمْرِهِ فَرَأَى الْحُسَيْنُ
 اَنَّ الْخُرُوجَ عَلَى
 يَزِيدَ مُتَعَيِّنٌ مِنْ
 اَجَلٍ فِسْقِهِ لَا سَيْمًا مَنْ
 لَهُ الْقُدْرَةُ عَلَى
 ذَلِكَ وَ ظَنَّهَا مِنْ
 نَفْسِهِ بِاَهْلِيَّتِهِ وَ شَوْكَةٍ
 فَاَمَّا الْاَهْلِيَّةُ
 فَكَانَتْ كَمَا ظَنَ
 وَ رِيَادَةً وَ اَمَّا الشَّوْكَةُ
 فَلَقَطَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ

اور رہے امام حسین! تو جب بزیروہ
 فسق و فجور اس کے زمانہ کے سب لوگوں
 کے نزدیک ظاہر ہو گیا تو کوفہ سے اہل
 بیت کے شیعوں نے امام حسینؑ کے پاس
 پیغامات بھیجے کہ وہ ان کے پاس تشریف
 لے آئیں تو وہ سب ان کی اطاعت
 میں (یزید کے مقابلہ میں) کھڑے ہو
 جائیں گے۔ پس اس وقت امام حسین
 نے سمجھ لیا کہ اب طاقت مقابلہ حاصل
 ہو گئی ہے لہذا یزید کے خلاف اس
 کے فسق و فجور کی وجہ سے کھڑا ہو با
 متعین ہو گیا ہے خاص کر اس شخص
 کے لیے جسے اس پر قدرت حاصل ہو
 جائے اور حضرت امام حسینؑ کو اپنی ذات
 میں اس قدرت و قوت اور اہلیت و
 صلاحیت کا ظن غالب پیدا ہو گیا تھا
 (ابن خلدون لکھتے ہیں) جہاں تک اہلیت و
 صلاحیت کا تعلق ہے تو وہ بلا شک و

رفیقا۔

مقدمہ ابن خلدون ص ۱۸۱

شبہ ان میں تھی جیسا کہ ان کا رد
بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی لیکن یہاں
نیک قوت و شوکت کا تعلق ہے جو
کا کو فیوں نے یقین دلایا تھا، تو اس
کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔ اللہ ان پر
رحم فرمائے۔

یہی علامہ آگے لکھتے ہیں:-

فَقَدْ بَيَّنَّ لَكَ غَلَطُ
الْحَيِّثِ إِلَّا أَنَّهُ فِي
أَمْرِ دُنْيَوِي لَا يَضُرُّهُ
الْغَلَطُ فِيهِ وَأَمَّا الْحُكْمُ
الشَّرْعِيُّ فَلَمْ يَنْطَلُ
فِيهِ لِأَنَّهُ مَنْوُوطٌ
بِظَنِّهِ وَكَانَ ظَنُّهُ
الْقُدْرَةُ عَلَى ذَلِكَ

مقدمہ ابن

خلدون ص ۱۸۱

تم پر یہ واضح ہو گیا کہ امام حسینؑ
یزید کے مقابلہ میں اپنی مادی قوت و
شوکت کے سمجھنے میں کو فیوں کے تدلیں
کے یقین کی وجہ سے غلطی کی اگر یہ غلطی
ایک دبنوی امر اور جنگی تدبیر و قوت پر
تھی اور اس غلطی میں ان کا کچھ بھی
منقصان نہ تھا۔ رہا حکم شرعی تو اس
میں انھوں نے کوئی غلطی نہیں کی کیونکہ
ان کا گمان یہ تھا کہ انھیں یزید کے
مقابلہ کی قدرت حاصل ہے۔

اور رہا بعض صحابہ کرام کا امام عالی مقام کو یزید کے خلاف خروج سے
روکنا تو وہ اس وجہ سے نہیں تھا کہ ان کے نزدیک یہ خروج ناجائز یا خبیث
برحق کے ساتھ بغاوت پر مبنی تھا بلکہ وہ اہل کوفہ کی بیوفائی کے پیش نظر تھا۔ کیونکہ
وہ اہل کوفہ کو تابعی اعماد نہیں سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ وہ اپنے وعدوں

قائم نہیں رہیں گے گویا ان کے نزدیک اسباب خروج ہوتا نہ تھے اس لیے
انہوں نے امام پاک کو روکنے کی بہت کوشش کی اور امام پاک نے اس کو فہ کے
پیہم اصرار اور سلم بن عقیل کے ہاتھ پر ان کی بیعت اور پھر مسلم بن عقیل کی تسلی بخش
اطلاع کے آنے پر یہ سمجھ لیا کہ اسباب خروج ہوتا ہو گئے ہیں۔ لہذا انھیں کھڑے ہوئے
حاصل کلام یہ کہ امام پاک اور صحابہ کرام کے درمیان اختلاف صرف اسباب کے ہوتا
ہونے یا نہ ہونے پر تھا۔

چنانچہ افسوس صد افسوس کہ محبت اہل بیت کے دعوے دار کو فہوں نے
صحابہ کرام کے خیال کے مطابق بے وفائی کی اور امام علیؑ کے مقام پر بڑی حکومت کے خلاف
انقلاب برپا نہ کر سکے اور ان کو اپنے اہل وعیال کے سامنے اپنے جگہ کے ٹکڑوں اور
بہترین ساتھیوں کے ساتھ انتہائی مظہریت کے عالم میں جام شہادت نوش کرنا
پڑا۔ اس ناچیز کے نزدیک امام پاک نے وہ عظیم انقلاب برپا کیا کہ اس کے اثرات
فوری نہ سی دیں یا ضرورت تھی چنانچہ آج بھی ان کی قربانی مشعل راہ ہے۔

ثابت ہوا کہ امام عالی مقام کا خروج ہرگز بلا وجہ، بغاوت اور فساد فی الارض
کے مترادف نہ تھا بلکہ ظالم حکومت کے تسلط کو دفع کرنے اور مسلمانوں کو زیر
کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے تھا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

حضرت امام حسین علیہ السلام کا خروج رزیر
کے خلاف دعوائے خلافت شدہ کی بنا پر نہ تھا
کیونکہ وہ تیس سال گزرنے پر تک پہنچ چکے تھے
کو ایک ظالم رزیر کے ہاتھ سے بجا نہیں
کی بنا پر تھا۔ اور ظالم کے مقابلے میں ظلم کی

خروج امام حسین علیہ السلام
بنا بر دعوائے خلافت راشدہ پیغمبر
کہ ہر درستی سال منقضی گشت نبود بکہ
بنا بر غلیص رعایا از دست ظالم بود و
اعانتہ الظالم علی الظالم من الواجبات۔

مدد کرنا واجب بات دین میں ہے۔

(فتاویٰ عزیزی ص ۱۱)

اس کے بعد فرماتے ہیں:-

اپنے مستکرة شریف ثابت

است کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے بغی و

خروج بر باد شاہ وقت اگرچہ ظالم باشد

منع فرمودہ اند پس در آن وقت کہ

آن بادشاہ ظالم بلا منازع و مزاحم تسلط

تام پیدا کر دہ باشد و بنور اہل مکہ اہل

کوفہ تسلط یزید پدید راضی نہ شدہ بودند

و مثل حضرت امام حسین و عبداللہ

بن عباس و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن

زبیر رضی اللہ عنہم بیعت نہ کر دہ بالجملہ

خروج امام حسین رضی اللہ عنہ برائے

دفع تسلط اد بودند برائے دفع تسلط و

انچہ در حدیث ممنوع است کہ برائے

دفع تسلط سلطان جائز باشد

وَالْفَرَقُ بَيْنَ الدَّفْعِ وَالرَّفْعِ

ظَاهِرٌ مَشْهُورٌ فِي الْمَسَائِلِ

الْفَقِہِیَّةِ ،

(فتاویٰ عزیزی ص ۱۱)

فرق ہے وہ مسائل فقہیہ میں ظاہر و مشہور ہے۔

اور یہ جو مشکوٰۃ شریف سے ثابت ہو گیا

حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ وقت

کی بغاوت اور اس کے خلاف کھڑے

ہونے سے منع فرمایا ہے خیر وہ ظالم ہی

کیوں نہ ہو یا اس وقت کے لیے ہے کہ وہ ظالم

بادشاہ بلا کسی جھگڑے اور مزاحمت کے پورا

پورا تسلط حاصل کر لے اور یہاں ابھی تک

اہل مینہ اہل مکہ و اہل کوفہ یزید پدید کے تسلط سے

راضی ہی نہ تھے اور حضرت امام حسین و عبداللہ

بن عباس و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر رضی

اللہ عنہم جیسے حضرات نے اس کی بیعت ہی نہیں

کی تھی اکیا صل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

کا خروج یزید کے (ظالمانہ) تسلط کے دفع کرنے

کیلئے تھا نہ کہ رفع کیلئے کیونکہ تسلط مان گنہ گار

ہوتا تو رفع ہوتا مانتے سے پہلے تو دفع کی مرت

ہوئی جو ممنوع نہیں) اور وہ خروج جو حدیث میں

ممنوع ہے وہ وہی ہے جو ظالم بادشاہ کا تسلط

رفع کرنے کیلئے ہوا اور دفع اور رفع میں جو

ملازمہ امام ملاح علی قاری علیہ رحمۃ اہباری فرماتے ہیں :-

وَمَا تَفَرَّقَ بَعْضُ الْجَمْعَةِ مِنْ
نَحْوِ الْحُسَيْنِ كَانَ بَاغِيًا فَبَاطِلٌ عِنْدَ
أَمَلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَ
تَعَلَّى هَذَا مِنْ هَذَا يَأْتِي
الْمَخْرُوجِ انْخِرَاجِ عَيْنِ الْحَادَّةِ
شرح فقہ اکبر مثہ

اور یہ جو بعض جماعتوں نے افواہ اڑا رکھا
ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
باغی تھے تو یہ اہل سنت و جماعت کے
نزدیک باطل ہے شاید یہ خارجیوں کے
ہدایات اور کج رویوں سے جو راہ مستقیم سے ہٹے
ہوئے ہیں۔

امام ملاح علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ جو لوگ
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ باغی وغیرہ کہتے ہیں اور یزید پلید کو
امام عادل اور برحق سمجھتے ہیں وہ ہرگز ہرگز اہل سنت و جماعت میں سے نہیں ہیں
بلکہ وہ خارجی و یزیدی ہیں اور حضرت امام پاک رضی اللہ عنہ کو باغی وغیرہ کہنا یہ
ان کی بکواس ہے۔

الحمد للہ دلائل حتمہ شرعیہ سے ثابت ہو گیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے
نزدیک یزید بوجہ فاسق و فاجر ہونے کے ہرگز مسلمانوں کی امامت و سیادت کے
لائق نہ تھا اور نہ اس کی امامت قواعد شرعیہ کے مطابق ہوئی تھی اور نہ آپ نے اس
کی بیعت کی تھی اور نہ آپ پر اس کی اطاعت واجب تھی۔ اس لیے آپ نے
اس کے خلاف جو کچھ کیا وہ کتاب و سنت کے احکام کے مطابق کیا۔ لہذا آپ کو
باغی، فسادی کہنا بالکل غلط اور پرلے درجے کی جہالت اور آپ کی سخت اہانت
اور اہل بیت نبوت کے ساتھ بغض و عداوت کی کھلی دلیل ہے۔

ناپاک اور نجس تھی طبیعت یزید کی گستاخ و بیادب تھی جہلت یزید کی
 حد سے گزر چکی تھی شرارت یزید کی مشہور ہو چکی تھی خباثت یزید کی

بدکار اور فاسق و آثم یزید تھا

بدخلق اور جابر و ظالم یزید تھا

موجود ہے حدیث میں فرمانِ مصطفیٰ بدلے گا ایک شخص میری سنتِ بدی
 فتنوں کا کھول دے گا وہ دروازہ بُرا امت میں ہے فساد کی وہ ذات ابتدا

ہو گا بنی اُمیہ میں وہ ننگِ خنداں

اس کا یزید نام ہے بے شبہ و بے گمان

سوال نمبر ۳

کیا یزید عالم و فاضل، شفیق و پرہیزگار، پابند صوم و صلوٰۃ، نہایت صلح اور
حد درجہ کریم النفس اور حبیم القیاس وغیرہ تھا جیسا کہ "غیبت معاویہ و یزید" کے مصنف
عجاسی نے لکھا ہے کہ :-

"علم و تقویٰ و پرہیزگاری، پابندی صوم و صلوٰۃ کے ساتھ امیر یزید حد درجہ
کریم النفس، حبیم القیاس، سنجیدہ و متین تھے یہ خلاف معاویہ و یزید ص ۱۱
یا کہ یزید فاسق و فاجر، فاجر و شرابی تھا، اور کیا کس پر لعنت وغیرہ کرنا جائز ہے
یا نہیں؟

یہ یہ ہمدرد شفیق و پرہیزگار، پابند صوم و صلوٰۃ اور صلح نہیں تھا
بلکہ فاسق و فاجر اور عالم و شرابی تھا۔ اس کے فاسق و فاجر
شرابی وغیرہ ہونے میں تو کسی کو اختلاف نہیں۔ اس کے کافر ہونے اور اس
پر لعنت وغیرہ کرنے میں اختلاف ہے۔ قدر تفصیل ملاحظہ ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور صل اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون
کا علم عطا فرمایا تھا۔ آپ نے مخلوقات کی ابتدا سے لے کر جنیوں کے جنت میں جانے
اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کے سب حالات اپنے صحابہ کے سامنے
بیان فرما دیئے تھے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں :-

فَاَحْبَبْنَا مَنْ بَدَأَ الْخَلْقَ
 حَتَّى دَخَلَ اَمْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ
 وَ اَمْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حِفْظًا
 ذَٰلِكَ مِنْ حِفْظِهِ وَ نَسِيهِ
 مَنْ نَسِيهِ

بخاری شریف

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں
 سے یکدم بتوں کے بت کے بت میں داخل ہوئے
 اور دوزخیوں کے دوزخ میں پہنچے
 ہمیں سب کچھ بتا دیا۔ یاد رکھا اس کو
 جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا اس کو جس
 نے بھلا دیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَاتَرَلَا شَيْئًا يَكُونُ
 فِي مَقَامِهِ ذَٰلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ
 (احداث یہ رسم شریف منہ ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
 فیما فرما کر کسی چیز کو نہ چھوڑا (بلکہ قیامت
 تک جو کچھ بھی ہونے والا تھا سب بیان
 فرما دیا۔

انہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں:-

مَاتَرَلَا رَسُولُ اللَّهِ مِنْ قَائِدٍ فَتَنَ إِلَى
 أَنْ تَنْقُضَ اللَّهُ يَأْبُلُغُ مَنْ مَعَهُ
 ثَلَاثَ مِائَةٍ فُصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَاهُ لَنَا
 بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اختتام دیا
 تک کسی فتنہ کے بانی کو نہ چھوڑا مگر ہمیں
 اس کا نام اور اس کے باپ کا نام
 اور اس کے قبیلے کا نام تک بھی بتا دیا
 تھا کہ وہ تین سو سے زیادہ ہوں گے

مشکوٰۃ ص ۴۱

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ابتداء میں سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہونے
 والا تھا اور جتنے بانیان فتنہ و فساد ہونے والے تھے ان کے متعلق بھی حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بیان فرما دیا تھا۔ چنانچہ یزیدی فتنہ کی خبر بھی آپ نے دی
 ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

[illegible]

✓ **✓**

[illegible]

المجلة العربية للعلوم الإنسانية

مجلس شورای ملی
روز شنبه ۱۳۰۲
شماره ۱۰۰

سید سید محمد علی
 محمد علی خان
 محمد علی خان
 محمد علی خان

اللّٰهِ تَلِيْقَهُ بِلِسَةٍ فَمَلَّ أَبُو مُرَيْرَةَ
تَوَشَّيْتُ أَنْ أَقُولَ خِي فَلاَ يَنْتِ وَ
بَيْنِي فَلاَ يَنْتِ لَقَعْتُ

مردان نے کہا ان لوگوں پر سنو کہ
جو ابو مریرہ نے فرمایا اگر میں یہ کہوں
تو بتا دوں کہ وہ فلاں بن فلاں
فلاں بن فلاں ہیں۔

بخاری ص ۱۱۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے ثابت ہوا کہ امت کی ہر گت و پت
کا سبب چند قریشی لوگ تھے اس حدیث سے مراد نابالغ لڑکے نہیں بلکہ
بالغ مراد ہیں جو عمر کے لحاظ سے تو بالغ ہیں مگر غرض وہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے لحاظ سے بالغ
میں چنانچہ مفسر مافلام امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں :-

قُلْتُ وَقَدْ يُضَيِّقُ حَقِيْقٌ وَنَفْسِيْ
بِالْحَقِيْقِيْ هُوَ تَصْنِيْفٌ خَفِيٌّ وَنَفْسِيْ
وَالَّذِيْنَ وَتَوَكَّلْ عَلَىَّ وَهُوَ حَرَامٌ
فَإِنْ خُذْتُ بِنِيْ نَفْسِيْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ
مِنْ انْشَاقِيْ وَهُوَ ذُوْنُ بَسُوْغٍ

میں کہتا ہوں کہ صبی اللہ صبیرو اللہ و
صغیر صغیر کے ساتھ اس پر بھی بولنا
سب و نفس و نذر۔۔۔ بن میں گزرتا
صغیر ہو۔ اگرچہ وہ جو بن ہو اللہ ہوا
یہی رہا ہے کہ نوزاد صغیر بنو اذینہ میں کوئی
ایسا نہ تھا جو عرب کے لحاظ سے نابالغ نہ ہو

فتح الباری ص ۱۱۱

اس حدیث میں یہ بات خاص عمدہ پر قابل غور ہے کہ فرمایا ان بہ نقل لڑکوں
کے ہاتھوں میں امت نہ تھی ہر گت و پت ان کی بہ نقل و بدلی کی وجہ سے جو کچھ وہ
اس سے چند افراد ہی باک نہ ہوں گے بلکہ پوری امت اس طرح بابت کا شکار
ہوئی کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اتحاد و اتفاق کا شیرازہ بھر جائے گا وہ اس میں کسی
قسم کے اختلافات پیدا ہوں گے ہمیشہ امت کی تباہی و بربادی کا سبب بنتے ہیں
گئے۔ یہ سب عامیوں سے یہ سوال ہے کہ قریش کے وہ چند لڑکے جو امت کی

بابت و تباہی کا سبب بنے وہ کون تھے؟ اگر ان کو معلوم نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا بڑا ائمہ امت کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:-

در مجمع البحار آئندہ کہ ابو ہریرہ
می شناخت ایشان را با شمار اشخاص
ایشان و سکوت می کرد از تعین نام
بردن ایشان از جهت ترس و مفسدہ
و مراد یزید بن معاویہ و عبید اللہ بن زیاد
و مانند ایشان انداز اہدات و نوسانات
بنی اُمیہ خدا ہم اللہ و تحقیق صادر شد از
ایشان از قتل ابیہیت پیغمبر صلی اللہ علیہ
و سلم و بند کردن ایشان و کشتن خیبر
مہاجرین و انصار آنچه شد و صادر شد
از حجاج کہ امیر الامراء عبد الملک بن
مروان بود و از سلیمان بن عبد الملک و
اولاد او از یمن و نہاد و تلف کردن
مالہا آنچه پوشیدہ نیست بر نیز بچسب
(اشتہ اللغات ص ۲۸۶)

کہ مجمع البحار میں لائے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ
ان لوگوں کو ان ناموں اور صورتوں سے
پہچانتے تھے مگر ڈر اور فساد کی وجہ سے ان
کا نام ظاہر نہیں فرماتے تھے اور مراد یزید
بن معاویہ اور ابن زیاد اور انکی مثل بنی اُمیہ
کے دیگر جوان ہیں۔ اللہ انکو ذلیل کرنے
بلا ثبوان ہی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا قتل اور انکا قید کرنا اور مہاجرین
و انصار کا قتل کرنا ظہور میں آئیے اور حجاج
جو عبد الملک بن مروان کا امیر الامراء
تھا اور سلیمان بن عبد الملک
اور اس کی اولاد سے جو لوگوں
کی جان و مال کی تباہی و بربادی
ہوئی ہے وہ کسی سے پوشیدہ
نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔

نہیں روکوں کی امارت اخیست ہے
 مانگنا ہوں بھی بہ نئے وضع کیا روکوں
 کی امارت کیسی ہوگی؟ فرمایا اگر تم ان
 کی اطاعت کرو گے تو ا دین کے معاملے
 میں ہلاک ہو جاؤ گے اور اگر تم ان کی
 نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں (محماری بنی
 کے بارے میں) جان لے کر یا مال کر
 یا دونوں کر ہلاک کر دیں گے۔

فتح الباری ۳۳

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سنا فرمایا:-

وہ ناخلف ساٹھ ہجری کے بعد ہوں
 گے جو نمازیں ضائع کریں گے اور شہوت
 کی پیروی کریں گے تو وہ عنقریب غی
 (جہنم کی ایک سخت دادی) میں ڈالے
 جائیں گے۔

يَكُونُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ
 سِتِّينَ سَنَةً أَضَاعُوا الصَّلَاةَ
 وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ
 يَلْقَوْنَ غِيًّا۔

البدایہ والنہایہ ص ۲۱۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا:-

ساٹھ ہجری کے سال اور لڑکوں کی
 امارت و حکومت سے اللہ کی ناپاگو

تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ سَنَةِ سِتِّينَ
 وَمِنْ إِمَارَةِ الصَّبْيَانِ الْبَدَايَةِ وَالنَّهْيَةِ

انہی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اور اہل عرب کے لیے ہلاکت ہے

وَيُلُ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ

قَدْ اقْتَرَبَ عَلَى رَأْسِ
يَتِيئُ تَصِيرًا لَامَانَةً
غَنِيمَةً وَالصَّدَقَةُ غَرَامَةٌ
وَالشَّهَادَةُ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْحُكْمِ
يَا لَهْوَبِ۔

کنز العمال ص ۲۴

ان احادیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ ان بد عقل لوگوں کی حکومت و مملکت
سنہ سے شروع ہوگی اور یزید پلید سنہ ہی میں تخت نشین ہوا، اور ان لوگوں
کی حکومت و امارت کا یہ عالم ہوگا کہ ان کی اطاعت سے دین کی تباہی اور ان کی
نافرمانی سے جان و مال کی تباہی ہوگی چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:-

يَا كَعْبَ بْنَ عَجْرَةَ اَعِيْذُكَ
بِاللّٰهِ مِنْ اِمَارَةِ السُّفَهَاءِ
قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا
اِمَارَةُ السُّفَهَاءِ قَالَ
يُوشِكُ اَنْ تَكُوْنَ اَمْرًا
اِنْ حَذَّثُوْا كَذَبًا
وَ اِنْ عَلِمُوْا ظُلْمًا
فَمَنْ جَاءَ مِنْهُمْ فَصَدَّقَهُمْ
بِحُكْمِهِمْ وَ اَعَانَهُمْ
عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنْيْ

اے کعب بن عجرہ! میں تجھ کو بیوقوفوں کی
حکومت سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بیوقوفوں
کی حکومت کیا ہے؟ فرمایا عنقریب ایسے
امراء ہوں گے کہ بات کریں گے تو جھوٹ
بولیں گے اور عمل کریں گے تو ظلم کریں گے
پس جو ان کے پاس آکر ان کے جھوٹ
کی تصدیق کر لے گا اور ان کے ظلم پر انکی
مدد کرے گا تو وہ مجھ سے نہیں اور میں
اس سے نہیں اور نہ وہ کل رقیامت

وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا يَزِدُّ عَلَى حَوْضِي
غَدَاؤُ مَنْ لَمْ يَأْتِهِمْ وَلَمْ
يُصَدِّقْهُمْ وَلَمْ يُعْنَهُمْ عَلَى
ظُلُمِهِمْ فَحَوِّمَنِي وَ أَنَا مِنْهُ
وَهُوَ يَرُدُّ عَلَى حَوْضِي غَدَاً۔

کنز العمال ص ۴۴۴

کے دن) میرے حوض کوثر پر آئے گا۔
اور جو ان کے پاس نہیں آئے گا اور نہ
انکی تصدیق کرے گا اور نہ ان کے ظلم پر
انکی اعانت کریگا وہ مجھ سے ہے اور میں
اس سے اہل اور دو کھل (قیامت کھل)
میرے حوض کوثر پر آئے گا۔

اس حدیث میں ان بد عقل امراء کی نشانیاں بیان ہوئی ہیں کہ وہ جھوٹ
بولیں گے اور ظلم کریں گے اور جو ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور ان کے ظلم میں
اٹل مذکر کریں گے وہ مجھ سے نہیں اور میں ان سے نہیں اور نہ ان کو میرے حوض کوثر
پر آنا نصیب ہوگا۔ اب دیکھنا یہ سب کہ وہ بیوقوف، جھوٹے اور ظالم صبیان امراء
کون ہیں جن کے ہاتھوں امت کی اور دین و دنیا کی تباہی و بربادی کی خبریں دی گئی
ہیں تو حافظ ابن حجر عسقلانی ابن ابی شیبہ کی روایت بیان فرماتے ہیں:-

إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ
يُثْنِي فِي الشُّوقِ وَيَقُولُ
أَلْقَمَهُ لَا تُدْبِكُنِي سَنَةٌ
يَسْتِينُ وَلَا إِمَارَةٌ
الْبُصْبِيَانِ

سنن ابی ہریرہ ص ۱۱۳

کہ حضرت ابو ہریرہ بازار میں چلتے ہوئے
بھی (اللہ کی بارگاہ میں یہ) عرض کیا کرتے
تھے کہ اے اللہ! مجھے سناٹھ (ہجری)
کا سال اور صبیان کی امارت و حکومت
نہ پائے یعنی اس سے پہلے مجھے وفات
دے دے۔

علامہ امام ابن حجر ہیتمی کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

وَكَانَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ عِلْمٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
يَزِيدُ كَيْدَ بَارِئٍ فِي مَذْكَورِهِ بِاللُّبَابِ
وَحُضُورُ مَقَلِّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رِوَايَتِهِ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا مَرَّعَنَّهُ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَزِيدَ
 فَإِنَّهُ كَانَ يَدْعُو اللَّهَ
 إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ رَأْسِ الْيَمِينِ
 وَإِمَارَةِ الصَّبِيَّانِ فَاسْتَجَابَ اللَّهُ
 فَتَوَفَّاهُ لَهُ سَنَةٌ تِسْعٌ وَخَمْسِينَ وَ
 كَانَتْ وَفَاةً مُعَاوِيَةَ وَوَلَايَةَ ابْنِهِ
 سَنَةً مِثْلَيْنِ فَعَلِمَ أَبُو هُرَيْرَةَ بِوَلَايَةِ
 يَزِيدَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ فَاسْتَعَاذَ مِنْهَا
 لَمَّا عَلِمَهُ مِنْ قَبِيحِ أَحْوَالِهِ بِوَاسِطَةِ
 أَعْلَامِ الصَّادِقِ الْمُصَدِّقِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُ إِلَهِ -

(مراعاتی محرقہ ص ۱۱۹)

ہوئی جس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو
 علم تھا۔ اسی لیے وہ دعا کیا کرتے تھے کہ
 اے اللہ! میں سنہ کی ابتداء اور عہد کر
 کی حکومت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔
 اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو
 سنہ میں وفات دے دی اور سنہ
 میں امیر معاویہ کی وفات ہوئی۔ اور
 یزید کی حکومت ہوئی اور ابو ہریرہ جانتے
 تھے کہ سنہ میں یزید کی حکومت ہو
 گی اور یزید کے قبیح حالات کو وہ صادق
 مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے
 سے جانتے تھے۔ اسی وجہ سے انھوں نے
 اس سال سے اللہ کی پناہ طلب کی۔

امام تلامذہ قاری رحمۃ اللہ علیہ "إِمَارَةُ الصَّبِيَّانِ" کی شرح میں فرماتے
 ہیں :-

أَيُّ مَنْ حَكَمَ مِثْلَ الصَّغَارِ لِلْجُهَالِ
 كِيَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَأَوْلَادِهِ حَكَمَ
 بَيْنَ مَرْوَانَ وَأَمَّا لَهُمْ قِيلَ رَأَاهُمُ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ فِي مَنَامِهِ
 يَلْبَسُونَ عَلَى مِنْبَرِهِ -

اس سے مراد جاہل چھو کر دس کی حکومت
 ہے جیسے یزید بن معاویہ اور حکم بن مروان
 کی اولاد اور دیگر ان جیسے۔ اور کہا گیا
 ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
 خواب میں ان کو اپنے منبر پر کھیل کر دیکھنے
 دیکھا۔

اس حدیث کو لکھ کر امام حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں :-

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ان لوگوں
میں سے پہلا لڑکا شاخہ بھری میں ہو
چنانچہ وہی ہوا کیونکہ یزید بن معاویہ
شاخہ ہی میں خلیفہ بنا اور چوتھا بھری
نک باتی رہا پھر مر گیا۔

رَبِّ هَذِهِ بَلَدِي ثُمَّ أَوَّلُ الْأَخْيَلَةِ
كَانَ فِي سَنَةِ بَيْتَيْنِ وَهُوَ كَذَلِكَ
فَإِنَّ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ سَخَّفَ فِيهَا
وَبَقِيَ الْحَسَنَةُ ۝ بَعِ وَبَيْتَيْنِ فَمَا
سَمِعَ الْبَارِي ۝

اور یہی امام حافظ ابن حجر عسقلانی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :-

اور ان لڑکوں میں پہلا یزید ہے جیسا
کہ حضرت ابو ہریرہ کا قول اس میں
امارۃ الصبیان اس پر دلالت کرتا ہے
کیونکہ یزید اکثر حالات میں بزرگوں کو بڑے
بڑے شہروں کی حکومت سے الگ کر کے
انکی جگہ اپنے اقارب میں سے نوجوانوں کو
(عمدوں پر) مقرر کرتا تھا۔

وَإِنَّ أَوَّلَهُمْ يَزِيدُ كَمَا دَلَّ
عَلَيْهِ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَأْسُ
بَيْتَيْنِ وَ إِمَارَةُ الصَّبِيَّانِ فَإِنَّ
يَزِيدَ كَانَ غَالِبًا يَنْزِعُ الشُّيُوخَ
مِنْ إِمَارَةِ الْبُلْدَانِ الْحِكْبَارِ وَ
يُوَلِّيهِمَا الْأَصَاغِرَ مِنْ أَقَارِبِهِ
فَسَمِعَ الْبَارِي ۝

علامہ بدر الدین عینی اور علامہ کرمانی حدیث ۱۰۸۰۰ اُتْمَتِي عَلَى يَدِي
اُغْلِيْمَتِي سَفَهَا كِي شَرْح میں فرماتے ہیں :-

اور ان لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے
اس پر وہی پڑے جس کا وہ سستی ہے
وہ اکثر احوال میں بزرگوں کو بڑے بڑے
شہروں کی حکومت و امارت سے ہٹا کر
انکی جگہ اپنے عزیز و اقارب میں سے نوجوان

وَ أَوَّلَهُمْ يَزِيدُ عَلَيْهِ مَا
يَسْتَحِقُّ وَ كَانَ غَالِبًا يَنْزِعُ الشُّيُوخَ
مِنْ إِمَارَةِ الْبُلْدَانِ الْحِكْبَارِ وَ
يُوَلِّيهِمَا الْأَصَاغِرَ مِنْ
أَقَارِبِهِ ۝

مدۃ القیام فی سجدۃ ریشہ باری
وہ لوگوں کو مغرور کر رہا تھا
اسی حدیث کی شرح میں امام ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ :-

قَوْلُهُ عَلَى يَدَيْ غَنِيْمَةٍ نُوْ عَلَى اَيْدِي
شِبَانِ الَّذِيْنَ مَا وَصَّوْا لِيْ مَرْبِيَةً كَمَا لِ
الْعَقْلِ وَاحْدَاثِ السِّنِّ الَّذِيْنَ لَا مَبْلَاذَ لَهُمْ
بِاصْحَابِ الْوَقَارِ وَلِظَاهِرِ الْمُرَادِ مَا وَقَعَ
بَيْنَ عُثْمَانَ وَقَلِيْمَةٍ وَبَيْنَ عَلِيٍّ وَالحُسَيْنِ وَ
مَنْ قَاتَلَهُمْ قَاتَلَ الظَّاهِرَ لَعَلَّ اَرْبِيْدَ بِهِمْ
الَّذِيْنَ كَانُوْا بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ
بِمِثْلِ يَزِيْدَ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ
مَرْوَانَ وَغَيْرِهَا
(مرتبہ)

حضرت علیؑ علیہ وسلم کے قاتل
سے مراد وہ نوجوان میں جو لڑائی عقل سے
مرتبہ تک نہیں پہنچے اور وہ نوع ہیں جو
باقار اصحاب کی پردہ نہیں کرتے تھے
اور ظاہر ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت
عثمان کو قتل کیا اور حضرت علیؑ اور حضرت
حسین سے قتال کیا۔ المظہر نے فرمایا
سے مراد وہ لوگ ہیں جو خلفاء راشدین
کے بعد ہوئے جیسے یزید اور عبدالملک
بن مروان وغیرہما۔

اسی حدیث کی شرح میں یہی امام ملا علی قاری اپنی دوسری تصنیف میں
فرماتے ہیں :-

وَالْمُرَادُ بَيْنَ يَدَيْ
مَعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ بَعَثَ إِلَى
الْمَدِيْنَةِ سَكِيْنَةً مُّسَلِّمَةً
بِنَ عُبَيْدَةَ فَأَبَا حَمًا ثَلَاثَةَ
يَّامٍ فَقَتَلَ مِنْ نِّجَارٍ أَهْلَهَا كَثِيْرًا
شُحَّ شَقَا ۱۱۴

اور (اس حدیث سے) مراد یزید بن معاویہ
ہے کیونکہ اسی نے مسلم بن عقیل کو (لشکر
دے کر) مدینہ سکینہ کی طرف بھیجی اور
اس مدینہ کو (لشکر) کے واسطے تین
روز کے لیے مباح کر دیا۔ اور اخیر
اہل مدینہ کو کثیر تعداد میں قتل کیا۔

اسی حدیث کی شرح میں ملا علی بن احمد فرماتے ہیں :-

مِنْهُمْ يَزِيدُ بْنُ مَعَاوِيَةَ وَأَصْحَابُهَا
مِنْ أَحْدَاثِ مُلُوكِ بَنِي أُمَيَّةَ
قَتَلَهُ كَانَ مِنْهُمْ مَا كَانَ مَنْ
قَتَلَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَأَكَابَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْمُرَادُ أَنَّهُمْ يُنَالِكُونَ النَّاسَ بِسَبَبِ
ظَنِّهِمُ الْمُلْكَ وَالْقِتَالَ.

ان میں یزید بن معاویہ اور اس کے
مسل دوسرے نوجوان مہاجر بنی امیہ
اور بیشک انھوں نے ہی اہل بیت پر
اور اکابر مہاجرین کو قتل کیا۔ اور دشمن
کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ہلاک
کریں گے بسبب ملک و حکومت کے طلب
اور حرص کے،

سراج منیر شرح باب منیر ص ۱۱۱

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
حال میں وفات پائی کہ آپ تین فیصلوں
کو ناپسند فرماتے تھے ایک قبیلہ ثقیف
دوسرے بنی حنیفہ اور تیسرا بنی امیہ۔

مَا تِئْتَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ ثَقِيفٍ
وَبَنِي حَنِيفَةَ وَبَنِي أُمَيَّةَ
تَذِي وَشُكَاةَ ۵۵۱

اس حدیث کی شرح میں شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف میں ظالم حجاج بن یوسف ہوا جس نے ایک
لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو قید کر کے قتل کیا۔ اور بنی حنیفہ میں مسیلہ کذاب ہوا جس
نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بنی امیہ میں یزید اور ابن زیاد جیسے ظالم ہوئے جنھوں
نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور ابن زیاد نے جو کچھ بھی کیا یزید کے
حکم اور اس کی رضا سے کیا اور ایک یزید اور ابن زیاد ہی پر کیا بس ہے باقی
بنی امیہ نے بھی اپنی اپنی سیاہ کاریوں میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔

اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ
در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت
در خواب دید کہ بوزنہ با بر منبر شریف ہے

مقلاتہ میر و سلم بازی بیکہ و نمبر
اے بنی اُمیہ کرد و دیگر چیزا بسیار
است چہ گوید۔

(اشتر المغان ص ۱۲۳)

کے نبیؐ جب پرہیز کیں کہ
آپ نے اس سے جب کہ خبر لی تیرا
قرار دیا اس کے ساتھ اور بہت سے
باتیں میں کیا کہ جاسے۔

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّكُمْ
بَعْدَ مَدِّ الْفَتْرِ شَرُّ قَوْمٍ
نَعَمْ قُلْتُ فَدَعْهُمْ قَدْ
اْتَشِبَ قُلُوبُهُمْ قُلْتُ
شَيْبَ نَسْنَةٍ فَإِنْ
نَعَمْ حَقَّتْ لِي الْعُقُوبَةُ
مِنْ أَقْبَدَ بِهِ فَمَنْ
يَكُونُ دُخْبُ قُلُوبِهِمْ
مَدَّ الْقَوْمُ لَمْ يَكُنْ
دَعْفُ الْعَصْرِ وَالْأَنْ
حَقَّتْ لِي الْعُقُوبَةُ
خَلِيفَةُ خَلْدٍ فَهَرَبَتْ
وَأَخَذَتْ مَالَكُمْ فَأَجِدْ
وَلَا قَمْتُ وَتَمَّتْ مَقْمُ
عَلَى خَلْدٍ شَحْرَةٍ
مَنْكَرَةٍ

یا رسول اللہ! کیا آپ کے
کے بعد پھر ہر آل و بدی ہوگی جب کہ
سے پہلے تھی، دربابا ہاں ان میں سے
کیا اس سے بچے کا دینہ کیا ہوگا، وہ
تو یعنی بنو جہلم نہیں نے نہ ان کی
خود کے بعد بھی وہ برائی کہ باقی بہت
کی اور یہاں! اس امر کو کہ صورت
خدا اپنے سے قادر مطلق ہوگی کسی
عوشش کی تہ تسلیم نہیں کریں گے کہ
وہ جو وہ خود مودہ سے صبح ہوگی
میں نے ان سے جو یہ کہ وہ یہ
رنگ بھگت کی وہ وہ میں نے اس
اس وقت کہ کوئی نہ وہ صبر نہ تو
نہری چھوڑ دے اسے اس نے
دل نہ رہا کہ تو بھی تم کی وقت کہ
دگر نہ جوں میں کسی نہ کے نیچے

کریں راست میں ۔ عباد

شاء دل اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں،

وَدَعَا الضَّالَّابِ يَنْبِذُ
يَنْتَبِرُ وَالْمُخَارِبُ بِالْبُرَاقِ وَالْخَوْ
ذِيكَ حِزَابًا شَدِيدًا
وہ گمراہی کی طرف بلانے والا شام میں
یزید تھا اور عراق میں مختار تھا اور ایسے
ہی انکی تشدد دوسرے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے
قول (جو حدیث مرفوعہ کے حکم میں ہے) اور شارحین کے اقوال سے ثابت ہو گیا کہ
وہ مغیر اللہ، بیوقوف، ناتجربہ کار، بھوٹے، ظالم، داعی فسادات اور نوعمر لڑکے بن
کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبریں دی ہیں ان میں پہلا یزید ہے جس سے امت کی تباہی
کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ اس کے چار سالہ دورِ حکومت کی ساری کارروائیوں کا اجمالی خاکہ
یہ ہے کہ سلعہ میں کر بلا کا واقعہ ہوا جس میں اہل بیت نبوت، جگر گوشہ خاتمِ رسالت
نورِ دیدہ خاتونِ جنت، راحتِ جان شہنشاہِ ولایت، سردارِ نوجوانانِ اہل جنت حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹوں، بھتیجیوں، بھائیوں اور دوستوں کو دن
دہائے بھوکے پیاسے عالمِ غربت و بے کسی میں عورتوں اور بچوں کو کھانے نہال بچہ دی
کے ساتھ شہید کر دیا گیا اور ان کی مقدس لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے، خیموں کو لوٹا اور
جلا یا گیا۔ عورتوں کی چادریں تک اتار لی گئیں بعد ازیں ان رسولِ زادوں کو اونٹوں
پر بٹھا کر گلی کوچوں میں پھرایا گیا اور ابن زیاد اور یزید کے دربار میں غیروں کی موجودگی
میں پیش کیا گیا اور اس طرح خاندانِ نبوت کی انتہائی توہین کی گئی۔

سلسلہ میں واقعہ حرہ، ہوا جس میں سات سو صحابہ کرام اور انکی اولاد اور
اہل مدینہ بھونٹے بھسے دس ہزار کی تعداد میں ظلم و تشدد کے ساتھ موت کے گھاٹ
تدریجاً گئے، مہینہ دن کے لیے مدینہ منورہ کو مباح قرار دے کر یزیدی فوج نے

فَعَلَهُ اِذْ هَاكَ اَللّٰهُ

زمر قانی سے الموابب

ہیں یہ رکھو! اس نے مجھے اذیت پہنچائی

اس نے وہ حقیقت اللہ کو اذیت پہنچائی

خوب غور کیجئے! ابولسب بلاشبہ جہنم کا ایندھن ہے ارشاد خداوندی ہے۔

يَتَفَضَّلُ تَارًا ذَاتَ اَلْهَبِّ . اب پڑے گا جگر کس ہوئی آگ میں۔

لیکن جب لوگوں نے اس کی بیٹی حضرت سیدہ کو جہنم کے ایندھن کی بیٹی کہا تو یہ بات حضور سے

اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا سبب بنی اور حضور کی اذیت اللہ تعالیٰ کی اذیت کا باعث

ہے حالانکہ واقع میں تو بات غلط نہ تھی۔ البتہ لوگوں کا اس طرح کہنا درست نہ تھا

تو اس سے اندازہ کیجئے کہ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کے ٹکڑوں پر

ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے وہ کس قدر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اذیت کا

باعث بنے۔

عرض ان احادیث مبارکہ میں اہل بیت اطہار کی تعظیم و تکریم کی ترغیب اور ان کو

اذیت و تکلیف دینے میں سخت وعید ہے کیونکہ جب ایک مسلمان اور آپ کے ہاں

مبارک اور آپ کے اہل قربت کو اذیت پہنچانا حقیقت میں آپ کو اور اللہ جل

شأن کو اذیت پہنچانا ہے تو خاص آپ کی اولاد کو جو آپ کے اجزائے بدن میں ،

تکلیف پہنچانا بلا شک و شبہ اللہ و رسول کو اذیت پہنچانا ہے اور جو اللہ و رسول

کو اذیت پہنچائے اس پر قرآن میں صریح طور پر لعنت کی گئی ہے۔ فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُوْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ

اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا القرآن

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انزلت فی عبہ اللہ بن ابی

کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی منافق اور اس

وَابِ تَمَقَّةً قُوا عَايِشَةً
رَغِيماً شُعْطاً فَخَطَبَ
أَشْيَئاً عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَالَ مَنْ يَفْعِدُ فِي فِي
رَجُلٍ يُؤْذِيهِ .

در سنن منہاج

تہمت لگا کر مجھے اذیت پہنچائی ہے۔

تو جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کو ستایا اس نے اللہ و رسول کو اذیت دی اور سبھی لعنت ہوا اور بڑید اور اس کے اغوان و انصار نے تو اہل بیت نبوت کی وہ توہین کی اور ان کو ایسی تکلیف و اذیت پہنچائی کہ اس کے حضور ہی سے روح ٹپ اٹھتی ہے لہذا وہ بلا شک و شبہ مستحق لعنت ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ آذَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ
آذَابَهُ اللَّهُ كَمَا يَذُوبُ الْإِلْحُجُ
فِي الْمَاءِ (مسلم شریف ص ۴۴)

جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے
اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلائے گا جس
طرح نلک پانی میں گھل جاتا ہے۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:-

لَا يُرِيدُ أَحَدُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ
إِلَّا آذَابَهُ اللَّهُ فِي النَّارِ ذَوْمَبٍ
الْقَهَّاجِ (مسلم شریف ص ۴۴)

جو شخص بھی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ
کرے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ میں
رائگ کی طرح پگھلا دے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَخَافَهُ
جو اہل مدینہ کو ڈرائے گا اللہ اس کو قیامت کے

نہ روزِ رواجِ یومِ قیامۃ و فی آخری
و علیٰ منہ نزل و تمبہ (صحیح ابن ماجہ) ۳
دن ڈرائے گا اور ایک رات میں ہے
کہ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا:-

مَنْ آخَفَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ ظُلْمًا آخَفَهُ
لَهُ وَ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ حَرْفًا وَلَا عَدَلًا
جو اہل مدینہ کو ظلم سے خوف زدہ کرے گا
اللہ اس کو خوفزدہ کرے گا اور اس پر اللہ اور
فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے ایمان
کے دن ناسکِ فرضی عبادت قبول ہوگی
نہ نفل۔

وفاء الوفا ۲۱۱ جذب القلوب ۲۱۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو اہل مدینہ کو اذیت دے گا اللہ اس کو
اذیت دیگا اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور
تمام انسانوں کی لعنت ہے نہ اسکا فرض
قبول ہوگا اور نہ نفل۔

سراج البیہر ۲۱۳

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ جو اہل مدینہ کو ڈرائے، ان کو اذیت
دے بلکہ ان سے بُرائی کا ارادہ بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ناریہ و ذریعہ میں پگھلا
دے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔
اور اہل کوئی عبادت اور نیکی قبول نہیں۔ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ یہ مدینے
اہل مدینہ پر حملہ کر دیا اور ان پر وہ ظلم و ستم کر دیا جس سے انسانیت بھی شرمائے۔
ان احادیث کی رو سے بھی وہ اور اس کے اعدا و انصار سبھی لعنت ہوئے۔
حضرت علامہ علی قاری محقق علی الاطلاق ابامام ابن ہمام کا قول نقل فرماتے ہیں:-

قَالَ ابْنُ مَسَامٍ وَاخْتَلَفَ فِي
اَكْفَارِ يَزِيدَ قِيلَ نَعَمْ لِمَا رَوَى
عَنْهُ مَا مَدَّ لُ عَلَى كُفْرِهِ مِنْ
تَحْلِيلِ الْخَيْرِ وَمَنْ تَفَوَّهَ بَعْدَ
قَتْلِ الْحُسَيْنِ وَاصْحَابِهِ اِنْ
جَازَتْهُمْ بَسًا فَعَلُوا بِأَشْيَاجٍ
وَصَنَادِيدِهِمْ فِي بَدْرِ
وَأَمْثَالِ ذَلِكَ وَلَعَلَّهُ وَجْهٌ
مَا قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بِكَفِيرِهِ
لَمَّا ثَبَتَ عَنْهُ نَقْلُ تَقْرِيرِهِ
شروع نہ اکبر سے

امام ابن مسام نے فرمایا ہے کہ یزید کے
کافر ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے بعض
نے اسے کافر کہا اس لیے کہ اس کے ایسی باتیں
ظاہر ہوئیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں
مثلاً شراب کو حلال کرنا اور حضرت حسین
اور آپ کے ساتھیوں کے قتل کے بعد یہ کہنا
کہ میں نے (ان سے) بدلہ لیا ہے۔ اپنے بزرگوں اور
سرداروں کے قتل کو جو انھوں نے بد میں کہے تھے
یا ایسی ہی اور باتیں شاید اسی قسم کے امام
احمد بن حنبل نے اکل تکفیر کی ہے کہ ان کے نزدیک
اسکی اس بات کی نقل ثابت ہوگی۔

علامہ سعد الدین نقضانی صاحب شرح عقائد فرماتے ہیں :-

وَالْحَقُّ أَنَّ رِضَاءَ يَزِيدَ يَقْتُلُ
الْحُسَيْنَ وَاصْبَاحِهِ بِذَلِكَ
وَأَمَانَةِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا تَوَاتَرَ
مَعْنَاهُ وَإِنْ كَانَ تَفَاصِيلُهَا
أَحَادِثُ لَمْ يَنْفُخْ لَمْ يَتَوَقَّفْ فِي شَأْنِهِ بَلْ فِي
إِيمَانِهِ لَعَنَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى أَنْصَارِهِ
وَأَعْوَانِهِ شرح عقائد ص ۱۸۱

اور حق یہ ہے کہ یزید کا حضرت حسین کے
قتل پر راضی ہونا اور اہل بیت نبوت
صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کرنا ان لوگوں
میں سے ہے جو تواتر معنوی کے ساتھ ثابت
ہیں اگرچہ انکی تفصیل احاد میں تو اب
ہم توقف نہیں کرتے اسکی شان میں
بلکہ اسکی ایمان میں، اللہ کی لعنت ہمارے
پر اور اس کے اور دوستوں پر۔

صاحب نبراس شامی شرح عقائد فرماتے ہیں :-

وَبَعْضُهُمْ أَطْلَقَ اللَّغْنَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ بَنُو
الْجَوَازِي الْمَحْدَثُ وَمَنْعَتْ كُنَا بِأَسْمَاءِ
الرَّدِّ عَلَى الْمُتَقَصِّبِ الْعَبِيدِ الْمَانِعِ عَنْ
ذِمِّ الْيَزِيدِ وَمِنْهُمْ الْإِمَامُ أَحْمَدُ
بَنُ حَنْبَلٍ وَمِنْهُمْ الْعَاجِزِيُّ أَبُو رَيْثُلٍ

المتقصب العبيد المانع من ذم اليزيد

اور انھی میں احمد بن حنبل قاضی ابو ریحان

نبراس بن شریح مقام ۷۵۵

یہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کی وہ مشہور و معتبر کتب ہیں جن پر عقائد اہل سنت
کا دار مدار ہے۔

علامہ امام ابن حجر مکی جو شافعیوں کے مرجع خلائق ہیں جن سے متعلق علامہ امام ترمذی
قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں رقم طراز ہیں شیخنا العالم العلامة والبحر الفاضل شیخ الاسلام و
مفتی الانام صاحب التصانیف الکیثرہ والالیف الشہیرہ مولانا وسیعہ نادر سندنا شیخ
شہاب الدین بن حجر المکی رحمۃ اللہ علیہ وہ فرماتے ہیں۔

إِعْلَمَنَّ أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ
اُخْتَلَفُوا فِي تَكْفِيرِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ
وَوَلِيِّمَهُ هُ مِنْ بَعْدِهِ فَقَالَتْ
طَائِفَةٌ إِنَّهُ كَافِرٌ لِقَوْلِ يَسْبُطُ
ابْنُ الْجَوَازِي وَغَيْرِهِ الْمُشْهُورِ إِنَّهُ
لَأَجَاءُ رَأْسُ الْمُخْنَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
جَمَعَ أَهْلَ السَّيِّئِ وَجَعَلَ بَيْنَكَ رَأْسَهُ
بِالْخَيْرِ رَأْيٍ وَيُسْتَدُّ أَيْسَاتِ
الزُّبَيْرِيِّ لَيْتَ أَشْيَاخِي يَبْدُرُ

جان لو اہل سنت و جماعت کا یزید بن
معاویہ کے کافر ہونے اور امیر معاویہ کے
بعد ولیعہد ہونے میں اختلاف ہوا ہے ایک
گروہ نے کہا ہے کہ وہ کافر ہے چنانچہ سبط
ابن الجوزی وغیرہ کا قول مشہور ہے کیونکہ
یزید کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا
سر مبارک آیا تو اس نے اسے شام کو
جمع کیا اور خیزران کی لکڑی جو اس کے ہاتھ
میں تھی اس کے امام کے سر اور کراہت

شَهِدَ وَالْآيَاتِ الْمَعْرُوفَةِ وَ
 زَادَ فِيهَا بَيِّنَاتٍ مُّشْتَمِلِينَ عَلَى
 صَرِيحِ الْكُفْرِ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ
 فِي مَا حَكَاهُ مَبْطُوعُهُ عَنْهُ لَيْسَ
 الْعَجَبُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ زِيَادٍ لِلْحُسَيْنِ
 وَإِنَّمَا الْعَجَبُ مَنْ خَذَلَ ابْنَ زِيَادٍ
 وَضَرَبَهُ بِأَنْفِصِيبٍ ثَنَاءً
 الْحُسَيْنِ وَحَسْبُكَ الرَّسُولُ
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَبَّابًا عَلَى أَقْتَابِ الْجَمَالِ
 وَذَكَرَ أَشْيَاءَ مِنْ
 قَبِيحٍ مَا اشْتَهَرَ عَنْهُ وَ
 رَوَاهُ الرَّائِسُ إِلَى الْمَدِينَةِ
 وَقَدْ تَغَيَّرَتْ رِجْلُهُ ثُمَّ
 قَالَ وَمَا كَانَ مَقْصُودُهُ
 إِلَّا الْقَضِيحَةَ وَإِظْهَارَ
 الرَّائِسِ فَيَجُوزُ أَنْ يَفْعَلَ هَذَا
 بِالْخَوَارِجِ وَالْبَغَاةِ يَكْتَنُونَ وَيُصِلُّ
 عَلَيْهِمْ وَيَدْفَعُونَ وَلَوْلَا
 تَكُنُّ فِي قَلْبِهِ أَحْقَادُ جَاهِلِيَّةٍ
 وَأَضْغَانُ بَدْرِيَّةٍ لَأَحْتَرَمَ الرَّائِسُ

کرتا تھا اور زنجیری کے یہ اشعار
 میں پڑھتا تھا (اسے کاشانی نے)
 جو بدر میں ماسے سے آج زندہ ہو جو
 اور اس نے ان شعروں میں دشمن اور
 جو صریح کفر و دلائل کرتے ہیں بن
 نے کہا کہ ابن زیاد کا امام حسینؑ کو قتل
 اس قدر تعجب خیز نہیں تعجب خیز تو بزدل
 خذلان ہے اور اس کا امام کے انوکھے
 مارنا اور آل رسولؐ علیؑ علیہ وسلم کو قیدی
 کے اذیتوں کے پالانوں پر بٹھانا ہے۔ ابن
 جوزی نے اس قسم کی بہت سی قبیح باتوں
 کا ذکر کیا ہے جو اس بزدل کے بارے میں
 مشہور ہیں پھر یزید نے امام کا سر اس وقت
 مدینہ منورہ میں واپس لے آیا جبکہ اس کی ہڈیاں
 ہو چکی تھیں تو اس سے اسکا مقصد سوائے
 فضیحت اور سرافندگی تو ہیں اور کیا تھا۔
 خارجیوں اور باغیوں کی تجنیز و تکفین اور نہایت
 بھی جائز ہے (چہ جائیکہ فرزند رسولؐ کے
 ساتھ یہ سلوک کیا جاتا۔) اور اگر اس کے
 جاہلیت کا بغض دیکھو اور جبکہ بدر کا
 جذبہ نہ ہوتا تو جب اس کے پاس امام کا سر

وَسَمِعْتُ مَنْ مَعَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ
قَالَ هُوَ الَّذِي رَأَى فِي الْمَلَأَى
فِيهِ نَارًا مِنْ نَارِ سَعِيرٍ وَرَأَى فِيهِ
عَذَابًا وَرَأَى فِيهِ رُسُلًا لِلَّهِ
يُخَوِّفُونَ بِهِ النَّاسَ فِي سِرِّهِمْ
فِي دُجَاهٍ مِمَّا خُتِبَ فِيهِ خُتِبَ
فِيهِمْ مِنْ قِبَلِ اللَّهِ وَلِأَحْسَنِ
مِنْ هَذَا نَبَأٌ مِنْ رَبِّكَ نَبَأٌ
وَسَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِ بَيْتِهِ يَقُولُ
رَأَى فِيهِ نَارًا وَرَأَى فِيهِ
طَبَقًا وَرَأَى فِيهِ تَبْرِيدًا لِمَا خُرِجَ
لِأَحْسَنِ دَخَلَتْ فَعَلَتْ بِأَقْرَبِ
وَمِنْ بَارِسٍ مَنْ قَالَ نَبَأٌ عَلَيْكَ
وَلَمْ يَكُنْ بِطَبَقٍ وَأَنْتَ تَبْكِي فَمَا
يَعْنِي لَكَ نَارُ اللَّهِ وَرَأَى فِيهِ
فَرَحًا بِهِ وَهَذَا مِنْ مَذَاهِبِ
بَعْضِ أَهْلِ بَيْتِهِ وَنَاوَلَنِي
الْطَّبَقَةُ الَّتِي يُقَالُ عَلَيْهَا قُلُوبُ
فَكُنْتُ وَرُؤُوسُهُمْ غِيَاظُ الْعَبَرِ
أَنْتَ قَدْ أَتَيْتَ سُلَيْمَانَ بْنَ
قَتَادَةَ فَدَخَلَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى

اور محمدؐ کے نفسِ نل میں سے جانتے
ہیں کہ بیشک برومِ ماضی میں حضرت جناب
میں رضی اللہ عنہا شہدائے حق تھے جہدِ
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوختے وہ زمانے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر
میں تھے کہ حضرت عیسیٰؑ آپ کے پاس لائے
میں دروازے سے ان دونوں کو دیکھا جو حضرت
حسینؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہربان
پر کھیل رہے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہاتھ میں گھوڑی سی مٹی تھی اور آپ کی آنکھوں
سے آنسو جاری تھے پھر جب حسین چلے گئے
تو میں نے آپ کے پاس آکر عرض کیا میرا باپ
آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ میں نے آپ کے
ہاتھ میں مٹی اور آپ کو روتے ہوئے دیکھا ہے
آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جب حسین میرے سینے پر
کھیل رہے تھے اور میں اس کے سر در ہورٹا
تھا تو میرے پاس حیرتیں آئیں گے اور
انہوں نے مجھے یہ مٹی دی (اور کہا کہ) اس
پر حسین قتل کیا جائیگا۔ اس لیے میں رو یا ہوں
اور حضرت حسن بصریؒ سے روایت وہ فرماتے
ہیں کہ سلیمان بن عبد اللہ نے نبی کریم صلی

يُخْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ هَبْ عَلَيَّ قَبْرَ
 الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَوْمَ أُحَنِيبُ
 تَبْتَلُونَ لَكَ مَلَكٌ يَبْكُونَ عَلَيْهِ
 الْمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 غَنِيَّةُ الطَّالِبِينَ
 بَابُ فَضَائِلِ عَاشُورَاءَ

اس کے بعد فرماتے ہیں :-
 إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى اخْتَارَ يَسْبِطُ
 بَيْنِهِمْ مُحَمَّدَ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الشَّهَادَةَ فِي أَشْرَفِ الْأَيَّامِ وَأَعْظَمِهَا
 وَأَجَاهَا وَأَرْفَعَهَا عِنْدَهُ لِيُزَيِّدَهُ
 بِذَلِكَ رِفْعَةً فِي دَرَجَاتِهِ وَ
 كَرَامَاتِهِ مَضَافَةً إِلَى كَرَامَتِهِ
 وَبَلَّغَهُ مَنَازِلَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ
 الشُّهُدَاءِ بِالشَّهَادَةِ وَلَوْ جَازَانِ
 يَتَّخِذُ يَوْمَ مَوْتِهِ يَوْمَ مُصِيبَتِهِ
 لَكَانَ يَوْمُ الْإِثْنِينَ أَوَّلِي
 يَذْلِكُ إِذْ قَبَضَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَهُ
 مُحَمَّدًا صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

غَنِيَّةُ الطَّالِبِينَ

واللہ سے اپنی اسناد سے حضرت اسرار سے
 انھوں نے حضرت امام جعفر صادق بن امام
 محمد باقر سے وہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت
 حسین بن علی شہید ہوئے ہیں ان سر ہر
 فرشتے انکی قبر پر اترے وہ قیامت تک ان
 پر روئیں گے۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بیٹے کی شہادت کے لیے وہ دن منتخب کیا
 جو دنوں میں بہت عظیم اور بہت بلند
 ہے تاکہ اس کے سبب سے ان (امام حسین)
 کے درجات اور انکی بزرگیوں میں اور
 اضافہ کرے اور انکو خلفاء راشدین کے مرتبوں
 پر فائز فرمائے جو شہادت کا درجہ حاصل کیے
 شہید ہوئے۔ اور اگر حضرت حسین کی شہادت
 کے دن کو مصیبت کا دن بنانا جائز ہوتا تو
 دو شنبہ (پیر) کا دن اس سے زیادہ لائق تھا
 کہ اسکو مصیبت کا دن قرار دیا جاتا کیونکہ
 اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو قبض فرمایا

شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بعضے در یزید شعی نیز توقف کنندہ و بعضے یزید
 غزو و افراط در شان مے و مولات مے روند
 و گویند کہ وے بعد ازاں کہ با اتفاق
 مسلمانان امیر شد اطاعت مے براہم حسین
 واجب شد نفوذ باللہ من هذا القول و
 من هذا الاعتقاد حاشا کہ وے باوجود
 امام حسین امام و امیر شود و اتفاق مسلمانان
 بر وے کے شد و جمعی صحابہ کہ در زمان
 یزید پیدا بودند و اولاد اصحاب ہم منکر و
 خارج از اطاعت وے بودند نعم جانتے
 از مدینہ مطہرہ بشام نزد وے کہ با وجہ
 رفتند و ادجا تر ہائے سنی و فائدہ ہائے
 ہنی نزد ایشان نہاد یزید از انکرا حال نباشت
 مال اور ادید نہ مدینہ باز آمدند و خلع
 بیعت وے کردند و گفتند کہ مے عدوانند
 و شارب الخمر و تارک الصلوٰۃ و زانی و
 فاسق و مستحل محارم است و بعضے دیگر
 گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکردہ و
 دباں راضی نبودہ و بعد از قتل مے و
 اہل بیت مے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
 و سبتر شدہ اس سخن مردود و باطل است

بعض علماء یزید پر بخت کے رہے ہیں
 (لعنت کرنے میں) توقف کرتے ہیں اور
 بعض لوگ تو براہ غزو و افراط یزید کے معاملہ
 میں اور اسکی دوستی میں اس قدر رہ گئے
 ہیں کہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے اتفاق سے
 امیر ہوا تھا اور اسکی اطاعت امام حسین
 پر واجب تھی۔ ہم اس قول اور اس اعتقاد
 سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں حاشا کہ وہ
 یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے کیونکر امام
 امیر ہو سکتا تھا اور مسلمانوں کا اتفاق بھی
 اس پر کب ہوا صحابہ کرام اور تابعین جو
 اس کے زمانے میں تھے سب اس کے منکر
 اور اس کی اطاعت سے خارج تھے۔
 مدینہ طیبہ سے ایک جماعت جبراً و کرہ اس
 کے پاس شام میں گئی تھی اس نے انکی
 بہت آؤ بھگت اور خاطر مدارات کی اور
 ان کو تحفے و تحائف دیئے لیکن جب انھوں
 نے اس کے بدترین کارناموں اور اس کے
 خطرناک انجام پر غور کیا تو مدینہ میں اہل
 اگر اسکی بیعت توڑ دی اور اعلان کیا کہ
 یزید اللہ کا دشمن، شرابی تارک الصلوٰۃ

زانی ناصی اور مہرام چیزوں کا حلال کرنے
 والا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے میرا
 نے امام حسین کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور
 نہ ان کے قتل سے راضی تھا اور نہ ان کے
 قتل کے بعد ان کے اور ان کے عزیزوں
 کے قتل سے خوش و مسرور ہوا۔ یہ بات بھی
 مردود اور باطل ہے۔ اس لیے کہ اس شخص کا
 اہل بیت بتوت رضی اللہ عنہم سے عداوت
 رکھنا اور ان کے قتل سے خوش ہونا اور
 ان کی امانت کرنا معنوی طور پر درجہ نازل
 کو پہنچ چکا ہے اور اس کا انکار تکلف و
 مکارہ یعنی خواہ مخواہ کا جھگڑا ہے۔ اور
 بعض کہتے ہیں کہ امام حسین کا قتل گناہ کبیرہ
 ہے اس لیے کہ نفسِ نومن و مومن کا قتل
 ناحق گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں اور لعنت
 کافروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایسی
 باتیں بنانے والوں پر افسوس ہے کہ
 وہ صریح احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
 پر نظر نہیں رکھتے کہ حضرت فاطمہ اور
 ان کی اولاد کے ساتھ بغض رکھنا اور
 ان کو باپ بیٹا اور اُمّی نوچ کر مارنا عین

کفر ہے۔ اس سے سمجھتا رہی سبب
 نوری صلی اللہ علیہ وسلم و اسنہ سے بغض
 یساں و دین و امانت اور ایساں! اور جو
 نور مغزی بہہ است و نکار آن تکلف
 و مکارہ است و بعض گویند کہ قتلِ ہم
 گناہ کبیرہ است جو قتلِ نفسِ مومن یا مومنہ
 یا حق کبیرہ است: کفر و لعنت مخصوص
 یہ کافران است و بتِ شری کہ اربابِ یس
 انویل با حدیثِ نبوی کہ ناحق اند با آنکہ
 بعض بجز و امانت فاجر و اولاد سے جو
 جس عداوت و امانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 جو مٹویند رکنِ سبب کفر و موجب لعن
 غلو و ناہنجہم است بد شک و ریب ان
 الذین یؤذون اللہ و رسولہ لکنہم اللہ
 فی الدنیا و الآخرۃ و اعذ اللہ عذابا
 عظیمًا! بعضے دیگر گویند کہ غائب سے
 معلوم ہونے سے بد ارجہ از ارتکابِ آن
 فقر و محبتِ نزدیکہ کہ وہ باشد وہ نفس
 آقا تو بہ رفتہ باشد و میل امامِ مہدیؑ عالی
 نہ جہادِ عام باہنِ حکایتِ سنت و
 بعضے زعماءِ صوفیہ و مدعیانِ شریعت

میرے خیال و افکار اور ہفت اخت کرہ
 و در این ہفتی کہ کمال شدت و تنگی
 در حفظ سنت و شریعت و رد در کتاب
 پس نے از سلف نقل کرده و بعضے منع
 کرده اند و بعضے توقف اند و اندر ہر یک
 سے مبوض ترین مردم است نزد او کہ
 با نیک آں بہ سعادت دین است کرده
 یعنی کس نگزدہ و بعد از قتل امام حسین و آں
 اہل بیت لشکر بہ تخریب مدینہ مسلمہ و قتل
 اہل آں فرستادہ و بقیہ از صحابہ و پیغمبر
 را امر بقتل کردہ و بعد از تخریب مدینہ
 امر بہ اندام حرم مکرمہ و قتل عبداللہ بن
 زبیر کردہ و ہم در آئنائے یں حالت از
 دنیا رختہ دیگر احتمال توبہ و رجوع اورا
 خداوند حق تعالیٰ دل بائے مارا و تمار
 مسکن بارا از محبت و مرالاب سے و
 احوال و انصار سے کہ با اہل بیت ہر
 پر بردہ و بداندیشیدہ و حق ایشان پامال
 کردہ و با ایشان براہ محبت و صدق حقیقت
 نیست و نبودہ نگاہ در د و ناد و دستا
 مارا و رر و مجاہد ایشان محشر گرداند

میں سلف نے نقل کر دیا ہے کہ بعضے منع
 بغض اعدا و تہذیب پس
 کیا کہ تو میں نے نہ ہے و ہم ہر ہفت
 مرتب کرنا است و ہمہ ہفت
 کو فہم ہے۔ بعضے وہ کہ نہ در
 اگ کہ ہر کو بہ بہتہ میں ہر
 و نادر وقت میں است و سنت ہے
 کے واسطے در آں حالت بہتہ و ہر
 کہنے میں کہ کس کے خیر کو ماحیہ
 نہیں شاید اس کتاب لغز مصیبت کے
 بعد کس نے توبہ کرے ہو و نہ کرے
 توبہ کی حالت میں ہو و امام محمد
 غزالی کا حیار معلوم میں کی طرف ہر
 ہے احمد بن حنبلہ و کو برین است
 شدہ۔ امام احمد بن حنبلہ اور ابن جبر
 جمیل القدر اور کرامتہ اور ابن جوزی کہ
 حفظ سنت و شریعت میں بہت سی بار
 محنت میں اپنی کتاب میں ملت مار کہیں
 سے بڑی برکت کرنا نقل کیا ہے اور
 بعض نے لغت کرنے سے منع کیا ہے
 اور بعض توقف کرتے ہیں کہ میں

تَسْتَفْهَرُ بِسِدِّيقٍ وَهَامِ
 أَقِيلَ نَبِيٍّ أَسَى حَتَّى اللَّهُ
 تَكْلِيَهُ وَمَلَمْ مَبَاثِرَاتُ مَعْنَاهُ
 وَإِنْ كَانَ نَفَاحِيهَا أَحَادًا
 فَتَحَنَّنَ لَا تَتَوَقَّفُ فِي شَأْنِهِ
 بَلْ فِي إِيْمَانِهِ لَعَنَهُ اللَّهُ قَلِيلٌ
 وَعَلَى أَنْصَارِهِ وَأَعْوَانِهِ

ارشاد الہدی

جلد ۱

جو من سے تھک رہا ہو اس پر سب سے زیادہ
 زیادہ سہارا دینا چاہیے کہ جو من سے تھک رہا ہو
 اسے سہارا دینا چاہیے کہ جو من سے تھک رہا ہو
 اسے سہارا دینا چاہیے کہ جو من سے تھک رہا ہو
 اسے سہارا دینا چاہیے کہ جو من سے تھک رہا ہو
 اسے سہارا دینا چاہیے کہ جو من سے تھک رہا ہو
 اسے سہارا دینا چاہیے کہ جو من سے تھک رہا ہو
 اسے سہارا دینا چاہیے کہ جو من سے تھک رہا ہو

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :-

لَقَدْ أَفْلَحَ قَائِلُهُ وَإِنْ ذِيَا مَعْنَةٍ وَرَيْرِيْلَهُ
 أَيْضًا وَكَانَ قَلْبُهُ يَكْرُمُ لَدَا وَفِي قَلْبِهِ قِصَّةٌ
 فِيهَا طَوْلٌ لَا يَحْمِلُ الْقَلْبُ ذِكْرَهَا فَإِنَّا
 بَلَّغُوا بِأَنَالِيهِ وَاجْعَلُونَ تَمِيْمَةً دَمَاسَةً

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں :-

وَمَنْ قَالَ آمَنَ إِمَامٌ نَبِيٌّ
 إِمَامٌ فَإِنْ أَرَادَ بِذَلِكَ نَدَى قَوْلِهِ
 الْخِلَافَةَ كَمَا تَوَلَّاهَا سَابِرُ خُلَفَاءِ
 بَنِي أُمَيَّةَ وَالْعَبَّاسِ فَهَذَا أَصِحُّجَنَاحِ
 لَكِنْ لَيْسَ بِذَلِكَ مَا يُنَوِّجُجَبِ
 مَعَهُ خَدَّ وَتَقْطِيعُهُ وَاسْتِنَاءُ

اللہ کی نعمت ہو امام حسین کے فاقی ہیں
 زیادہ اودہ یزید پر یہ امام کہ ہمارے شہید ہوئے
 اودہ آج کی شہادت کا قصہ طویل ہے فہم کے
 ذکر پر سختی نہیں ہرگز نہ انا کہہ دانا میرا مہر

اودہ جو شخص یزید کو ہمارے بنام کہتا ہے تو
 اس سے اسکی مراد وہ ہے کہ وہ کہے
 اموی اودہ عباسی خفا کہ جہت سے نہ ہی
 حکومت کی تو میری ہے لیکن وہ اس سے
 میں کسی شے میں اور عظیم تفضیل کا مستحق
 نہیں ہے کہ یزید وہ شخص جو حکومت دے

بَابُ وَفِيهِ زَيْدٌ مَوْلَى زَيْنَبَ
 حَسْبُ قَبْرِهِ وَجَمْعُ بَقْرَتِهِمَا
 فَمَنْعَتُهُ وَذَكَرُوا عَنْهُ غَيْرَ
 دُونَ ذَلِكَ وَنَحْوِ ذَلِكَ
 الحمد لله والشهادة

مرنے کا صدر ہو گیا تھا، اور کہا گیا ہے کہ
 اس کی موت کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک بند
 کو اٹھا بٹھا کر اور اس کو لہا لہا کر کھینچ
 اس کو کاٹ لیا، جو زمین سے اس کے علاوہ بھی
 اس کے قباچہ جان گئے ہیں، واللہ اعلم۔

شافعہ کے امام اور حنبلی القدر فقیہ علامہ الکبیر الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر
 بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا بڑی صحابہ میں سے ہے اور کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 فرمائی ہے جواب دہ۔

أَشَدُّ لَمْ يَكُنْ مِنَ الصَّحَابَةِ
 بَلْ أَشَدُّ وَلِيدٌ فِي أَيَّامِ عُثْمَانَ
 وَضَى اللَّهُ نَعْلَيْ غَنَّةٍ وَآمَّا
 قَوْلُ السَّيْفِ فِيهِ يَكُلُ وَاحِدٌ
 مِنْ بَنِي خَيْفَةَ وَمَالِكٍ وَاحِدَةً
 قَوْلَانِ تَصْرِيحٌ وَتَلْوِيحٌ وَلَمَّا
 قَبْلُ وَحَدُّ الصَّخْرِ رُبُّهُ
 تَلْوِيحٌ وَيَفُوتُ لَا يَلْوُونَ كَذَلِكَ
 وَهُوَ مَحْصِيٌّ بِالْفَهْمِ يُلَاغِي
 بِاسْتِزَادَةٍ مِنَ الْخَيْرِ وَمِنْ
 خَيْرِهِ فِي الْحَرْبِ

کہ وہ بڑی صحابہ میں سے نہیں تھا کیونکہ
 اس کی ولادت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے زمانہ میں ہوئی ہے۔ وہ اس پر لعنت کرنا
 تو اس میں سلف صاحبیں امام ابو حنیفہ، امام مالک
 اور امام احمد بن حنبل کے دو قسم کے قول ہیں
 ایک تصریح کے ساتھ ایسی اس کا نام لکر
 لعنت کرنا، دوسرا تلویح کے ساتھ (یعنی بغیر
 نام بے اشارہ جیسے اللہ امام کے قاتلوں اللہ
 دشمنوں پر لعنت کرے) لیکن ہمارے نزدیک
 ایک ہی قول ہے یعنی تصریح نہ کہ تلویح اور
 کہوئی نہ ہو جبکہ وہ بڑی جہتوں کا شکار کھینچا
 اور زور سے کھینچا اور ہمیشہ شراب پیتا تھا چنانچہ
 اس کے اشیاء میں سے ایک شراب کے بارے میں

قَدْ خُصِبَ هُنْتُ كَأَنَّ نَمْلَهُ
 وَحَيْثُ مَا تَرَاهُ يَتَرْتَمِ

حد و بحیب من تبیم و لشد
فک و ان طال امد کے بخرم
و کتب فصلاً حولاً اضر
عن ذکرہ ثم قلب التورقہ و
کت و مؤمہ و ت بنیا ضرب
لا طلفت العاذ و بسطت
الکلام فی محاذی هذا الرحل

جہ : ۱۰ ہجری ۳۰

ہے
وہ بہت سے بہت مناہر میں
جامہ شہادت میں رہنے و فرائض
نرم سے پھر رہی ہیں اپنی منزل و توبہ
کے حشر کے حاصل رو بہ نام سر حرم
ہستہ کو نواہ اس کی کشتی بنی حرم پور
وہ انہی میں کہتے رو بہ و فرائض
آپ کا اور میں بخیرہ ہستی ہے

فصل لکھی ہے جس کے ذکر کو ہم نے حرم کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ پھر غرضت کہ
دوق پٹا اور لکھا کہ اگر اس میں کچھ اور بھی جلد ہی نویں فرس ہاں دوسرے خبر و توبہ اور
کافی تفصیل سے اس شخص (بزرگ) کو براہیں لکھنا

امام ماضی قاری عبد الرحمن ابی بن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سن

کے بارے میں فرماتے ہیں :

فلا یجوز احداً یحلاف منہ
و ابن زبید و امثالہ فان بعض
الشیخ جوف و انہما بنی الامام
احمد بن حنبل قال بکفر یزید
مکن جہود و اهل السنة لا
یجوزون لہ حبس لہ
ثبت کفرہ عہدہم

شیخ نعمان مذہب

پس ہرگز جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص
زیادہ دین میں دشمن اور مسلمانوں پر
بے کرم و مفسد ہو کر کہے ان دونوں
عصت کرے جو کفار و باطنی ہندو
میں ہیں برید کے نعم کے فانی ہیں تب بھی
اپنی سنت بزرگ پر عصت کرے جائز نہیں ہے
کہو ثوران کے نزدیک اس کو کفر

بہت برا

یہ باتی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔۔

یہ ہے۔ دولت از سہا نیست و نہ بختی
 و نہ بختی است کامے کہ آن بہ بخت کردہ
 بہ کام و نہ بخت یعنی از عمار اہل سنت
 نہ بختی و توقف کردہ اند تا کہ از دست
 راضی نہ بخت رعایت قبول و چون و تو بہ
 کردہ نہ۔
 کربات شریف ص ۳۴

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

یہ ہے۔ دولت از سہا نیست و نہ بختی
 و نہ بختی است کامے کہ آن بہ بخت کردہ
 بہ کام و نہ بخت یعنی از عمار اہل سنت
 نہ بختی و توقف کردہ اند تا کہ از دست
 راضی نہ بخت رعایت قبول و چون و تو بہ
 کردہ نہ۔
 کربات شریف ص ۳۴

یہ ہے۔ دولت از سہا نیست و نہ بختی

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں بہادری اور
 شہادت سے بہتر ہے۔ وہ تمام مسلمانوں کے اتفاق

مسلم بن ایشہ کی شہادت پر انہیں
واجب شدہ نہ آتے تھے کہ باوجود
حسین امیر شہداء و ائحق سنان کے شہد
جہاں تھے ان کے ساتھ و اول و صحابہ و غرض
ان کی امت اور ہوتے و رہتے کہ ان کے
ادب و عبادت اور ان کے چوں سال او ان کے
خود ترک منلوہ و زنا و استعمال محرم
معاینہ کرنے بعد یہ منورہ باز آتے و ان
بیعت کرتے و بعضے کو یہ کہ وہ ان کے
امام حسین مکرہ و نہ ہاں و ماضی بود و نہ بعد
از قتل مے و اہل بیت و مے سنہ شد و
ایں سخن نیز باطل است قال العلامة
النفقارانی فی شرح لعقائد النسفہ
والعن الخ و بعضے دیگر گویند کہ قتل امام
حسین گناہ کبیرہ است نہ کفر و بعضے
کہ کفار است و لازم بر فساد ایشان آتے
کہ کفر بکس طرف خود ایدائے رسول الثقیین
چہ ثمرہ می دارد قال اللہ تعالیٰ ان الدین
بقرض اللہ و رزقہ لعمہ اللہ فی
الدنیا و الآخرہ و نقد لہم عد نامہ
و بعضے دیگر گویند کہ حال خاتمہ و مے

کے ہوتے تھے کہ ان کے ساتھ
و ان کے چوں سال او ان کے
خود ترک منلوہ و زنا و استعمال محرم
معاینہ کرنے بعد یہ منورہ باز آتے و ان
بیعت کرتے و بعضے کو یہ کہ وہ ان کے
امام حسین مکرہ و نہ ہاں و ماضی بود و نہ بعد
از قتل مے و اہل بیت و مے سنہ شد و
ایں سخن نیز باطل است قال العلامة
النفقارانی فی شرح لعقائد النسفہ
والعن الخ و بعضے دیگر گویند کہ قتل امام
حسین گناہ کبیرہ است نہ کفر و بعضے
کہ کفار است و لازم بر فساد ایشان آتے
کہ کفر بکس طرف خود ایدائے رسول الثقیین
چہ ثمرہ می دارد قال اللہ تعالیٰ ان الدین
بقرض اللہ و رزقہ لعمہ اللہ فی
الدنیا و الآخرہ و نقد لہم عد نامہ
و بعضے دیگر گویند کہ حال خاتمہ و مے

اور بعض کہنے ہیں کہ امام حسین و قتل
گناہ کبیرہ مے کفر نہیں اور بعض کہنے
کہ گناہ کبیرہ مے کفر نہیں اور بعض کہنے

ان کو یہ نہیں معلوم کہ کفر تو وہ ہے جس نے اپنے
خود میں اتنے رسول اٹھائے جتنے اللہ علیہ وسلم کی
منجور و غور رکھتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
کہ بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ابدلہ
پہنچاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی
لعنت ہے اور ان کے لیے ذلیل کر دئے ان
مذہب کے بعض کہتے ہیں کہ اس کے خلاف کمال
معلوم نہیں۔ شاید اس نے کفر و تمسک کے
اور کتاب کے بعد توبہ کر لی ہو اور اس کی آخری
سائنس توبہ پر تعلق ہو۔ اور امام غزالی کا احوال
العلوم میں اسی طرف میلان ہے اور غرضی
نہ رہے کہ معاصی سے توبہ اور رجوع کا
صرف احتمال ہی احتمال ہے ورنہ اس
بے سعادت نے اس اہمیت میں جو کچھ کیا ہے
وہ کسی نے نہ کیا ہو گا۔ امام حسین کے قتل
کے بعد اہل بیت کی امانت اور میر منورہ
کے خواب کو سننے اور وہاں کے رہنے والوں
کو قتل کرنے کے یہ شکر بھیجنا اور اس وقت
حجۃ میں بنی روزنک مسجد نبویؐ کے اذان
نماز رہی اور اس کے بعد اس شکر نے حرم
مذکورہ پر چڑھائی کی اور اس کے بعد اس

مسجد پر چڑھ کر وہ مسجد پر چڑھ کر
ہیں کہ وہ مسجد توبہ کر دے وہ مسجد
دست پر توبہ کر دے وہ مسجد امام غزالیؒ کی
مصر میں دفن و غرضی ہذا کہ احتمال
توبہ و رجوع کا اسی احتمال ہے و لا
کی ہے سمجھتے ہیں کہ دریں اہمیت کو چھوڑ
رہے ہاں بعد ازاں قتل امام حسینؑ اہانت
و بہت شکر و تحریک مریدانہ و قتل
ان کے دست و پاؤں و فائدہ ہر ماہ روز مسجد
نبویؐ کے اذان و نماز ماہ و من بعد شکر کش
بجہم مریدانہ کر دے و شہادت بعد ازاں نبیؐ
دریں مسجد میں عجم کو واقع شد و بھو
مشعل شعلہ کی داشت کہ مرد این جہاں
پہل کر و دہشش محاریر بر سر منبر زشتی
حاجہ خرم بیان کرد و اللہ اعلم بما
ہا حصار و بختہ بیان نہ ہمیں شوق
غرضی سزاوارت از سلف و اہل اہمیت
مراد بن فضل و امثال ایشان بر دے
سمت زوہ اندہ بن جوری کو کمال شہادت
مختار است اللہ تعالیٰ ہذا کہ کتاب
۱۰۰ من ۱۰۰ سلف من غرضی ہذا کہ

تفتا الی کمال جوئی وغیرہ شش : شے و
یہ جوان و انصار پر لعنت کر دے نہ دے
توقف کر دے اند و بڑو سکوت : فرزند بیک
اسلم آنت کہ آن شقی : باغخت و زیر برگر
باوند با دے کرد و پلین : نو کہ در عرفت
بر کفا : عجمتہ زبان خود را آلودہ نہ باید
در کین لسان از لہن ابیس : باندہ کھن
کفرش ہم بیخ خطرست : فضلا عن ذلک
البیہ : مجموعہ الفتاویٰ ص ۳۳۱

ہر کسے کہ درین دنیا میں
اس کسے شام میں جو
مور اس میں : پانچویں
معاویہ اصفی : پانچویں
حرف بیان سے جدا : شہدہ عمارت
انہ می خوب : شامت و سفر
اس شقی : پختہ کر دے : پختہ
اور امداد : شامت سے : ہر کس
کلی شام : اندر سے : شام

بہ این جوڑی نہ ہو خط سنت و شہادت میں
پر لعنت کرنا سب سے افضل کیسا ہے : در علامہ
اور اس کے انصار : اخوان پر لعنت کیستہ اور جس سے توقف ہے :
اقتدار کی ہے اور سلامتی کا حربہ بہت کہ کس تنہی کو نہایت
باد نہ کرنا چاہیئے اور نہ ہی کس پر لعنت کر کے جو کہ عاف
اپنی زبان کو آلودہ نہ کرنا چاہیئے جیسا کہ ابیس
نہ کہہ بنفوس میں ہے : لہن : جسے میں کوئی خطر نہیں : فضلا عن ذلک

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

فما شفع الخلق عینہ سلام من
بعضہ لا کما و انتہا : دنا بلخہ
۱۰۰ : لکھنؤ کے مقدس

بیس : شام : ہر شام
زیر بیت سے : ہر شام
وہی : شام : ہر شام

جواب : حدیث مذکور میں ایک سوالیہ جواب میں فرماتے ہیں :
 سوال : زید پر لعن کرنے کے بارے میں بعض سے توقف منقول ہے تو اس
 میں تحقیق کیا ہے ؟

جواب : در کس حکم میں کہ زید پر لعن کرنا چاہیے ؟ نہیں توقف اس وجہ سے
 ہے روایات متعارضہ و متخاللہ زید پر لعن کے بارے میں شہادت حضرت امام حسین
 علیہ السلام پر مبنی ہیں چنانچہ بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت امام
 علیہ السلام کی شہادت پر زید پر لعن راضی ہوا اور آپ کی شہادت سے خوش ہوا اور
 اس نے من بیت ابی خاندان بواللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کی۔ تو جن علما
 نے نزدیک بہ ثابت ہوا کہ یہ روایات منہج میں تو ان علماء نے زید پر لعن پر لعن کیا۔
 چنانچہ احمد بن حنبل اور کثیر اسی جو فقہائے شافعیہ سے ہوئے ہیں در دیگر علماء کثیر
 سے زید پر لعن پر حن کی ہے۔ در بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے کہ زید کو شہادت
 سے اہم صیغہ "اسم" کے منہج تھا اور شہادت کی وجہ سے زید نے اپنی زیادہ اور اس کے
 قرب و متبایہ اور زید کو اس کام سے ندامت ہوئی کہ اس کے نائب کے
 ہاتھ سے یہ واقعہ وقوع میں آیا تو جن علماء کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ یہ روایات
 سند میں تو نام نہ لے کر زید کے لعن سے منع کیا چنانچہ تاج الاسلام امام غزالی علیہ
 الرحمۃ در دیگر علماء شافعیہ اور اکثر علماء حنفیہ نے زید کے لعن سے منع کیا ہے اور بعض
 علماء کے نزدیک ثابت ہوا کہ دونوں طرق کے روایات میں تعارض ہے اور کوئی ایسی
 جرئت نہ ہوئی کہ اس کے اعتبار سے ایک جانب کی روایات کو ترجیح ہو سکے
 تو ان میں سے متیقن میں مسند میں توقف کیا اور جب روایات میں تعارض ہوئے
 اور کوئی دلیل کی ثابت کی ترجیح کے لیے نہ ہو تو علماء پر یہی واجب ہے یعنی حکم دینے
 میں توقف کرنا۔ جب کہ در امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔ البز شمس و ابن زیاد پر

پہلے کر ناقص ہو رہا تھا اس لئے بعض لوگ پر اس سے نفرت کرتے تھے۔
 شہادت پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے راضی تھے اور تہمت سے دور
 دونوں خیر شس ہوئے اور اس پر وہ میں! بات میں خدا میں سب سے
 ابن زیاد پر لعن کرنے میں علماء سے کسی نے نفرت نہیں کیا وہ دن سب سے
 نزدیک نقص طود پر ثابت ہے کہ شمر ابن زیاد پر فساد پر منبر سے
 (فتاویٰ عزیزی، صفحہ ۱۲۱)

یہی شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

ابن بیت کی نسبت فراتس ایمان سے بہت بڑی برکت و محبت اور بہت
 سے ہے کہ مردان غیہ اللہ کو برا کہنا چاہتے اور اس سے دل بڑھتا ہے
 علی الخصوص اس نے نہایت بدسلوکی حضرت امام حسین اور ابن بیت کے ساتھ کی
 اور کامل طاوت ان حضرات سے رکھتے تھا اس خیال سے کہ شیعوں سے نفرت
 ہی بیزار رہنا چاہیے (فتاویٰ عزیزی اردو نسخہ)

حضرت برعلی شہ قلعہ پانی پنی رحمہ اللہ میرا بی شہنوی نہایت میں فرماتے ہیں۔

بہر و نسب آں بزرگ ناخلف دین خود گراہ برے اذائف

اس نالائق ناخلف بزرگ نے دنیا کی خاطر اپنے دین کو بے باک کیا

زال دنیا چوں در آمد در نکات کرد بر خود خون آلود

جب مکار دنیا کی بڑھیا اس کے نکاح میں آئی تو اس نے شہر نوشہ رسوں بندہ

کے خون کو اپنے اوپر مباح کر لیا (شہنوی ص ۱)

خانہ المختصین عمدة المہ فیہ غنی بغداد العلامۃ الی الفضل شاہ

محمود آقوسی بغدادی رحمہ اللہ علیہ نیز یہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں

اَنَا أَقُولُ لَمْ يَجِبْ عَلَى خَلْقِي
 اور میں کہتا ہوں جو میرے

جنت کے لئے نصیب کیا
 سے زینت خواتین عسبہ سلم
 وز خیر ما بعد مع افضل حورم
 سے سوز و غم حرمینہ عجبہ
 حصہ دے دے جنتیہ تبیین
 خدا پر لب سنجہ ز وجہ
 نہایت آقا حضرت بنی
 بخاری تیرے صنف دلانہ
 جو عجب نصیب دے مع نداء
 ناز میں بالحق شریف
 یاسر زو لا یمنون انوار
 کسے فی خلق جنت
 مستحسب از فاسد و نیک
 کسے بر حق ترین نعمت
 سے یسقم لا انفسیر
 بعضی سے مرگت مغرور
 سے سمع از یقین کائنات
 کسے ہم صفا جنت
 کسے زو لا یمنون انوار
 سے دھندلے

پر غالب ہے کردہ نصیب نبی پاک صل
 اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تسبیح گوشت
 و لایس خفا جنتیہ کا مجربان حور
 سے نہ نمان اور اس کے رسول صل اللہ علیہ
 رستہ کے حرم پاک کے سنجہ والوں کے سنجہ
 کیا و نبی پاک صل اللہ علیہ وسلم کی عیب
 حاکم عورت یعنی اولاد کے ساتھ ان کی رگ
 ورائی وقت کے بعد کچھ زور رکھا
 و جو کچھ اس سے ذلت امیر انعام
 ہو سکتے ہیں بہ زیادہ دلالت کرنے والے
 ہیں اس کے بعد نصیب پر اس شخص کے عمل
 سے کہ جس نے قرآن پاک کے ادا کو
 جنت میں بھیجنا کہ اند میں یہ حال نہیں
 کرنا اس کا حال اس وقت کے حامل الخ
 مسلمانوں پر مبنی تھا لیکن وہ غریب و فقیر
 تھے و ان کے لئے سر سے صبر کے اور
 میں چارہ دار نہ تھا و فیضی اللہ انرا
 میں دفعہ دہا کا آتہ رہی ہو ی ہو کر
 رہے اور کسے ریا پسند و نصیب
 مسلمان تھا تو وہ ریا پسند تھا اس

و کسے دھندلے و کسے دھندلے و کسے دھندلے

ثُمَّ مِنْ مِّنْهُمْ عَلَى النَّفْثِينَ وَكَذَلِكَ
 بَصُرَ لَكَ ثِيَابُكَ لَمْ
 يَمُتْ بِكَ ثِيَابُكَ يَتَّبِعُونَ
 وَالطَّاهِرِينَ أَتَيْنَهُم مِّنْ مِّنْهُمْ
 فِي الْجَنَّةِ فَزَيَّنَّا لَهُمْ فِيهَا
 مِنْ لِّبَاسٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ وَكَذَلِكَ
 زَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ فِي الْقُرْآنِ
 فَلْيَسْمَعُوا أَصْوَاتَ اللَّهِ وَكَلِمَاتِ
 الرَّسُولِ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ وَكَذَلِكَ
 نَقُصُّ عَلَيْكَ الْقِصَّةَ الْأُولَىٰ وَكَذَلِكَ
 نَقُصُّ عَلَيْكَ الْقِصَّةَ الْآخِرَىٰ لَعَلَّ
 لَكَ تَقْوَىٰ لَدُنْكَ وَكَذَلِكَ
 نَقُصُّ عَلَيْكَ الْقِصَّةَ الْآخِرَىٰ لَعَلَّ
 لَكَ تَقْوَىٰ لَدُنْكَ وَكَذَلِكَ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

جہ سے یہ کہ جس سے یہ کہ

تفسیر روح المعانی

پھر مٹھن سے کہ غلامی سے بندہ کی بڑی خدمت سے کہ

پھر کہ جس سے کہ اس سے کہ اس سے کہ

بغض کہ اس سے کہ اس سے کہ اس سے کہ

پھر کہ اس سے کہ اس سے کہ اس سے کہ

کہ اس سے کہ اس سے کہ اس سے کہ

کہ اس سے کہ اس سے کہ اس سے کہ

کہ اس سے کہ اس سے کہ اس سے کہ

کہ اس سے کہ اس سے کہ اس سے کہ

کہ اس سے کہ اس سے کہ اس سے کہ

مٹھت کہ اس سے کہ اس سے کہ اس سے کہ

وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ

وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ

سک کے بعد فرماتے ہیں :-

وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ

تو یہ کہہ کر فرماتے ہیں :-

وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ
وَلَا تُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ خَزَائِنَ اللَّهِ

قسم ہے اس بات کی جو اللہ کو بھاری
درخت پیدا کرتا ہے اور آدمی کو نام فرماتا
ہے مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہر
مدد نہ کر مجھ سے محبت نہیں رکھے گا مگر
مومن اور مجھ سے بغض نہیں رکھے گا مگر
مناقیق

ہلے مخاطب آگیا کہ گارڈ مردود
بارے میں کیا دو احضرت اعلیٰ کریم اللہ
وہر سے محبت رکھتا تھا یا بغض نہیں
گمان کرتا ہوں کہ تو اس میں شک و شبہ
رکھے گا وہ یہ پیر اللہ حضرت علی کے
ساتھ محبت بغض و عداوت رکھتا تھا
کی طرح ان کے دونوں بیٹوں حسن و
حسین کے ساتھ بھی بغض و عداوت رکھتا
تھا جیسا کہ مذہبی طوط پر اجماع و بیہ منہ
میں پر دلالت کرتا ہے تو پھر تیرے لیے
ضروری ہے کہ نہ کہ وہ یقین منافق تھا

تو اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

بُذِرَ لَهُ اس سے کہ تمہیں نہ نفع
م نہ ضرر پہنچے اللہ ان پر کون سی اور

شک نہیں کرنا ہے والی ملک اور زمین میں فساد پیدا نہیں ہوگا۔
 روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کہیں مسجد کریم میں کھڑے ہونے کی جگہ پر
 منبر اہل حق پر پڑنے میں دن مسجد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے اذان و اذانہ کو،
 و حجاز میں مزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کئے، کعبہ معظمہ پر تہہ چھیننے، خدشہ
 پھانڈا اور جدا بدینہ حبیبہ کی پاک دامن پار سائیں میں شانہ روز اپنے غیبت لشکر پر جس نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارے کو زمین دن بے آب و در نہ رکھ کر تہہ ہزاروں
 تیغ ظلم سے پیسا زبح کیا: مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گود کے پلے ہوئے تن زہیر
 پر بے شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہو گئے۔ مسافر کو کہہ دو
 اللہ تعالیٰ و سلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا۔ مرم شہر خدرت
 خشکئے رسالت قید کئے گئے۔ اور بے حرمتی کے ساتھ اس غیبت کے دربار میں لائے
 گئے۔ اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا ملعون ہے وہ جو ان ملعونین
 کو فسق و فجور نہ جانے۔ قرآن کریم میں صراحتاً اس پر لَقِّنْهُمْ اللّٰهُ فرمایا۔ اے امام احمد اور
 ان کے موافقین اس پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعنہ
 تکفیر سے احتیاطاً سکوت کہ اس سے فسق و فجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال
 نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر۔ اور امثال و عیادت مشروط بعدم توبہ ہیں لقولہ
 فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غِيَاً اَلَمْ يَتَابَ اور توبہ تادم غزوة مقبول ہے اور اس کے عدم پر حزم
 نہیں اور یہی اتوط و اسلم ہے مگر اس کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام
 رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور فضالت و بددینی صاف ہے بلکہ
 امضایہ اس لیے تصور نہیں جس میں محبت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شہرہ ہو
 سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَنّٰی مُنْقَلِبٌ يُنْقَلِبُونَ۔ شک نہیں کہ اس کا قائل نامی مزار
 اور اہل سنت کا عدو و عنود ہے۔ ایسے گمراہ بددین سے مسئلہ مصافحہ کی شکایت ہے سو ہے

ہو جاتے اور یزید کو بادشاہ وقت تسلیم کر لیجئے ! مگر امام حسین نے یزید کو بادشاہ وقت تسلیم کیا اور صاف انکار کر کے یہ فرمایا (ما عندی لهذا جواب) پس اس پر حضرت یزید کے لشکر اگر ریاست سے کام نہ لیتے تو کیا کرتے۔ کیا پھر اسلام میں بھی تو ریاست موجود ہو جی اور ریاست کا اقتضا تو یہی ہے کہ جو کوئی بادشاہ وقت کی سلطنت سے انکار کر دے اور بادشاہ کا تہ مقابل بننا چاہے تو اس کو مار ڈالو۔ چنانچہ صحاح ہشت میں تصریح نہیں الفاظ کی حدیث ہے۔ (اذا اجتمع امرکھ احد شہ جاء الاخذ بید علیہ لامر فاضربوا عنقه) یعنی جبکہ امر سلطنت کسی ایک پر مجتمع ہو اور سلطنت کی بال کسی ایک کے قبضہ میں آوے اور اس کے بعد کوئی دوسرا شخص تہ مقابل بننا چاہے تو اس کی گول مارو۔ اور اس میں شک نہیں کہ احکام شریعت عام ہیں۔ اہل بیت وغیرہ سب کس میں یکساں شامل ہیں پس اگر یزید کے لشکر نے اس حدیث پر عمل کیا اور امام حسین پر تہ مقابل بننا چاہتے تھے تو انہوں نے کیا بت کیا؟ یونکہ امام حسینؑ کو منکر سے اس خیال پر گھنے تھے کہ تخت نصیب ہو گا باوجودیکہ ابن عباس وغیرہ تجربہ کار صحابہ کرام ان کو منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ اہل کوفہ کے خطوط پر نہ اعتماد کیجئے مگر امام حسین نے نہیں مانا اور اہل کوفہ نے جو متعدد خطوط ان کو لکھے تھے کہ آپ آئیے جب آپ تشریف لائیں گے ہم سب تمہارے ساتھ ہو جائیں گے اور یزید یوں کو نکال کر آپ کو تخت پر بٹھائیں گے چنانچہ آپ نے ان کے خطوط پر بھروسہ کیا اور آئے عمر اہل کوفہ نے وفائیں کی اور کوفہ ساتھ نہیں دیا اور اس لیے (کوئی ثابوتی) مشہور ہوا۔ چونکہ یزید یوں کو خبر لگی کہ امام حسین ہمارے تہ مقابل بننے کے لیے آئے۔ اس لیے انہوں نے یہ چالاک کی کہ آپ کو کوفہ میں آنے ہی نہیں دیا بلکہ راہ میں اور فراط کے اس پار آپ کو روک دیا۔ طرح طرح کی کوشش کی کہ امام حسین یزید کو بادشاہ وقت تسلیم کریں اور قتال کی نوبت نہیں لگے۔ چنانچہ پانی سرد اور قہم قہم کی نکالیفت دیں تاکہ امام صاحب کسی طرح مان جائیں اور قتال کا موقع درمیان

میں نہ اتنے جب یزیدی مجبور ہوتے تو انہوں نے کلاً باکدیت الذکور سیاست سے کام
 لیا پر شہادت کیوں ہوئی اور یہ بھی نہیں کہا جاتا کہ یزید کو بادشاہ تسلیم کرنا جائز تھا
 اس لیے امام حسین نے تسلیم نہیں کیا۔ اور بیان دے دی۔ کیونکہ یزید کو بہت سے صحابہ
 کرام نے بادشاہ وقت مان لیا تھا اور ان میں سے بہت ایسے بھی تھے جو مرتبے میں بگم
 قرآن امام حسین سے بیٹے تھے (قال اللہ تعالیٰ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ
 الْفَتْحِ وَنَاسٍ أُولَئِكَ أَنْفَقُوا مِنْ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتِلُوا بَيْنَ
 فَتْحٍ مِنْ قَبْلِ فَتْحِهِمْ) جہاد مالی و نفسی کیا ہے ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے ان لوگوں سے
 جنہوں نے بعد فتح مکہ کے جہاد مالی و نفسی کئے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ امام
 حسین و نیز امام حسن نے نہ جہاد مال اور نہ نفسی قبل فتح مکہ کئے کیونکہ یہ دونوں حضرات
 تو قبل فتح مکہ کے کم ہیں بچے تھے۔ پس وہ اصحاب کرام جنہوں نے قبل فتح مکہ کے جہاد مال و
 نفسی کئے ہیں بگم قرآن مرتبے میں بیٹے ہوئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان حضرات
 صحابہ میں سے بہت سے یزید کی سلطنت میں شامل تھے اور اس کو بادشاہ وقت تسلیم
 کر لیا تھا اس لیے یہ کہنا بھی غیر ممکن ہے کہ یزید کو بادشاہ وقت ماننا گناہ کبیرہ تھا کہ
 اس حدیث پر (الطاعة لمخلوق في معصية الخلق) امام حسین نے عمل کیا اور ان
 دسے دی۔ کیونکہ اگر ایسا مانا جائے گا تو ان صحابہ پر فسق کا الزام عائد ہوگا جس کو کرنی
 جتنی کہ نہیں سکتے ہیں پس معلوم ہو کہ یزید کو بادشاہ وقت تسلیم کرنا گناہ نہ تھا کیونکہ یزید
 دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو فاسق مسلمان مانا جائے گا یا کافر مانا جائے گا۔ اگر کافر بھی
 مانا جائے گا تو کافر کی اطاعت بھی فی غیر معصیۃ در وقت مجبوری جائز ہے۔ (قال اللہ
 تعالیٰ لَا يَنْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءُ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَقْتُلْ ذَلِكُمْ
 فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاتُوا) اور اس میں کوئی شک نہیں
 کہ واقعہ کہ بلا میں یزید کے طبعہ کو دیکھ کر ضرور یہ کہنا صحیح ہے کہ امام حسین کو اس پر ہر

پر قس کرنا ضرور جائز تھا مگر انھوں نے کہیں میں نہیں کیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان میں
 میں وارد ہے اسناد اشباب اہل الجنۃ، کیونکہ اس سے اور شہادت سے کوئی نہیں
 نہیں۔ اور یہ حدیث بھی بہ تقدیر صحت کے بطور ثبوت کے قابل نہیں کیونکہ صحابہ پر یہ
 بہت سے شباب ہوں گے جو (مَنْ أَتَفَقَّ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِ) میں داخل ہیں یہ
 ان کا مرتبہ یقیناً حسین سے بڑا ہے اور یہ بھی نہیں کہ شہادت پر اجماع ہے۔ وہ نہ ہوا
 کے لیے سند درکار ہے (واین ہو) یہ البتہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ امام حسین سے
 غلطی اجتہادی ہوئی اس لیے انھوں نے جان دے دی مگر اس میں میرا کلام
 نہیں کلام تو اس میں ہے کہ ہم لوگ کس دلیل کی بنیاد پر ان کو شہید سمجھیں گے، کیونکہ
 مجتہد کی غلطی صرف ان کے حق میں کام آنے والی ہے کہ کم از کم ایک اجاب ان کو مرد
 غیروں کے لیے حجت نہیں ہو سکتی۔ فقید جناب کی عادت شریعہ یہ ہے کہ ضرور جواب
 دیتے ہیں مگر نہ معلوم کس وجہ سے مجھے جواب نہیں دیتے ہیں بہر حال مطمئن ہوں کہ
 جواب سے ارشاد فرمائیے۔ جواب تفصیل ہوتا کہ دوبارہ تکلیف دہی کی نوبت نہ
 آئے۔ فقط۔

جواب ۱۔ یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ دوسرے سے
 نے جائز سمجھا۔ حضرت امام نے ناجائز سمجھا۔ اور گواہی میں انقیاد جائز تھا مگر واجب
 نہ تھا اور متمسک بالحق ہونے کے سبب یہ مظلوم تھے اور مقتول مظلوم شہید ہوتا ہے۔
 شہادت غزوہ کے ساتھ مخصوص نہیں پس ہم اسی بنائے مظلومیت پر ان کو شہید نہیں
 گے۔ باقی یزید کو اس قتال میں اس لیے معذور نہیں کر سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی غلطی
 کرتا تھا خصوصاً جبکہ حضرت امام آخر میں فرمانے بھی لگے تھے کہ میں کچھ نہیں کہتا۔
 کو تو عداوت ہی تھی۔ چنانچہ امام حسن کے قتل کی یہی تھی۔ اور مستحک کی اطاعت کا
 الگ بات ہے مگر مستط ہونا کب جائز ہے خصوصاً نااہل کو اس پر خود واجب نہ

کہ سب سے بڑا، پھر اہل حل و عقد کس کو خلیفہ بناتے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۷۷)
 ف: اس نے اپنے سوال میں ترشہ بات وارد کی ہے ان کا تفصیل جواب
 اس کتاب کے گزشتہ امداد آئندہ صفحات میں بفضلہ تعالیٰ درجین کو واضح طور پر ملے گا۔
 اس فتویٰ کے نقل کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ معلوم ہو جائے کہ جناب تھانوی
 صاحب کے نزدیک یزید کی حیثیت کیا ہے امداد آج بعض دہو بندی کہنے والے یزید پر
 سمجھ رہے ہیں۔ اور سنئے ایک سوال کے جواب میں یہی تھانوی صاحب دوسری جہاد
 میں ۱۔

فی الحقیقت واقعہ جالکاح جناب سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ خذو
 عَنْ أَجَابَةٍ وَتَبَيَّنَ عَلَى تَأْيِيدِهِ وَأَعْدَائِهِ اس قابل ہے کہ اگر تمام زمین و آسمان و محور و ملک و
 جن و انس و جہادات و بنادات و حیوانات قیامت تک یہ کہہ کر رو دیں کہ
 صَبَّحْتُ عَلَى مَصَابِقَ لَوَائِحِ
 صَبَّحْتُ عَلَى الْآيَامِ حِزْنَ لَيَالِيَا

تو بھی تھوڑا ہے مگر خیال کرنے کی بات ہے کہ جنگِ محبت میں رو دیں پیش تو جو حرکات
 ان کے خلاف تبلیغ ہوں ان کا ارتکاب ان حضرت کے ساتھ سخت عداوت کرنا ہے۔
 (بقدر ضرورت) فتاویٰ اشرفیہ ص ۷

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں ۱۔

بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر ہے کتبِ لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے کیونکہ قبر
 حسین کو حلال جانا کفر ہے۔ مگر یہ امر کہ یزید حلال قتل کو جانا تھا محقق نہیں لہذا اگر کفر
 کہنے سے احتیاط رکھے مگر ناسق بے شک تھا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷)

یہی گنگوہی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں ۱۔

یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں مگر جس کو محقق بنجارے

اور وہ ان سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی و خوش تھا اور ان کو مستحکم
اور جائز بنانا تھا اور یہ دن توبہ کے مگر کیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مستحکم
ہے۔ اور جو ملار اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول میں وہ مومن تھا اس کے بعد نہ ہوا
کہ وہ مستحل تھا یا نہ تھا اور ثابت ہوا یا نہ ہوا تحقیق نہیں ہوا پس بدون تحقیق اس لعن کے
لعن جائز نہیں۔ لہذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں
اور یہ مسئلہ بھی حق ہے۔ پس جواز لعن و عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم عقیدین کو
احتیاط سکوت میں ہے کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لعن
نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب۔ محض مباح ہے اور جو وہ عمل نہیں تو خورج
ہونا معصیت کا اچھا نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۶۱)

مولوی محمد قاسم صاحب نالوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں :-

بالجملہ با اصول اہل سنت عالیٰ یزید نسبت سابق مقابل شود نزد بعض کافر شدہ نزد بعض افراد متحقق نہ گشت۔ اسلام سابق مخلوط بفسق لائق شد۔ اگر حضرت امام کافر شس پنداشتند در خروج برد چہ خطا کردند۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ آہیں خاطر پسند خاطر افتاد مگر چنانکہ ممکن است نہ کفر کہنے نزدیک متمحق شود و نزدیکان شود ہمچنین خروج برد در حق ایں دال متصف نہ ابد بود اتفاق در تفسیر تفسیق و تعدیل و تحجیم کہے از ضرورت دینی باز نہ ہوتا

الحاصل اہل سنت کے اصول پر یہ بات
پہلی حالت بدل گئی بعض کے نزدیک وہ
کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک یہ کفر متحقق
نہ ہوا بلکہ ابھی پہلا اسلام فسق کے ساتھ
ہو گیا۔ اگر امام حسینؑ کو کافر سمجھا تو
خروج کرنے میں کیا غلطی کی؟ امام احمد
رحمۃ اللہ علیہ کی یہی بات پسند آئی چنانچہ
ممکن ہے کہ کسی کا کافر ہونا ایک شخص کے
نزدیک ثابت ہو اور دوسرے کے نزدیک ثابت
نہ ہو اس طرح جس پر خروج کرنے میں بھی اختلاف
ہو جائیگا اور تفسیر تفسیق تعدیل و تحجیم

محققیت۔

دفعہ میں کسی کا اتفاق یا اختلاف بہت زیادہ ہے۔

(منہجیات شیخ الاسلام ص ۲۵)

یہ بات محقق میں سے نہیں ہے۔

مولوی محمد طیب صاحب رحمہ دار العلوم دہلی فرماتے ہیں :-

بہر حال یزید کے فتنے و فجور پر حید صاحب کرام سب سے سب ہی متفق ہیں خود مساجد
ہوں یا مخالفین۔ پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علماء راغبین محدثین فقہاء
مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدر الدین عینی، علامہ سیستانی، علامہ ابن جوزی، علامہ سعد الدین
تفتازانی، محقق ابن تیمیہ، حافظ ابن کثیر، علامہ الکلیا المرآسی جیسے محققین بزرگ فتنے پر
علامہ سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں۔ تو اس سے زیادہ
یزید کے فتنے کے متفق علیہ ہو۔ نہ کہ شہادت اور کیا ہو سکتی ہے؟

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۸۹)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :-

فتنہ تو فتنہ بعض ائمہ کے یہاں تو یزید کی تکفیر تک کا مسئلہ بھی زیر بحث آگیا ہے
جن کو ان کے قلبی دواہی اور اندرونی جذبات کھلنے پر ان کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے
اس پر کفر تک کا حکم لگا دیا گویا جہور کا مسلک نہیں لیکن اس سے کم از کم اس فتنے
کی تصدیق اور تائید تو ضرور ہو جاتی ہے۔ (شہید کربلا اور یزید ص ۱۲۲)

غیر المقلدین کے امام نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں :-

ابن عباس کہتے ہیں میں نے حضرت کو خواب میں وقت دوپہر کے پریشان ہوئے
مرد آلودہ دیکھا ان کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی اس میں خون تھا میں نے کہا اے رسول
خدا یہ کیا ہے فرمایا خون ہے حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کا میں اس کو پاس اللہ عز و جل کے
لبہ جاتا ہوں۔ بعد چند روز کے خبر آئی کہ وہ اسی دن اسی گھڑی مارے گئے راہ آبستنی
لوگوں نے جنت کا نور حسینؑ پر سنا کہا اخرجہ ابو نعیم وغیرہ اور بہت سے لوگوں نے ذکر

کیا تب کہ جب ان کے سر شریف کو پاس یزید بن معاویہ کے لئے چلتے رہے ہیں
 اترے وہاں ایک بت خانہ تھا وہاں قبور کیا اس کی دیوار پر لکھا پایا
 اَرْجُوا اُمَّتًا قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةً جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ
 مقررنے نے خط میں ذکر کیا ہے کہ جب حسین مارت گئے آسمان رویا، اس نے
 یہی سرخی فلک کی ہے عطا ہے اس آیت میں قَاتِلَتْ تَعْلِيْقُهُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ کہا ہے
 بکاف و ہا حمزة اَطْرَافِہَا زمہری نے کہا ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ دن قتل حسین کے روز
 پتھر اجمار بیت المقدس میں کانٹیں اٹھایا گیا لیکن نیچے اس کے خون سے تازہ زخم
 دنیا میں دن تک تاریک رہی لشکر حسین کے اونٹوں کو بھر کر کے پکایا تھا وہ علقم کی
 ہو گئے کوئی شخص اُن کا گوشت نہ کھا سکا اور آسمان سے خون برساتی ہر شے خون آلود
 ہو گئی انتہی۔ زمہری نے کہا قاتلان حسین میں سے کوئی شخص نہ بچا لیکن آخرت سے پہلے
 دنیا میں بھی معاقب ہوا یا تو مارا گیا یا رُد سیاہ ہو گیا یا اس کی خلقت مغیر ہو گئی یا مدت
 سیر میں اس کا ملک زائل ہو گیا۔ سبط ابن الجوزی نے روایت کیا ہے کہ ایک بوڑھا آدمی
 فقط اس معرکہ میں حاضر ہوا تھا وہ اندھا ہو گیا اس سے پوچھا کیا سبب؟ کہا میں نے حضرت
 کو دیکھا کہ ذرا غبر بہنے لگے ہوئے ہاتھ میں نثار لئے ہوئے ہیں اور ایک نطع ہے اور اس
 پر دس نفر جنھوں نے حسین کو قتل کیا تھا مذبح پر پڑے ہیں پھر مجھ پر لعنت کی اور برا
 کہا اور ابک سلائی خون حسین کی میری آنکھوں میں چھیر دی میں صبح کو اندھا اٹھا یہ بھی
 ابن الجوزی نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے سر مبارک حسین کو گردن اس کے لٹکایا
 بعد چند روز کے وہ قار سے بھی زیادہ سیاہ رُو ہو گیا اور بہت بُری حالت پر مر گیا
 شخص نے یہ حکایت سُکر انکار کیا اُگ لپک کر اس کے بدن میں جا گئی اور اس کو مبر
 دیا (تشریف البشر بذکر الائمة الاثنی عشر ص ۱۹)

ابن عباس کہتے ہیں اللہ نے حضرت کو وحی کی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے عوض

ستر ہزار قتل کئے اور میں بعض نماز سے نواسے کے دو بار شریعت ہزار قتل کروں گا
 اخرجہ النحاکم وصححه وقال الذہبی فی التلخیص علی تہذیب مسلم
 حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ ایک طریق ضعیف سے آیا ہے کہ سنی نے رفع کما ہے کہ قابل
 حسین ایک تابوت نار میں ہے اسکو نصف عذاب اہل دنیا تک پہنچاتا ہے۔ بلوچی نے مختار
 و معادرات میں کہا ہے کہ کوفہ میں ایک سال چپک ہوئی ڈوبھ ہزار زندگی ن لوگوں کی
 جو حاضر و قاتل حسین تھے اندھ ہی ہو گئی نساں اللہ العالیۃ ۔

ف : قسۃ شہادت امام حسین کا تفصیل وار روایات صحیحہ کتاب سر شہادین
 میں لکھا ہے اس طرف مراجعت کرنا چاہیے۔ لعن یزید میں اختلاف ہے ایک گروہ اہل
 علم کے نزدیک امر و رضا بزید در بارہ قتل امام ثابت نہیں ہے وہ لعن سے منع کرتے
 ہیں۔ غزال وغیرہ کا میل اسی طرف ہے وہ کہتے ہیں ابلیس بالاجماع ملعون ہے لیکن
 اس پر لعنت کرنا مطلوب نہیں ہے اور نہ یہ لعنت کوئی عبادات و فضیلت رکھتی ہے بزید
 جلنے اور اللہ جلنے۔ دوسرا گروہ جس کے نزدیک یہ فعل بزید کا تھا وہ لعن کو جائز
 کہتا ہے نفاذانی اسی طرف جاتے ہیں اور کہا ہے عن لا توقف فی شانہ بل فی ابعاد
 لعنۃ اللہ علیہ و علی انصارہ و اعوانہ۔ راجح یہی ہے کہ سکوت افضل ہے اس
 شغل سے رہا یہ فقرہ بعض اشخاص کا کہ قتل الحسین لعین جہدہ مواسس سے اہل ایمان
 کے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں کوئی دلیل اس پر قائم نہیں ہے مجرد و سوسہ نظر
 ہے۔ (تشریف البشر ص ۵۲)

جناب ابو الاعلیٰ مودودی سابق امیر جماعت اسلامی لکھتے ہیں :-

یزید کے دور میں تین ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے پوری دنیائے اسلام کو
 لرزہ بر اندام کر دیا۔

پہلا واقعہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے۔ جب شبہ دو: بن عرق

پر سے پادریں تک امارتیں۔ اس کے بعد ان سمیت تمام ٹہراتے کر کے سرحد
 کوڑے ہائے گئے اور ابن زیاد نے: صرف برسر عام انکی نمائش کی بلکہ جامع مسجد میں سیر
 پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَظْهَرَ الْحَقَّ وَ اَخَذَ وَ نَصَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ
 بِزَیْدٍ وَ حَزْبِهِ وَ قَلَ الْکَذَابُ ابْنُ الْکَذَابِ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ وَ شِیْعَتُهُ۔ پھر اسے
 سریزید کے پاس دمشق بھیجے گئے اور اس نے پھر سے دربار میں انکی نمائش کی
 (اس پوری داستان کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو الطبری ج ۴ ص ۲۰۹ تا ۲۵۱)۔
 ج ۲، ص ۲۸۲ تا ۲۹۹۔ البدایہ ج ۸، ص ۱۰، تا ۲۰۰)

فرض کیجئے کہ حضرت حسین یزید کے نقطہ نظر کے مطابق برسر بغاوت ہی تھے تب
 بھی کیا اسلام میں حکومت کے خلاف خروج کر نیوالوں کے لئے کوئی قانون نہ تھا؟ آخر
 کی تمام بسوط کتابوں میں یہ قانون لکھا ہوا موجود ہے مثال کے طور پر صرف ہدایہ او اسکی
 شرح فتح القدیر، باب البغاة میں اسکو دیکھا جاسکتا ہے۔ اس قانون کے لحاظ سے
 دیکھا جائے تو وہ ساری کارروائی جو میدان کربلا سے لیکر کوفہ اور دمشق کے درباروں
 تک کی گئی اس کا ایک ایک جز قطعاً حرام اور سخت ظلم تھا۔ دمشق کے دربار میں جو کچھ یزید
 نے کیا اور کہا اس کے متعلق روایات مختلف ہیں۔ لیکن ان سب روایوں کو چھوڑ کر
 ہم یہی روایت صحیح مان لیتے ہیں کہ وہ حضرت حسین اور ان کے ساتھیوں کے سر دیکھ کر
 آبدیدہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں حسین کے قتل کے بغیر بھی تم لوگوں کی طاعت سے
 راضی تھا۔ اللہ کی لعنت ہو ابن زیاد پر۔ خدا کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو حسین کو معاف
 کر دیتا اور یہ کہ خدا کی قسم اے حسین میں تمہارے مقابلے میں ہوتا تو تمہیں قتل نہ کرتا۔ پھر
 یہ بھی سوال لازماً پیدا ہوتا ہے کہ اس ظلم عظیم پر اس نے اپنے سر پھر سے گورز کو کیا نزا
 دی؟ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس نے ابن زیاد کو نہ کوئی سزا دی۔ نہ اسے معزوں
 کیا نہ اسے مذمت ہی کا کوئی خط لکھا اسلام تو خیر بدتر ہما بلند چیز ہے۔ بڑی ہی گرفتار

شرافت کی بھی کوئی رقم ہوئی تو وہ سوچنا کر فتح مکہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے فائدان پر کیا احسان کیا تھا اور اس حکومت نے ان کے نواسے کے ساتھ سلوک کیا۔

اس کے بعد دوسرا سخت المناک واقعہ جنگ حرہ کا تھا جو ۳۱ھ کے آخر خود بزیہ کی زندگی کے آخری ایام میں پیش آیا اس واقعہ کی مختصر رواد یہ ہے کہ ابن ابی شہر نے بزیہ کو فاسق و فاجر اور ظالم قرار دیکر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس نے عامل کو شہر سے نکال دیا اور عبد اللہ بن خطلہ کو اپنا سربراہ بنا لیا۔ بزیہ کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے سلم بن عقبہ المری کو (جسے سلف صالحین مشرف بن عقبہ کہتے ہیں) ۱۲ ہزار فوج دیکر مدینہ پر چڑھائی کہہ لیے تھیں دیا اور اسے حکم دیا کہ تین دن تک اہل شہر کو اجالت قبول کرنے کی دعوت دیتے رہنا۔ پھر اگر وہ نہ یابنیں تو ان سے جنگ کرنا اور جب فتح پالو تو تین دن کے لیے مدینہ کو فوج پر مباح کر دینا۔ اس ہدایت پر یہ فوج گئی جبکہ ہوئی۔ مدینہ فتح ہوا اور اس کے بعد بزیہ کے حکم کے مطابق تین دن کے لیے فوج کو اجازت دے دی گئی کہ شہر میں جو کچھ چاہے کرے ان تین دنوں میں شہر کے اندر ہر طرف لوٹ مار کی گئی۔ شہر کے باشندوں کا قتل عام کیا گیا۔ جنہیں امام زہری کی روایت کے مطابق سات سو معززین (صحابہ) اور دس ہزار کے قریب عوام مارے گئے۔ اور غضب یہ ہے کہ وحشی فوجیوں نے گھروں میں گھس گھس کر بے دریغ عورتوں کی عصمت دری کی۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حتی قیل انه حملت الف امرة فی تلك الايام من غیر زوج (کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار عورتیں زنا سے حامل ہوئیں) اس واقعہ کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو الطبری ج ۴ ص ۲۷۲ تا ۲۷۹۔ ابن الاثیر ج ۳ ص ۳۱۳ تا ۳۱۴۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۱۹ تا ۲۲۱) بالفرض اہل مدینہ کی بغاوت ناجائز ہی تھی مگر کیا کسی باغی مسلمان آبادی بکے غیر مسلم باغیوں اور حربی کافروں کے ساتھ بھی

اسلامی قانون کی رو سے یہ سلوک جائز تھا اور یہاں تو معاملہ کسی اور شے کا نہیں، خاص
 مدینہ الرسول کا تھا جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات بخاری، مسلم، سنن
 اور مسند احمد میں متعدد صحابہ سے منقول ہوئے ہیں کہ لا یرید احد المدینۃ بسوء الا
 اذابہ اللہ فی النار ذوب الرصاص (مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی بُرائی کا ارادہ کریگا
 اللہ اسے جہنم کی آگ میں سیسے کی طرح پگھلا دیگا) اور من اخاف اهل المدینۃ ظلماً
 اخاف اللہ وعلیہ لعنہ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ یوم
 القیامۃ صرّفاً ولا عدلاً (جو شخص اہل مدینہ کو ظلم سے خوف زدہ کرے اللہ اسے حق
 زدہ کریگا۔ اس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے قیامت کے روز اللہ
 اس سے کوئی چیز اس کے گناہ کے فدیے قبول نہ فرمائے گا)

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ انھی احادیث کی بنیاد پر علماء کے ایک گروہ نے مزید
 پر لعنت کو جائز رکھا ہے اور ایک قول انکی تائید میں امام احمد بن حنبل کا بھی ہے۔ مگر
 دوسرا گروہ صرف اس لیے اس سے منع کرتا ہے کہ میں اس طرح اس کے والد یا صحابہ
 میں سے کسی اور پر لعنت کرنے کا دروازہ نہ کھل جائے۔ حضرت حسن بصری کو ایک مرتبہ
 یہ طعن دیا گیا کہ آپ جو بنی امیہ کے خلاف خروج کی کسی تحریک میں شامل نہیں ہوئے
 تو کیا آپ اہل شام (یعنی بنی امیہ) سے راضی ہیں؟ جواب میں انہوں نے فرمایا میں
 اور اہل شام سے راضی ہوں؟ خدا ان کا تاس کرے۔ کیا وہی نہیں ہیں جنہوں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم کو حلال کر لیا اور تین دن تک اس کے باشندوں
 کا قتل عام کرتے پھرے۔ اپنے نبی اور قطبی سپاہیوں کو اس میں سب کچھ کر گزرنے
 کی چھوٹ دے دی اور وہ شریف و نیاز خواتین پر حملے کرنے رہے اور کسی حرمت کی
 جنگ کرنے سے نہ رُکے۔ پھر بیت اللہ پر چڑھ دوڑے اس پر سنگ باری کی اور اسکو
 آگ لگائی ان پر خدا کی لعنت ہو اور وہ بُرا انجام دیکھیں (ابن الاثیر ص ۱۱۸)

نمبر دافعہ وہی ہے جس کا حضرت حسنؑ نے روضۃ العبدین میں فرمایا ہے۔
 بزرگ سے فاسخ ہونے کے بعد وہی فون جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں
 باوجود ہمچا باغیا حضرت ابن زبیرؓ سے لڑنے کے لیے مکہ پر حملہ آور ہوئی اور
 نے بقیع میں لگا کر خانہ کعبہ پر سنگ باری کی جس سے کعبہ کی ایک دیوار ٹکستے ہوئی۔
 چہ روایات یہ بھی ہیں کہ انھوں نے کعبہ پر آگ بھی برساتی تھی لیکن آگ گلنے لگی۔
 دوسرے وجوہ بھی بیان کئے جاتے ہیں البتہ سنگ باری کا واقعہ تفسیق مدینہ ہے۔

ان تمام احادیث اور روایات سے بزرگ کا کردار اس کی سیرت اور اس کا مظهر
 انھرمیں شمس ہے تمام صحابہ کرام۔ ائمہ عظام اور علماء اعظام اس کے فاسق و فاجر اور
 ظالم و شرابی ہونے پر متفق ہیں اور جہاں تک اس کے کافر ہونے اور مستحق لعنت ہونے
 کا تعلق ہے اس میں اختلاف ہے بعض نے حکم کھلا اس کی تکفیر کی اور اس پر موت
 کرنا جائز قرار دیا۔ اور بعض نے اس سے منع اور بعض نے سکوت اختیار کیا۔ کھلم کھلا
 یہ کہنا کہ وہ ظالم و فاسق۔ متقی پر مبزگار۔ نہایت صابک اور پابندِ صوم و صلوٰۃ اور مدبر
 کریم النفس اور علیم الطبع وغیرہ تھا۔ بالکل جھوٹ اور سراسر غلط ہے جس کا اصل
 سے کوئی تعلق نہیں۔ اباغفیدہ و نظیر اسی کا ہو سکتا ہے جس کے دل میں اہل بیت علیہم
 رضی اللہ عنہم کے بغض اور انفاق کا مرض ہو۔

اب خود یزید کے ہم عصر حضرات صحابہ و تابعین کا یزید کے متعلق بیان ملاحظہ ہو۔

یزید کے لہم عصر حضرت صحابہ و تابعین کا بڑے تعلق بیان

حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں :-

قَالَ اللَّهُ مَا خَرَجْنَا عَلَى يَزِيدَ
حَتَّى خِفْنَا أَنْ نَزِمَ بِالْحِجَارَةِ
مِنَ السَّمَاءِ إِنْ رَجُلًا يَنْكُحُ
الْأَمْهَاتِ وَالْبَنَاتِ وَالْأَخَوَاتِ
وَيَتَرَبَّ الْخَنَزَ وَيَدْعُ الصَّلَاةَ
طَبَقَاتِ ابْنِ سَعْدٍ ص ۶۱

خدا کی قسم! ہم یزید سے خوف اس وقت
اٹھ کھڑے ہوئے جب ہمیں یہ خوف لاحق
ہو گیا کہ اسکی بدکاروں کی وجہ سے ہم پر
آسمان سے پتھر برس پڑیں۔ کچھ نگہ یہ
شخص (یزید) ماؤں بیٹیوں اور بہنوں
کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتا اور شراب

ایک اٹیر ص ۶۱ پیتا اور نمازیں چھوڑتا تھا۔

حضرت عمر بن عبیدہ فرماتے ہیں کہ یزید نے اپنے والد کے عین حیات میں ایک حج
کیا جب وہ مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے شراب کی مجلس قائم کی۔ اتفاق سے حضرت عبد اللہ
بن عباس اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور ملاقات کی اجازت چاہی
تو ابن عباس کو تورک دیا گیا اور امام حسین کو اندر آنے کی اجازت دی گئی جب آپ
تشریف لائے تو آپ نے کہا سبحان اللہ! یہ خوشبو کیسی ہے؟ یزید نے کہا یہ ایک خوشبو
ہے جو شام میں بنتی ہے!

ثُمَّ دَعَا بِقُدْحٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ
دَعَا بِأَخْرَقٍ فَقَالَ اسْقِ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ
فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْكَ
شَرَابُكَ إِنَّمَا الْمَرْءُ لَا عَيْنَ
عَلَيْكَ مِثْنِ فَقَالَ يَزِيدُ هـ

پھر اس نے شراب کا ایک پیالہ منگوایا اور
پیا۔ پھر دوسرا منگو کر کہا۔ لو ابو عبد اللہ
پیو! امام حسین نے فرمایا۔ یہ تو اپنے پاس
ہی رکھ میں دیکھتا بھی نہیں یزید نے یہ
اشعار پڑھے۔ اے دوست سخت تعجب

لَا يَأْتِيهِمْ شَيْءٌ إِلَّا بِمُحْجَبٍ - ذَعْوَتُ
 دَوْلَتِ مُنَجَّبٍ - رَأَى الْفَتَيَاتِ
 وَالشَّهَوَاتِ وَالصَّهْبَاءِ وَالطَّرِيبِ
 وَبَاطِنِيَّةٍ مُكَلَّلَةٍ عَلَيْهَا سَادَةٌ
 الْعَرَبِ وَفِيهِمْ أَتَقَاتِلُ
 فَوَادُكَ ثُمَّ لَمْ تَنْبُ فَنَهَضَ
 الْحُسَيْنُ وَقَالَ يَا فَوَادُكَ يَا ابْنَ مَعَاوَةَ
 تَبَلَّتْ ابْنِ ابْنِ مَعَاوَةَ

ہو کہیں نجد کو پیش نہ آئے
 اور تو قبول نہیں کرنا نوجوانانِ عرب
 طرب اور مصروفیت میں پرستش نہ کر
 ہوتے ہیں۔ ان نازنین عورتوں میں
 ہے جس کی تمہارے دل میں محبت ہو
 بھی تم رجوع نہیں کرتے؟ ہم مسیر
 کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے ابن معاویہ
 بلکہ تمہارے دل پر اس کا قبضہ ہے

علامہ ابن جوزی امام قرطبی اور امام طبرانی رحمہم اللہ نقل فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا
 کے بعد یزید نے اپنے چچا زاد بھائی عثمان بن محمد بن ابوسفیان کو مدینہ منورہ کا گورنر
 کیا اور اس کو کہا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لے۔ اس نے مدینہ طیبہ اگر ایک وفد
 تیار کیا اور اسکو بغرض بیعت یزید کے پاس بھیجا۔ یزید نے ان کو بدیئے اور تختہ نشین
 مگر بایں ہمہ یزید کے متعلق اس وفد کا بیان یہ ہے :-

فَلَمَّا رَجَعَ الْوَفْدُ أَظْهَرُوا شَتْمَ
 يَزِيدَ وَقَالُوا قَدْ مَنَّا مِنْ عِنْدِ
 رَجُلٍ لَيْسَ لَهُ دِينٌ يَشْرَبُ
 الْخَمْرَ وَيَعْرِفُ بِالطَّنَائِيرِ وَيَلْعَبُ
 بِالْكِلَابِ وَإِنَّا نَشْتَدُّكُمْ أَتَانَا قَدْ
 خَلَعْنَا وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ
 أَبِي عُمَرَ بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُخَزُّومِ قَدْ
 خَلَعْتُ يَزِيدَ كَمَا خَلَعْتُ عَمَّا

پس جب وہ وفد واپس لوٹا تو انہوں نے یزید
 کی برائیاں ظاہر کیں اور کہا کہ ہم ایسے شخص
 پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں ہے شراب
 پیتا اور طنپوں سے بجا تاکہ گانے بجانے والے
 کے پاس بیٹھے گاتے بجاتے رہتے ہیں اور
 وہ کتوں کے ساتھ کھیتا رہتا ہے ہم جہد
 سامنے گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اسکی بیعت
 توڑ دی۔ عبداللہ بن ابی مرثد بن حنظلہ

وَمِنْ رَحْمَةِ رَئِيسِهِ
وَبَيْتٍ ذُو قُرُونٍ مَعَهُ
قَدْ وَصَّاهُ وَاحْتَفِلَ
بِجَانِزَتِهِ وَلِيَكُنْ عَدُوًّا
يَسْتَكْبِرُ وَقَالَ آخِرُ قَدْ خَلَقْتُهُ
كَمَا خَلَقْتُ نَعْلِي حَتَّى كَثُرَتْ
اَسْمَائُهُ وَالنِّعَالُ
وَقَالَ وَنَامَ ۝

خداوند نے کہا کہ جو پرانے بیت کے
دیار میں حقیقت یہ بت کر دو کہ تم
شرابی ہو اور میں اس کی بیعت کر چکا
ہوں تاہم میں اس کو بتایا کہ اس پر
کرتا ہوں اور یہ کہ کرنا عامر سے اس کے
ایک اور شخص نے کہا میں اس کی بیعت کر چکا
ہوں جس طرح میں اپنی اس جوتی سے نکلتا ہوں
پھر سب اس طرح کرنے لگے یہاں تک کہ
اور جوتیوں کا ڈھیر ہو گیا۔

حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان لوگوں کے سامنے کہا۔

إِنَّهُ قَالَ جَدِّي بِسَيِّئَةِ الْغَيْثِ وَلَا
يَنْتَعِي مَا صَنَعَ بِي أَدَّ أَخِي كَع
خَبْرُهُ وَاللَّهِ أَنَّهُ يَشْرَبُ الْخَمْرَ
وَاللَّهِ أَنَّهُ لَيَسْكُرُ حَتَّى يَسْدَغَ
الضُّلُوعُ دَابَّ اِثْرُ مِثْلِهِ دَابَّ اِثْرُ مِثْلِهِ ۝

کہ جنگ یزید نے مجھے ایک لکھ درہم نعام دیا
ہے مگر اس کا یہ سلوک مجھے اس امر سے باز نہیں
رکھ سکتا کہ میں تمہیں اس کا حال نہ سناؤں
کی قسم وہ شراب پیتا ہے اور اسے اس قدر
نشر ہو جاتا ہے کہ وہ ناز ترک کر دیتا ہے۔

انام الاولیاء حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ نے
اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنایا جو حد
درجے کا نشہ باز شرابی، ریشمی کپڑے پہنتا
اور غلو سے بھگتا تھا۔

وَأَسْتَخْلَفَ بَعْدَهُ ابْنَهُ سَكِينًا خَيْرًا
يَلْبِسُ الْحَدِيثَ وَيَضْرِبُ بِالْأُظْطَانِ
بِإِثْرِهِ ۝

جب امیر معاویہ نے یزید کو دن عہد بنانے کا فیصلہ کیا اور مختلف شہروں سے
لوگوں کو جمع کیا تو اس اجتماع میں لوگوں نے تقریریں کیں۔ یزید بن مقفع الحذری نے کہا۔

یہ امیر المؤمنین معاویہؓ کا خط
 یہ یزید امیر المؤمنین ہونے کا اس سے خط
 اس کا فیصلہ یہ خود کریں امیر معاویہؓ
 کہا۔ آپ مجھ جلیئے! آپ سیتہ لعل ہیں

هَذَا هَذَا امير المؤمنين وَاشار به على
 فان قال هذا وَاشار به عليه فَمِنْ ابي
 قَهْمَةٍ وَاشار الى سَفِيهِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِمَ
 وَكُنْتَ سَيِّئَةَ الْخَطْبَارِ . بن تيمية

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت احنف بن قیس انصاریؓ سے جو ابھی تک عاشق و محب تھے

ابوالجر! تم کیا کہتے ہو؟

انھوں نے کہا اگر ہم سچ کہیں تو آپؓ کو
 ڈر ہے اور اگر جھوٹ کہیں تو لڑنے کا خوف ہے
 امیر المؤمنین! آپؓ بڑے کیل و نہار نظر ہو
 باطن اور خلوت جہالت سے خوب واقف
 ہیں۔ اگر آپؓ اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے
 لیے واقعی پسندیدہ و بہتر خیال کرتے ہیں تو اس
 کے لیے کسی سے مشورہ لینے کی ضرورت نہیں
 اور اگر آپؓ اس کے متعلق اس کے علاوہ خیال رکھتے
 ہیں تو رابی آخرت ہوتے ہوئے اس کو سزا کو توڑ
 دینا بنا کر اس کو حوالے دیکھئے، ویسے بھلا
 تو یہی ہے کہ ہم کہہ دیں سمیعنا واطعنا کہ ہم
 نے سنا اور مانا۔ اس پر شامیوں میں سے
 ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم نہیں جانتے
 کہ معادی عراقی توگ کیا کہہ رہے ہیں؟ بات
 یہ ہے کہ ہمارے پاس سمع و اطاعت بھی

فَقَالَ تَخَافُكُمْ اِنْ صَدَقْنَا وَ
 تَخَافُ اللهَ اِنْ كَذَبْنَا وَاَنْتَ يَا
 اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَعَمَّ بَيْنِي وَ
 فِي لَيْلٍ وَ نَهَارٍ وَ سِرٍّ وَ عَلَانٍ
 وَ مَخْلَعٍ وَ مَخْرَجٍ فَاِنْ كُنْتَ
 تَعْلَمُهُ يَه تَعَالَى وَ لِلْأُمِّيَةِ رِضًا
 فَلَا تُشَاوِرْ فِيهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ
 فِيهِ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا تَزِدْكَ
 الدُّنْيَا وَاَنْتَ صَارِ الْمَحْ
 الْآخِرَةِ وَاِنَّمَا عَلَيْنَا اَنْ نَقُولَ
 سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَ قَامَ رَجُلٌ
 مِنْ اَهْلِ الشَّامِ فَقَالَ مَا نَدْرِي
 مَا أَقُولُ هُدِيَهُ الْمُعْصِيَةُ
 الْعِصْيَانُ وَاِنَّمَا عِنْدَنَا سَمْعٌ
 وَ طَاعَةٌ وَ ضَرْبٌ وَ اَذْيَالٌ

ابن اثیرؒ

ہے اور گوارہ قوت بھی ہے۔

حضرت محمد بن عمرو بن عزم رضی اللہ عنہ جو مدینہ منورہ سے آئے تھے، انھوں نے فرمایا۔

إِنْ كُلَّ رَاغٍ مَسْئُولٌ عَنْ رَجَبِيهِ فَأَنْظِرْ مَنْ تَوَلَّى أَمْرًا مِنْ مُحَمَّدٍ (یعنی اگر میرے واسطے فاحشہ معادیتہ بمصر جتنے جَعَلَ يَتَنَفَّسُ فِي يَوْمٍ شَاتٍ ثُمَّ وَعَلَهُ وَصْرُهُ

کہ بیشک ہر راعی سے اس کے وسیعے متعلق پوچھا جائیگا۔ لہذا آپ مجھے اپنے کتابِ مکتبہ میں صلی اللہ علیہ وسلم سے معاویہ کا والی کن کو بابت ہیں؟ پرسش کر امیر معاویہ کچھ ایسی سوچ میں پڑ گئے کہ کافی دیر تک نہ کہہ سکے رکھ دے مری کے موسم میں ان سانس بھرنے لگا پھر ان کو انعام دے کر واپس بھیج دیا۔

ابن اثیرؒ

حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ بزرگ غیر شرعی حرکات کی وجہ سے اس کے سخت مخالف تھے۔ حضرت معاویہ نے جب بزرگی کی بیعت کے لیے ممالکِ محدودہ سے وفود طلب کئے تو انہیں بھی مدینہ والوں کے ساتھ زبردستی بیعت کے لیے بھیجا گیا۔ جب یہ شام پہنچے تو انھوں نے بزرگ کے ندیم خاعس سلم بن عقبہ مسرف کے ملنے سے کہا۔

أَفْ سَرَجْتُ كُرْهًا بَيْعَةً هَذَا الرَّجُلُ زَقَدَ كَانَ مِنَ الْقَضَاءِ وَالْقَمَرِ وَخَرُوجِي إِلَيْهِ رَجُلٌ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَنْكُحُ الْحَرَمَ ثُمَّ نَالَ مِنْهُ فَلَمْ يَتَرَكْ ثُمَّ قَالَ لِمُسْرِفٍ أَجَبْتُ أَنْ أَضَعَ ذَلِكَ عِنْدَكَ فَقَالَ مُسْرِفٌ أَمَا إِنْ أَذْكَرَ ذَلِكَ لَا مِيرَالِي مَنِيَسَ يَوْمِي لِهَذَا أَفْلاو

نہیں اس شخص (بزرگ) کی بیعت کیلئے جبر بھیجا گیا ہوں اور میرے آنے کو قضاہ و قدر کے سوا کیا کیا جلتے جو شخص شراب پینا ہو اور عورت کے ساتھ نکاح کرے (وہ کس طرح مستحق بیعت ہے) پھر انھوں نے بزرگ کو تمام بڑا کہا کہیں اور مسرف کے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ بات تم اپنے تک رکھنا۔ مسرف نے کہا میں آج تو امیر المؤمنین سے اسکا ذکر نہ کر دوں گا۔

اتو لا اقلد ولكن لله على عهد و
ميشاق الا تسكني يد ابي منك و ليد
عليك مقبرة الا ضربت الذي فيه
غيتاك (رسالت ابن سعد ص ۱۸۴)

دینوری کا بیان ہے کہ حضرت معقل نے یہ بھی کہا تھا کہ میں مدینہ منورہ واپس ہوں
اس فاجر و فاسق کی بیعت توڑ کر مہاجرین میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ (انجیر
الطلال ص ۱۲۸)

چنانچہ انھوں نے جو کچھ کہا تھا کر دکھا یا جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے
حجاز میں خلافت کا دعویٰ کیا تو انھوں نے بیعت کی مسلم بن عقبہ سرف اس وقت نراں
پر قابو نہ پاسکا لیکن ایام حرہ میں جب وہ مدینہ طیبہ آیا اور قتل و غارت کیا تو حضرت معقل بھر
مدینہ طیبہ کے لوگوں کے ساتھ گرفتار ہوئے اور اس کے سامنے پیش کئے گئے معقل یہاں
تھے مسلم نے کہا پہلے معلوم ہوتے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں! مسلم نے شہرت بادام
بنانے کا حکم دیا۔ پلا کر کہا کہ اب کسی مفرح چیز کی خواہش نہیں کر سکو گے۔ پھر نوافل بن
مناحن کو حکم دیا کہ اٹھ اور اسکی گردن مار دے۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی اور یہ صحابی رسول
اس کے ظلم کا شکار ہو گئے۔ (ابن سعد ص ۱۸۳)

خود یزید کے ساتھی ابن زیاد کے نزدیک یزید کا مقام کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

و بعتنا ابا عبیدہ اللہ بن زیاد
یا مرہ بالمیسرا فی الیمنۃ و محاصرۃ
ابن الزبیر بمکۃ فقال و اللہ
لا جمعتہما للفا سق قتل
ابن رسول اللہ و غزو الکعبۃ

پھر یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو زکوہ
کو مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے اور مکہ
میں حضرت عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کرنے
کا پیغام بھیجا تو اس نے کہا خدا کی قسم! میں
اس فاسق (یزید) کے لیے قتل ابن رسول

ثُمَّ اَرْسَلَ يَلِيْدُ يَعْتَبِرُ

رہو پہلے کر چکا ہوں اور کعبہ میں رکھی ہو
کو اپنے لیے بات نہیں کر دینا۔ پھر اس نے
کی طرف حضرت نامہ بھیج دیا۔

ابن اثیر ۲۵۴

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت
کی خبر ملی تو انھوں نے لوگوں کے سامنے جو اقرار کی ملاحظہ ہوا۔

”اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوات و سلام کے بعد
فرمایا: عراق میں سوائے چند افراد کے سب غدار اور فاجر ہیں خصوصاً اہل کوفہ بڑے شر
میں۔ انھوں نے حضرت حسین کو بلایا کہ وہ انکی ضرورت مدد کریں گے اور انکو اپنا والی بنائیں گے
اور جب حضرت حسین ان کے پاس گئے تو وہ دشمن کے ساتھ مل کر ان پر حملہ آور ہو گئے اور
کہا تم اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھوں میں دے دو تو ہم تمہیں ابن زیاد بن سمیہ کے پاس بھیج دیں
گے تاکہ تمہارے معاملے میں اپنا حکم جاری کرے یا پھر ہم سے جنگ کر دو! امام حسین نے دیکھ
کہ وہ اور ان کے اصحاب تعداد میں قلیل ہیں اور ان کے مقابلے میں لوگ بہت زیادہ ہیں
بائیں ہمارے انہوں نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے
اور ان کے قاتل کو ذلیل کرے۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ اہل عراق نے جو ان کی نافرمانی
کی اور غدار بن کر مخالف کی دوسروں کے لیے نصیحت حاصل کر لے اور اہل عراق سے باز رہنے
کے لیے کافی ہے جو مقدور ہو چکا ہے وہ جو کر رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا ارادہ
فرماتا ہے تو اسے رد کیا نہیں جاسکتا۔ کیا امام حسین کے واقعے کے بعد ہم اہل عراق سے ملنے
ہو سکتے ہیں اور ان کو پتہ سمجھ سکتے ہیں؟ اور ان کے وعدوں کو قبول سکتے ہیں؟ نہیں خدا
کی قسم! ہم ان کو اس کا اہل نہیں سمجھتے وَاللّٰهِ لَقَدْ قَتَلُوْهُ قَتْلًا بِاللَّيْلِ قِيَامًا كَثِيْرًا
فِي النَّهَارِ صِيَامًا اَحَقُّ بِاَهْلِهِمْ مِنْهُمْ وَاَوْلٰى بِهِ فِي الدِّيْنِ وَالْقَضٰی اَمَّا وَاللّٰهُ مَا
كَانَ يَبْدُلُ بِالْقُرْآنِ عَمَّا وَلَا بِالْبَكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى اَوَّلًا بِالصِّيَامِ شَرِبَ الْخَمْرَ

ولا بالحال فی حق الذکر کلاب العید یمرض من بد فسه و یلقون علیہم
 خدا کی قسم! (اشہد انھوں نے) اپنے شخص (امام حسین) کو قتل کیا ہے جو کہ تم میرے
 اور صائم ہمارے تھے جو ان سے ان امور (صلوات) نے زیادہ تقار تھے اور اپنے دین و
 فضیلت و بزرگی میں ان بہت بہت تھے خدا کی قسم! وہ قرآن شریف کے ہر لفظ کی پیروی
 والے نہ تھے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ان کے گریہ و بکا کی کوئی انتہا نہ تھی وہ رازوں و
 شراب کے پینے سے نہ بدلا کرتے تھے اور ان کی مجلسوں میں ذکر اسی کی بجائے شکاری گزروں
 کا ذکر ہوتا تھا یہ باتیں انھوں نے بڑے کے متعلق کسی نہیں پس غریب یہ کہ جو قرآن و
 نبی میں باتیں تھے۔

اور انھوں نے سی بڑے کے یہ عیوب بیان کئے :-

و عات بزیہ بشرب الخمر	کہ بزیہ شراب پینے و دکتوں کے ساتھ
و اقلب ینکذب و ینہار	کھینٹنے اور دین کی حق و توہین کرنے میں
و لذین و اھمرب تب	مشہور نہ اور سی حد تک بہت سی
جورۃ لیوں بہ	برائیاں بظاہر ہیں۔

و حضرت محمد بن تغیر بزیہ کے پاس جاکر قیام کرنا اور اس کے پاس نہ رہنے
 ہونے، نیوکار ہونے عالم و فاضل اور متبع شریعت نبوی ہونے کی شہادت دینا
 اس کے متعلق صرف یہی جواب کافی ہے کہ یہ کسی صحیح سند ثابت نہیں ہے۔ ان کلمہ
 نے بھی ہدایہ و انہماک میں اس کو بلا سند روایت کیا ہے جو معتبر نہیں ہے

اموی غلیظہ حضرت عسہ بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک مرتب ایک
 شخص نے بزیہ کا ذکر کرتے ہوئے اس کو میر المؤمنین کہا۔ حضرت عسہ بن عسہ
 نے سنت نایاض ہو کر فرمایا نقول امیر المؤمنین و امر بفسق و فساد
 سوظلاً تو بزیہ کو امیر المؤمنین کہنا ہے! پھر اس کو (بطور سزا) بیس کوڑے
 لگوئے۔ (تمذیب التہذیب ص ۱۱۳)

سوال نمبر ۲

اگر یزید واقعی فاسق و فاجر اور ظالم و شرابی وغیرہ تھا تو ان صحابہ کرام کے بارے میں کیا کہا جائے گا جنہوں نے اس کی بیعت کر لی تھی۔ انہوں نے اس کی بیعت کیوں کی۔ کیا ان پر فاسق و فاجر کی بیعت کا الزام عائد نہیں ہوتا؟ اگر نہیں ہوتا تو پھر امام حسین پر الزام عائد ہوتا ہے کہ انہوں نے یزید کی بیعت سے کیوں انکار کیا اور کیوں اس پر خروج کیا؟ اب ان دو صورتوں میں سے ایک صورت کو لازماً اختیار کرنا پڑے گا۔

(۱) اگر امام حسین حق پر تھے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے یزید کی بیعت کی یقیناً غلطی پر تھے۔ اور ان پر فسق کا الزام عائد ہوگا۔

(۲) اور اگر وہ صحابہ کرام حق پر تھے تو حضرت امام غلطی پر تھے اور ان پر خروج و بغاوت کا الزام عائد ہوگا؟

جواب وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے یزید کی بیعت کی تھی وہ بھی حق پر تھے اور حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ بھی حق پر تھے۔ کسی پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ دونوں نے شریعت مطہرہ پر عمل کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ شریعت مقدسہ کے احکام دو قسم پر ہیں۔ مبنی بر رخصت اور مبنی بر عزیمت۔ مثلاً

ایک مسلمان ظالموں یا کافروں کے زہد میں آجاتا ہے اور وہ اسکو کلمات کفریہ کہنے پر مجبور کرتے ہیں اور بصورت دیگر اسکو طرح طرح کی دھکیاں دیتے ہیں کہ تجھے مار

دیا جائے گا یا تیری سنت و آبرو کوٹ لی جائے گی۔ یا تیرا دل پھین لیا جائے گا۔ اور اگر ہمیں
 بھی فوری شمار و علامات سے یہ سمجھنا ہے کہ اگر میں ان سے کہنے سے مطابق حجت ذریعہ
 کموں کا تو واقعی ان کے ظلم و ستم کا شکار ہو جاؤں گا اور میرے دونوں ہاتھوں کی جالوں کا نور
 بے سو کے غم میں شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ ان کے ظلم و ستم سے پہلے
 کے لیے زبان سے کفریہ کلمات کہہ دے مگر شرط یہ ہے کہ اس کا دل ایمان و حق پر مطمئن ہو
 اس کا نام ہے "رخصت" اسی کو چونکہ شریعت نے اس کی اجازت دی ہے اور اس نے شہادت
 کے حکم پر عمل کیا ہے لہذا ہم اس پر کسی قسم کا الزام عائد نہیں کر سکتے۔ اگر ہم اس پر الزام
 عائد کریں گے تو یہ ہماری نادانی ہوگی اور اگر وہ ظالموں اور منافقوں کے سامنے حق اور
 ایمان پر ڈٹ جائے اور ان کے ظلم و ستم کو برداشت کرے اور زبان پر کلمات کہے یہ نہایت
 یہاں تک کہ جان دے دے تو وہ مجاہد اور شہید ہے اور شریعت نے اس کو افضل جہاد
 قرار دیا ہے۔ اس کا نام ہے "عزیمت" اور یہ رخصت سے افضل ہے۔ تو جس نے شریعت
 کے حکم کے مطابق افضل جہاد کیا ہے میں برگزیدہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم اس پر بھی کسی قسم
 کا الزام عائد کریں اگر ہم اس پر الزام عائد کریں گے تو یہ ہماری حماقت ہوگی۔

شریعت مطہرہ کے اس اصول کے مطابق جن صحابہ کرام نے یزید کی بیعت کر لی
 تھی اسکو خلیفہ برحق یا امام عادل سمجھ کر نہیں کی تھی بلکہ آپس کے جدال و قتال اور فتنہ و
 فساد اور اس کے ظلم و شر سے بچنے کے لیے کی تھی۔ لہذا ان کا عمل رخصت پر تھا چنانچہ
 علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:-

وَلَمَّا حَدَّثَ فِي يَزِيدَ
 مَا حَدَّثَ مِنَ الْفِسْقِ اخْتَلَفَ
 الصَّحَابَةُ حِينَئِذٍ فِي شَأْنِهِ
 فَسَفَهُوا مِنْ زَانَةِ الْخُرُوجِ

اور جب یزید میں فسق و فحور کی وہ باتیں سنی
 ہو گئیں جو ہونی تھیں تو صحابہ میں اس کے
 بارے میں اختلاف رائے ہو گیا بعض نے
 اس کے فسق و فحور کی وجہ سے اس پر خروج

یعنی اس کے بعد کھڑے ہوئے۔
 اسی بیعت کوڑنے کو ضروری سمجھا جیسا زعمہ
 امام حسین اور عبداللہ بن زبیر اور ان پرورد
 نے کیا اور بعض نے فتنہ اور بہت زیادہ
 قتل و غارت کے نظرات اور ان کے روک
 تھام سے غر مجسوس کرتے ہوئے اس پر
 خروج کرنے سے انکار کیا۔ کیونکہ اس وقت
 یزید کی قوت و شوکت بنی امیہ کی عصبیت
 تھی۔

عَلَيْهِ وَ تَقْصُصُ الْبَيْعَةَ مِنْ أَجْلِ
 ذَلِكَ حَتَّى فَعَلَ الْحُسَيْنُ
 بِبَيْعَةِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَمِنْ
 تَبَعِهِمْ فِي ذَلِكَ وَ مِنْهُمْ
 مَنْ بَايَهُ بِمَا فِيهِ مِنْ إِثَارَةٍ
 اخْتَلَفَتْ وَ كَثُرَتْ الْقَتْلُ مَعَ الْبَعْزِ
 عَنِ الْوَفَاءِ بِهِيَ لِأَنَّ شَوْكَتَ يَزِيدَ
 بَنِي مُبَذَّيْنِ عَصَابَةُ بَنِي مُنِيَّةٍ
 مقدمہ ابن خلدون ص ۱۷۷

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ جن صحابہ نے یزید کی بیعت کی اور اس پر خروج
 نہیں کیا وہ اس کے خلیفہ برحق یا امام عادل ہونے کی وجہ سے نہ تھا بلکہ وہی فتنہ و فساد اور
 قتل و غارت سے بچنے کے لیے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر فتنہ و فساد کی آگ خبر تک اٹھی تو
 اس پر قابو پانا مشکل ہو گا لہذا انھوں نے "رضعت" پر عمل کر لیا۔

اور امام عالی مقام حق اور ایمان پر ڈٹ گئے اور اس پر خروج کیا اور اس سلسلے
 میں بزیروں کے بے پناہ مظالم برداشت کئے۔ یہاں تک کہ اپنی اور اپنے رفقاء کی جانیں
 دے دیں مگر قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ آپ کا عمل "عزیمت" پر مبنی تھا۔ آپ نے افضل ترین جہاد
 کیا۔ لہذا آپ مجاہد اعظم اور شہید اکبر ہیں۔

اگر آپ ایسا نہ کرتے تو "عزیمت" کی مثال کیسے قائم ہوتی اور آنے والی سولہ
 کے بہادر افراد، ظالموں اور جابروں کے سامنے حق و صداقت پر ڈٹ جانے والے دلوں العزم
 مجاہد کس کی استقامت و جاں بازی کو سامنے رکھتے۔ کس کی بے ادبی سے منکر اور کٹھن اوقات
 میں ان کا سہارا اور ثابت قدمی کا باعث بنتی۔ اور یہ کیسے معلوم ہوتا کہ ایک فوج کا مرکزی

ایسی بھی مرقی ہے۔ مگر اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:-

تیغِ لاجپوں از میاں بیرون کشید! اور گد رباب باطل خوشید

نقشِ آتش بر صحرا فرشت سطر عزنِ نجات مانا نش

اسی طرح اگر بخت کی مثال قائم نہ مرقی تو آئے دل نسلوں کے وہ فرادہ جو
و صداقت پر قائم تو ہوتے مگر نسلوں اور جباروں کے ساتھ مقابل کرنے کی طاقت نہ تھی
یا مسلمانوں کے آپس کے بدل و قتال کو روکنے اور فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے وہ کسی
کردار و عمل کو سامنے رکھ کر رخصت پر عمل کرتے، سی بیٹے تو رسولِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میرے صحابہ ساراں کی مانند ہیں اور ان کی قیدِ جاہلیت ہے خواہ رخصت پر نہ
یا عیت پر نہ جو عہد بہت نفس ہے تو عیت پر عمل بھی فاضل ہوگا۔

جس پر میں محنت، مہال سنت موی، محمد رضاں صاحبِ رحمتات میر و ما

ہیں۔

ب دو صورتیں تھیں یا خوفِ حق اس پر حید کی وہ امن بیعت قبول کی مرقی
کو یزیدہ مکران بہرہ گرد خدافِ قرآن و سنت ہو یہ رخصت تھی۔ ثواب کچھ نہ تھا
تدانی لازمِ کفر و قلندہ ظفیر پانڈیاں در سر جو مہر کیا جلائے اور سس کا دل
یمن پر ہو قرینو، یا جن دے دی جاتی اور وہ ناپاک بیعت نہ کی جاتی۔ یہ عیت تھی
اور سس پر ثوابِ ظہیر و یہی ن کی شانِ رفیع کے شاید تھی اسی کو اختیار فرمایا۔
و المحبة الماتمت فی آية المتعصنه من

”رخصت“ کے دلائل

حضرت عرف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا :-

الْأَمْنُ دُونِي وَعَلَيْهِ رَأْيُ فِرَاقِ شَيْئًا
مِنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ فَلْيَكُونُوا مَا يَأْتِي مِنْ
مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدَ أَمِينٍ
طَاعَةِ (مسلم شریف ص ۱۲۹، مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۹)

خبردار! جس پر کوئی امیر دالی ہو، پھر اس
میں اللہ کی نافرمانی کا کوئی معاملہ دیکھے تو
اس کو تو ناپسند کرے اور اس کی اطاعت
سے ہاتھ نہ کھینچے۔

حضرت سلم بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا :-

يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَتْ
عَلَيْنَا أَمْرَاءُ يَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ
وَيَسْتَعُونُ حَقَّنَا قَمَا تَأْمُرُنَا
قَالَ اسْمَعُوا وَاطِيعُوا فَإِنَّا عَلَيْهِمْ
مَأْخِذُونَ وَ عَلَيْكُمْ مَا حَبَلْتُمْ

اے اللہ کے نبی! جھٹنا فرمائیے تو اگر میرے پر
ایسے امراء مسلط ہو جائیں جو ہم سے اپنا حق
تو طلب کریں اور ہمارا حق ہم سے روک
دیں تو ایسی حالت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے
ہیں؟ فرمایا سنو اور اطاعت کرو کیونکہ ان
پر ان کے اعمال کا بوجھ ہے اور تم پر
تمہارے اعمال کا۔

مسلم شریف ص ۱۱۴

مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۹

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہم سے فرمایا :-

إِنكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمَّةً
وَأُمُورًا تُكْرَهُ وَفَهَا قَالُوا فَمَا
تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ آدُوا

کہ تم میرے بعد دیکھو گے ناپسندیدہ قوم
دینا اور ناپسندیدہ امور۔ صحابہ نے کہا
یا رسول اللہ! اس وقت ہمارے لیے

يٰٓهَيِّمُ حَقُّهُمُ رَسُوْلًا لِّهٖ حَقُّكُمْ

نہاری ہندو مت ۳

کیا حکم ہے؟ فرمایا تم ان کے حقوق پھر دو اور اپنا حق اللہ سے مانگو

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كَيْفَ اَنْتُمْ وَاَنْتُمْ مِنْ

بَعْدِي يَسْتَاوِرُونَ يَهْدِي

لَيْفٌ قُلْتُ اَمَّا وَالَّذِي

بَعَثْتُ بِالْحَقِّ اَصْنَعُ سَيِّئِي

عَلٰى عَاتِقِيْ سَمَ اَخِيْرَبْ بَد

حَتّٰى الْفَاكَّ قَالَ اَدَا اَدَلَّكَ

عَلٰى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ تَصْبِرُ حَتّٰى

تَلْقَانِيْ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۲۲)

اس وقت تمہاری کیا حالت ہو؟ جب

میرے بعد حکم مالِ غنیمت میں ناخوش

کریں گے، نہیں نے عرض کیا، اس قسم

جس نے پکڑا تو حق مبعوث فرما بلکہ میں

اس وقت اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھوں

گا۔ پھر اس کاؤں کا۔ یہاں تک کہ آپ

آموں گے فرمایا کیا میں تمہیں اس اچھی بات

نہ بتاؤں؟ تم صبر کرنا حتیٰ کہ مجھ سے آجوں۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تَكُوْنُ بَعْدِي اُمَّةٌ لَا

يَهْتَدُوْنَ يَهْدِيْ اَيُّ وَلَا يَسْتَوُوْنَ

بِسُنَّتِيْ وَ سَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رَجَالٌ

قَلْبُوْهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ

فِيْ جَسَدِيْنَ اَنْسٍ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ

اَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكَتُ

ذٰلِكَ قَالَ تَسْمَعُ وَ تَطِيْعُ وَ

اِنْ ضَرَبَ فَمَهْرُكٌ وَ اِخْذْ مَلَكٌ

فَاَسْمَعْ وَ اَطْعِ

میرے بعد ایسے امرا ہوں گے جو میری

ہدایت پر نہیں ہوں گے اور نہ میری سنت پر

عمل پیرا ہوں گے اور عنقریب ان میں ایسے افراد

بھی کھڑے ہوں گے کہ ان کے انسانی جسموں

میں دُشمنانوں کے برنگے یعنی بظاہر ان

اور باطن شیطان حضرت حذیفہ فرماتے

ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں

اُن کو پاؤں تو پھر کیسے کر دوں؟ فرمایا سنو

اور مانو! اگرچہ تمہاری پیٹھ پر مارا جائے

اگر وہ ظلم و ستم کرے گا اس پر سخت ہو جائے گا اور رعیت پر صبر کرنا لازم ہو گا۔

عَلَيْهِ الْإِخْلَاصُ وَعَلَى الرَّحْمَةِ الْقَصِيرِ
سراج المنير شمع جامع السعيرہ - ۲۳

”عزیمت“ کے دلائل

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
أَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ بِلِمَّةٍ حَقٍّ يَنْدُو
أَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ بِلِمَّةٍ حَقٍّ يَنْدُو
افضل جہاد اس کا ہے جو ظالم بادشاہ کے پاس حق بات کہے۔
حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

يَا كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ أَعِيذُكَ
بِاللهِ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا إِمَارَةُ
السُّفَهَاءِ قَالَ يُرْسِلُكَ أَنْ
تَكُونَ أَمْرًا إِنْ حَدَّثُوا كَذِبًا
وَأَنْ تَعْمَلُوا قُلُوبًا فَمَنْ جَاءَهُمْ
فَصَدَّقَهُمْ بِكَيْدِهِمْ وَأَعَانَهُمْ
عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ
مِنْهُمْ وَلَا يَرِدُ عَلَى حَوْضِي غَدَا
وَمَنْ لَمْ يَأْتِهِمْ وَلَمْ يُعَيِّدْ قَوْمَهُمْ
وَلَمْ يُعَيِّدْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُمْ مِنِّي
وَأَنَا مِنْهُمْ وَهُوَ يَرِدُ عَلَى حَوْضِي

اے کعب بن عجرہ! میں تجھ کو بدقولوں کی سزا سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ بدقولوں کی حکومت کیا ہے؟ فرمایا غریب ایسے ہمارے ہوئے کہ بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور عمل کریں گے تو ظلم کریں گے پس جو ان کے پاس آکر ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے گا تو وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں ہوں اور نہ وہ کل (قیامت کے دن) میرے حوض پر آئے گا جو ان کے پاس نہیں آئے گا اور نہ ان کی تصدیق کرے گا اور نہ ان کے ظلم پر ان کی امانت کرے گا

نہا

کنز العمال ۳۱/۵

وہ محمد سے سچے اور میں اس سے ہوں اور

وہ کل دنیا میں دین میرے حوض پر بیٹھا

نکتہ ! امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
 حُتِیْنِ مِیْنِیْ وَ اَنَا مِنْ حُتِیْنِ اور اس حدیث میں ہے کہ جس نے ان تکام کی تصریح
 امانت کی فلیس مینی وہ مجھ سے نہیں تو امام عالی مقام کس طرح ان کا ساتھ دیتے اگر ساتھ دیتے تو
 حُتِیْنِ مِیْنِیْ نہ سب سے بلکہ فلیس مینی ہو جاتے یعنی اس منصب و مقام سے محروم ہو
 جاتے۔ لہذا امام عالی مقام نے وہی کیا جو آپ کا منصب و مقام تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
 آپ نے فرمایا۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا رَاَ الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذْ
 عَلٰی يَدَيْهِ اَوْ شَكَ اَنْ يُّعْتَبَهُمُ اللّٰهُ
 بِعِقَابٍ ابوداؤد شریف ۳۱/۵

جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ
 نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان پر عذاب
 عام بھیج دے۔

حضرت عمرو بن ششم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رشک میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سنا۔

يَقُوْلُ مَا مِنْ قَوْمٍ يُّعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعٰ
 ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ يُّغَيِّرُوْا اٰثِمَ لَا
 يَغَيِّرُوْا اِلَّا يُوْثِقُ اَنْ يُّعْتَبَهُمُ اللّٰهُ
 مِنْهُ بِعِقَابٍ ابوداؤد شریف ۳۱/۵

فرماتے تھے ہر وہ قوم جس میں گناہ ہونے
 لگ جائیں پھر اس قوم کے لوگ جو گناہ
 کو نیکی سے بدلنے کی طاقت رکھتے ہوں نہ
 بدلیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان سب پر عذاب
 عام نازل کر دے۔

حضرت حذیفہ الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

اهل بنو دامت ائمتہ فی السار
اہل بنو دامت ائمتہ فی السار
اہل بنو دامت ائمتہ فی السار
اہل بنو دامت ائمتہ فی السار

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا
فَلْيَنْفِرْهُ بَيْتَهُ وَقَالَ لَمْ
يَسْتَطِيعْ فَبَلَّسَانِيهِ وَاللَّهِ
لَمْ يَسْتَطِيعْ فَبَقْلَبِهِ وَذَلِكَ
أَصْعَقُ الْإِيْمَانِ

مشکوۃ ۳۲۶
اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔

جس کے گھر سے ایمان و ہدایت اور نیکی و بھلائی کے چشمے جاری ہوئے تھے جن سے
ملت کی تطہیر ہوئی تھی جس کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے بے پناہ تکالیف و مصائب
برداشت کر کے برائیوں کو مٹایا اور بھلائیوں کو رائج کیا تھا وہ یہ کیسے برداشت کر
سکتا تھا کہ وہی برائیاں پھر وجود میں آجائیں۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ اپنی آنکھوں
سے منکرات کو دیکھے اور پھر ان کو نہ بدھے۔ اس پر سب سے زیادہ ذمہ داری مائد
ہوتی تھی۔ پھر اس کے بازو میں قوت بھی تھی، اسکی زبان میں استطاعت بھی تھی۔ وہ
بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جرأت و شجاعت کا منظر تھا۔ کما سیاتی۔ اس
نے وقت کی پکار کو سنا اور کہا کہ اگر اس وقت میں نے لٹیک نہ کہا اور ملت کی تطہیر
کے بے آگے نہ بڑھا تو ایمان و ہدایت اور نیکی و بھلائی کا پاکیزہ چشمہ مگر اور ناپاک ہو
کر نہ بجائیگا۔ اس نے عزم مصمم کر لیا اور کر بلا کا ذرہ ذرہ شاہد ہے کہ اس نے وہی کر
دکھایا جو اس کے شایان شان تھا۔

چنانچہ آپ کا وہ خطبہ جو آپ نے لشکر ینبک کے سامنے کہا اس کا ایک ایک لفظ

1. *Phragmites australis* (Cav.) Trin. ex Steud.

— — — — —

100

تم میری بہت کرو گے اور بہ طرح میرا ساتھ
 دو گے اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچے و جسکے
 اور مجھے چھوڑ دو گے نہیں پس اگر تم میری خدمت
 پر قائم رہو تو ہر اہمیت پاؤ گے جس کی بنیاد
 اور ابن خلدون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ہوں۔

وَقَدْ كُنْتُ كُنْتُكَ وَرَسُولَكَ
 بِمَنْكَرِكَ لَمْ تَكُنْ لَمْ تَكُنْ لَمْ تَكُنْ
 خَزَنَةُ مَنْ قَسَمَ عَلَى بَعْضِيَّةِ
 حَبِيبِ كُنْ كُنْ وَنَا حَبِيبِ
 وَهِيَ نَا حَبِيبِ وَهِيَ نَا حَبِيبِ
 مَعِ نَا حَبِيبِ وَهِيَ نَا حَبِيبِ

بہر آپ نے یہ ایشمار پڑھے ت

وَمِنْهُمْ مَنْ قَسَمَ عَلَى بَعْضِيَّةِ حَبِيبِ

میں خفیہ و عاقل کا اور موت کسی جوان و کسی لیے باعث عار نہیں ہے جبکہ
 سب ثابت ہیں خبر ہو اور کج بات مسلمان جہاد کرتا ہو۔

وَمِنْهُمْ مَنْ قَسَمَ عَلَى بَعْضِيَّةِ حَبِيبِ

اور اس نے اپنی بات سے صاحبین بندوں کی تائید کی ہو اور تباہ کار کی مخالفت

اور جو اس سے بخلاف وقت کی ہو۔

وَمِنْهُمْ مَنْ قَسَمَ عَلَى بَعْضِيَّةِ حَبِيبِ

اگر میں زندہ رہا تو نہ ہوں گا اور اگر مر گیا تو علامت نہ کیا جاؤں گا لیکن

سے دشمن اتہم ہے ہر وقت کافی ہے کہ تو زندہ رہے اور ذلیل و خوار ہو۔

وَمِنْهُمْ مَنْ قَسَمَ عَلَى بَعْضِيَّةِ حَبِيبِ

جہاں سب نے وہی کیا جو تپ کے بلند مقام کے لائق تھا اور آپ ایسا کیوں نہ

رہے کہ تپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عورت و شجاعت کے مظہر تھے چنانچہ حضرت

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے ایام میں اپنے دونوں

بچوں کو اپنے پاس لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض

فرمایا: یا رسول اللہ! آپ کے بچے ہیں، ان کو دیکھ کر کچھ ملاحظہ فرمائیں؟

در شاوہرا۔

اما الحسن فلد قبیتی و سدی قاتا حسن کسب میری سیت اور سدی
الحسن فلد جراتی قادی و ابن عمار سبتہ الحسن کے یہ میری جرات و سدی
جراتی و البکیر ابن سبتہ تذبذب ۲۲۲ کنز العمال ۲۲۲ سخاوت سبتہ

ابن عمار کی دو عمری روایت میں سبتہ کو فرمایا۔

اما الحسن فقد تخلت حلی و قبیتی حسن کو تو میں نے اپنا جملہ اور اپنی سبتہ
و اما الحسین فقد تخلت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت و سبتہ
تخلت فی وجوہی کرم بخشا۔

اور العسکری کی عمری روایت میں سبتہ کو فرمایا۔

تخلت هذا البکیر المہابة و الحلم اس بڑے کو میں نے سبتہ و مہر و ہذا
و تخلت هذا الصغیر المہابة اور اس چھوٹے کو محبت و رضا کی منت
و الرضا۔ دی۔

سبحان اللہ! دونوں شاہزادوں سے وہی کچھ ظاہر ہوا جو بارگاہ نبوی صلی اللہ
عبر وسلم سے انھیں عطا ہوا تھا۔ سبتہ نا امام حسن رضی اللہ عنہ علم و ہر وہی جس کی
تھے اور سبتہ نا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جرات و شجاعت اور محبت و رضا کا وہ عطا
کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی مقام پر باہل سے نہیں گئے
نوجوان کی شجاعت و جرات کا مظہر تھا وہ باہل کے سامنے کہے دب سکتا تھا۔
کرتی سبتہ پیش اب بھی شہید حسین کی آزادی جہان کا یہ سبتہ ہی تصور۔
جڑوئے کشتہ سمر تیرا نیزے کی نوک پر لیکن قوی مقہور کی علامت نہ کہ قوی

اور یہ روایت کو امام مالک مفہام نے فرمایا کہ مجھے یہ وہ کے پاس ملے جو ہیں ہوا
انہ کس کے ہاتھ میں رکھ دیں گے یعنی سبتہ کو لوں؟ درست نہیں ہے۔ جنتی

مسجد سر - بیٹے سے کہہ دیجئے
 اس عہد میں، تھیں گے یا جائیگا۔
 انہیں ان دلائل حقہ معتبرہ سے ثابت ہو گیا کہ ان سماء کرام نے بڑی کمزورت
 کہ غی میں کسی قسم کا لازم مانا نہیں ہوگا۔ کہہ کر انہوں نے شہادت مقدسہ کے حکم
 "دعوت پر عمل کیا۔ اور حضرت امام پر بھی کسی قسم کا الزام مانا نہیں ہوتا کہ چونکہ آپ نے
 اس شریعت مطہرہ کے حکم سے بہت پر عمل کیا۔ اور عزیمت پر عمل افضل اللہ اسس پر
 ام مہم ہے لہذا آپ کا مقام بہت مہم در افضل و مہم ہے و صلوٰۃ علیہ وسلم

حسین ابن علی نے کی سبہ قائم اکثال میں
 کہ عقیدہ اس کی تہذیب حیات جاہلانی ہے

سوال نمبر ۵

یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے قتل کر دیا۔ یہ تھا کہ وہ
اس کے رضی تھا۔ مگر قتل حسین وہ کسی رضی نہ تھا۔ یہ کہہ کر کہہ کر کہہ کر
کی یہ دست ہے؟

یہ کہا غلط ہے کہ یزید حسین کے قتل کا مرتکب نہیں رہا۔ وہ
جواب اس سے رضی تھا۔ غرض کہ اس کے مرتکب کسی رضی سے
ہو چکا تھا۔ مگر یہ تفسیر صحیح نہیں ہے۔

و حقیقت وہ نہ ہو بلکہ حسین
و مشورہ بدعت و ہمت غلبت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم قوت
معاذ و نکانہ حیلہ آخر
شرعاً نہ ہو سکتا
اور حق یہ ہے کہ یزید کا مرتکب حسین کے
قتل پر بغض و نفرت ہونا اور دل بیت
نہایت صحت و صبر و شہادت کے
میں سے ہے جو توڑ کر مسمیٰ کے ساتھ
میں اس کے قتل میں مدد دیا۔

شیخ خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

و بعض دیگر کو یہ کہہ کر کہ اہل بیت
مردہ و بدی و مسمیٰ ہوا و بعد قتل
اہل بیت نے یحییٰ بن محمد علی صبر و
تسبیح نہ کیا۔ بلکہ کہ وہ اس سے
اور جس بکتے ہیں کہ یزید نے حسین کے
قتل کا مرتکب کیا تھا۔ اللہ کے قتل سے
رضی تھا۔ نہ اس کے قتل کے بعد
کے درخت پر اس کے قتل سے خوش
و تبشیر نہ کیا۔ بلکہ کہ وہ اس سے

جہد و تہمت آن بے سعادت و اہل بہت
 یسے کہ اس شخص کا اہل بیت نبوت رضی اللہ
 عنہم سے عدوت رکھنا اور ان کے قتل سے
 خوش ہونا اور انکی اہانت کرنا معنوی طور پر درجہ تواضع
 کو پہنچ چکے ہیں اور اسکا انکار تکلف و تکبر ہے
 ان کے دل و کیا بہت است۔

رخصس (الابان منہ)
 معاہدہ نظام فی صاحب شرح عقائد اور حضرت شیخ محقق جیسے بزرگوں کے فیصلے
 کے بعد اگرچہ مزید کسی شہادت اور توالے کی ضرورت نہیں رہتی لیکن ہم خود نیز یہ کہ دست
 است در خاص نسیم کے لیے مقرر کردہ امیر کوفہ ابن زیاد بد نہاد کی شہادت پیش کرتے
 ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

یزید کہ سوچے کہ ابن زیاد شام کو روانہ ہوا اور راستہ میں وہ سواری پر کسی گھری
 سوچ میں تھا۔ اس کے رفیق سفر مسافر بن شریح نے کہا، کیا آپ کو خیر آرہی ہے؟ ابن ہار
 نے کہا میں جہاد سوچ رہا تھا۔ مسافر بن شریح نے کہا، میں بتاؤں آپ کہا سوچ رہے تھے؟
 کہ ہمارے کہ بتاؤ؟ مسافر بن شریح نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ اَفْلَحَ حُسَيْنًا، آپ اپنے
 دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ اے کاش میں نے امام حسین کو قتل نہ کیا ہوتا؟ ابن زیاد نے
 کہا اَفْلَحَ الْحُسَيْنِ فَاتَمَّ اَمْرُ اَبِي بَرْزٍ بِقَتْلِهِ اَوْ اَفْلَحَ فَلْتَحْتَرْتُ فَلَانًا جہاں تک میرے
 دل میں کو قتل کرنے کا اعلق نہ ہو وہ اس لیے تھا کہ یزید نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں انکو
 قتل کروں و نہ وہ مجھے قتل کر سکتا تھا۔ نو میں نے ان کے قتل کو اختیار کیا۔ (ابن اثیر ص ۱۴۸)
 دیکھئے یہ کہ ابن ہار نے شہادت کے بعد ہرگز منورہ اور کونکر میں یزید
 سے صاف صاف رجعت موعظی نہ کی۔

حسب لہ صلاحتہ فی دماغ
 یزید نے عیدان ابن زیاد کو جہاد منورہ پر

بِأَمْرِهِ بِالنَّبِيِّ وَالْقَبْلِ الْمُبْدِيَةِ

وَبِحَاضِرَةِ ابْنِ الزَّبِيرِ مَكَّةَ

نَعَالَ وَافْتَدَى لَأَجْعَتَهُمَا لِلْفَاقِ

فَتَلَّ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ وَفَتَرَى

الْكَبِيَّةَ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ

چراغی رستہ اور نہر مر مر میں جہنم بنی

کا ٹھکانہ و رستہ کہ بظاہر جیہ نو میں منہ

نہر کو قسم میں میں فاسق بڑا ہا کے لیے

ابن مسرات م قتل جو بیٹے راجہ بنی

کعبہ میں لڑائی انوں و پٹا بیت بنی

نواس نے حضرت کرنی

ابن ابی شیبہ

جب امام عالی مقام کو شہید کیا گیا تو قریمہ اور مدینہ منورہ کو چہرے کے بغیر
جو گئے انھوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی حضرت عبداللہ بن زبیر
رضی اللہ عنہ نے بیعت نہ کی بڑیہ کو معلوم ہوا کہ ابن عباس نے بنی ہاشم پر بیعت نہیں کی تو
وہ سمجھا کہ ابن عباس ابن زبیر کے مخالف اور بنی ہاشم پر قدام میں بنی عباس ہیں اس لیے ابن عباس
کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے محمد ابن زبیر و معاذ اللہ کی دعوت بہت کر
رہا ہے لہذا آپ میری بیعت پر قائم رہیں اور وقایہ رہیں اور دوسروں کو بھی
دعا داری اور ابن زبیر کی مخالفت کی پُر زور تبلیغ کریں جو بڑا لوگ آپ کی بات سنتے ہیں
مانتے ہیں میں آپ کی اس دعا داری اور تبلیغ کو فراموش نہیں کروں گا اور اس
کا صلہ ادا کروں گا۔

اس کے جواب میں حضرت ابن عباس نے بڑیہ کو کہہ کر خدائی قسم: میں نے
ابن زبیر کی بیعت کو اس لیے ترک نہیں کیا کہ میں تمہاری خوشنودی باندے کوئی صلہ
عاصل کروں بلکہ ترک بیعت سے میرا جو مقصود ہے اس کو اللہ تعالیٰ خراب جو حالت
اور فساد و بگاڑ کہ میں صلہ و احسان کے لالچ میں آکر لوگوں کو تمہاری دوستی و دعوت
دوں اور ان کے دلوں میں ابن زبیر کا بغض پیدا کروں اور ان کے جھوٹے پر عبور
کروں ایسا بکر نہیں ہو گا اور ایسا جو بھی کہے سکتا ہے۔

وَلَا مَلَاحِيَةً الَّذِينَ ذَهَبَ
لَهُمْ عَنْهُمْ لِيَرْجِعَ وَتَهْتَرُوا
تَهْتَرُوا فُطِّلَبَ إِلَيْكُمْ الْمَوَاحِي
وَمَا لَكُمْ لِرَجْعَةٍ فَأَغْنَمْتُمْ
قَلْبَهُ انصَارَهُ وَاسْتَبْعَالَ
أَهْلَ بَيْتِهِ وَتَعَاوَنْتُمْ عَلَيْهِ
كَأَنَّهُ قَتَلْتُمْ أَهْلَ بَيْتِ
مِنَ الْعَرَبِ وَالْكَفَى فَلَا شَيْءَ
أَعْجَبَ عِنْدِي مِنْ ظُلْمَتِكَ
وَوَدَّعَى وَقَدْ قَتَلْتَ وَدَّ
أَلْفٍ وَسَيُفْلَكُ يَقْطَعُ مِنْ
وَدَّيْ وَكَأَنَّكَ تَارِخُ
وَلَا يُعْجِبُكَ إِنْ ظَلَمْتَ بَيْنَ
الْيَوْمِ فَلَنْصَفَرْتَ بَلَدَ يَوْمًا
وَاللَّامِ بْنِ وَثَرِ ۵

چنانچہ علامہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں :-

وَقَدْ أَخْطَأَ كَيْزِيَّةٌ نَحْمًا
فَاحْشًا فِي قَوْلِهِ لَمَلَمَتْ
عَلَيْهِ أَنْ يُبَيِّحَ لِمَدِينَةٍ
تَلَفَتْ بِأَمْرِ مَدِينَةٍ خُصَاءُ
كَيْفَ فَاحْشٍ مَعَ مَا نَصَرَ

نئے نئے ہی وہ اپنی آلائشوں سے پاک کرے
علامہ وحقیر نے اپنی گھیر لیا۔ اور حسب
نہی سے کڑی چاہی وہ واپس چلے جائے
کا سوال کیا مگر نہ ملے نہ ڈروں کو قتل
اور دین کے اہل بیت کے انبیا کے بے خوفی و
قیمت مان کر کہ نہ اس طرح جس
دوسرے کی عداوت کی دیکھو یا تم کسی ترک
یہ لافزاس کے کسی فساد کو قتل کرنے ہو
کس قدر تعجب ہے کہ تم محبت دوستی کو قتل
رکھتے ہو عداوت کے لئے بیست و پانچ
کو قتل کیے ہو اور تمہاری موت نہ ہوتی
پتہ رہا ہے تم نے بیست و پانچ کو قتل کیا
اور تم اس پر خوش اور غرور نہ ہو کہ تم
نے جو پر ظلم و زیادتی کیا ان کے سر پر
پر ضرور قتل کیا ہوں گے۔

اور بر شبہ بزیغہ بڑی سخت نفسی کا ہے
اس قول میں جو اسے مسلم بن عقیل کے کہ وہ
نہیں بلکہ مدینہ تندرہ کو مباح کہہ کر قتل
مقام دہیہ قرار دیتے ہیں ایک وجہ یہ بھی
تھی جس سے اس کی نظیروں میں اور اضافہ

دَالِكُ مِنْ قَدَرِ خَلْقِ مَرْتَبَةٍ
 حَقُّهُ رُبَّ مَا هُوَ وَقَدْ
 لَمَّا نَدَى بِهِ فَنَزَلَ خَمْبُهُ
 رَحْمَةً مِنْ بَدَنٍ جَبَرَتْهُ
 بِرَأْفَةٍ رَفِيعَةٍ رَفَعَتْهُ
 عَمَّا سَنَّ بِهِ مِنْ مَنَاجِدِ
 جَبَرَتْهُ فَنَزَلَ بِهِ سَوِيحُ
 نَدَى لَاحِقُهُ وَلَا يُوصَفُ
 مَنْ لَا عَمَلَهُ إِلَّا مَنَ عَزُ
 دَحْرًا رَقْدُهُ دُرٌّ وَرَحِيلُ
 مَسْمُومٌ نَفْسُهُ تَوْحِيدُهُ
 سَلَفُهُ مَكْرٌ وَدَوَامُ
 بِرَمِهِ مِنْ غَيْرِ مَنَازِعِ
 نَعْفُهُ نَدَى مُقَيِّضُ قَصْدِهِ
 رَحْمَتُهُ بَيْنَهُ رَمِيحٌ مَكْرٌ
 كَيْفَ هُوَ نَفْسُهُ قَاصِدُ
 جَبَرَتْهُ رَقْدُهُ عَزُومُهُ
 كَيْفَ هُوَ رَقْدُهُ رَمِيحٌ وَرَحِيلُ
 نَفْسُهُ رَمِيحٌ وَرَحِيلُ
 مَسْمُومٌ نَفْسُهُ تَوْحِيدُهُ

... ..

ہوا کہ صہابہ کرام اور انہی اولاد کی ایک
 بڑی تعداد نقل ہو گئی اور پہلے آپ کا
 کہ جس شخص نے بت حسینؑ اور ان کے اصحاب کو
 ابن باد کے ہاتھ سے قتل کرنا اور بیشک
 مرنے لگے ان میں دنوں میں بڑے بڑے
 عظیم خاصہ مرتبہ تھے جن ناباں ہوئے
 جن کو بیان نہیں کیا جاسکتا اور نہ کیفیت
 ہذاں جاسکتی ہے (یعنی اس قدر شرمناک ہیں
 کہ انہیں اللہ ہی خوب جانتا ہے اور یہ
 نے تو مسلم بن عقبہ کو مدینہ بھیج کر یہاں
 تھا کہ سنی بادشاہی اور حکومت مضبوط اور
 دائم بنائے جس میں کوئی خصومت اور بغض
 نہ رہے لیکن اللہ تعالیٰ شہسے اس کے
 قصد اور ارادے کے خلاف مزاوی اور جودہ چلا
 متاود نہ ہونے دیا اور اسے اسی طرح ہلاک
 کیا جس طرح وہ تباہوں ظالموں کو ہلاک کیا
 کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسکو بھی اپنی مضبوط
 غالب قدرت پرکھا اور تیسرے رکب پڑنا ایسا
 ہی ہے یہ اس لئے پہلے بھی ظالم پستیوں
 پر پڑا ہے شبہ اس پر پڑی بڑی سخت
 لم آئینہ نونی ہے

ان عبارات میں نکاسیدہ الفاظ کو فہمیت اجماع میں سے نہیں سمجھ کر یہ ثابت ہوا
ہے کہ بلاشبہ امام علی تمام قاتلین کی مانند اس سے ملوث ہو گا۔

اور پھر ابن زیاد بدلتا ہو گیا یہ نہ کہ وہ زرقہ جو کسی بے بہتیا کو
امام حسین رضی اللہ عنہ کا اقرار اہل کوفہ پر بہت ختم کر رہا تھا اس سے نہ کہ وہ بھی کرا
پڑے وہ کرتے خود ابن زیاد کی شہادت و جھوٹ جبر اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے جسے
صحابی اور امام اہل سنت ملا تھنا زانی صاحب شہر لفظ نسبی و حدیثی ہے
کثیر الشیخ محقق کے بیان کے بعد یہ شبہ بالکل مائل ہو جاتا ہے کہ عمرو و مناد قاتل
یزید کی مرضی اور حکم سے نہیں ہوا اور قاتل کربلا کی ذمہ داری کسی پر نہ تھی
معمول عقل رکھنے والا انسان بھی کسی حقیقت کو ساقی سے سمجھ نہ سکتا۔ اور
خوجہ انہ با کسی سوچا کہ وہ شخص اپنی مرضی اور اس سے ملنے والے علم کے مطابق
کے بغیر ملک کی کسی عظیم ترین شخصیت کو قتل نہیں کر سکتا، لہذا ان رسالت و عظیم ترین
ہستیاں یعنی حضرت امام حسین اور ان کے عزیز و اقارب اور رفقاء کا قتل یزید نے
کے کسی افسہ یا صوبہ کے گورنر کا ذاتی فعل نہیں ہو سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ یزید کے حکم اور رضا سے ہوا اور اسکی پوری پوری
ذمہ داری اس پر عائد ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں اسکی نفی موجود ہے، دیکھئے
فرعون نے اپنے ہاتھوں سے بنی اسرائیل کا کوئی بچہ ذبح نہیں کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے
بنی اسرائیل کے تمام بچوں کا قاتل اور ذابح اسکی کو قرار دیا کیونکہ وہ اپنے سی کے
حکم سے ذبح کئے گئے تھے چنانچہ فرمایا:

يُذَبِّحُ اٰتِبَاءُكُمۡ وَبَنِيۡكُمۡ فَيَسۡلُكُمۡ فِیۡٓ اُخۡدۡکُمۡ فَرۡعَوۡنُ اِنۡھَا
ہم کو ذبح کرتا تھا اور تمھاری بیویوں کو نہروں میں پھونکتا تھا، لہذا اسے جو کہ جس کے حکم سے
رضا سے قتل ہوا اس حاکم کو ملک قاتل ہی کہہ جاتے ہیں۔ لہذا یہ کہنا ضروری ہے کہ یزید حضرت امام

میں ہر قسم سے راضی رہتا اور نہ یہ قتل اس کے حکم اور رضا سے ہوا۔
 بلاشبہ یہ سب کچھ برہمچہ کے حکم اور رضا سے ہوا۔

یزید و اس کے سانحہ خُبرش ہوئے اس کا مہمانی پر
 عینہ تھا ان کو آجوں آں اہل کی تباہی پر
 چنانچہ جب شہادت ہو گئی منہ زنیہ زہرا کی
 تو منہ اس کا بر آیا یہی اس کی مٹا تھی

سوال نمبر ۶

اگر امام حسینؑ کا قتل بڑیکے حکم اور اس کی ممانعت ہو تو پھر اس نے
ابن زیاد پر لعنت کیوں کی؟ اور امام کے قتل پر افسوس کیوں کیا؟ اس کو تو
خوش ہونا چاہیے تھا!

جواب

میں ہوں! وہ خوش بھی ہوا اور اس نے ابن زیاد پر لعنت بھی کی
اور افسوس بھی کیا۔ خوش اس لیے ہوا کہ جس مہلت سے اس کی
سکونت اور قتل کو خطہ تھا وہ وجود ختم ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ ابن زیاد کی قدر و منزلت
اس کے ہاں زیاد ہو گئی۔ اگر واقعی اس کے نزدیک امام کا قتل ناجائز و فحش
ابن زیاد ظالم اور مستحق لعنت تھا تو پھر اس نے ابن زیاد سے اس کا مواخذہ کیوں کیا
اور اس کو کوئی سزا کیوں نہ دی۔ کم از کم اسے معزول ہی کر دیتا مگر اس نے کچھ بھی نہ
کیا ثابت ہوا کہ قبیلہ بنی نضر وہ خوش تھا کیونکہ اس کا مقصد پیدا ہو گیا تھا مگر وہ
یہ بھی سمجھتا تھا کہ میری پیشانی پر امام کے بے گناہ قتل کا وہ سیاہ و شامک چمکے
کہ وہ ناسے اسلام قیامت تک مجھے ملامت کرتی رہے گی۔ چنانچہ اس نے اپنی زبان
کے خطرات کے پیش نظر صرف زبانی لعنت بھیجی اور نہ امت و افسوس کا اظہار بھی کر
دیا۔ جس کو رسمی یا سیاسی لعنت و مذمت کہنا چاہیے۔ بھروسہ بیان کی صداقت
پر علامہ حافظ ابن کثیر کی شہادت و روایت ملاحظہ ہو۔

نسرمانے میں۔

جب ابن زیاد نے حضرت حسین کو مع انکے
رفقا کے قتل کر دیا اور ان کے مژوں کو زخم
کے پاس بھیجا تو یزید امام کے قتل سے افلا
خوش ہوا اور اسکی وجہ سے ابن باد کی خد
مزلت اسس نزدیک زیادہ ہو گئی مگر وہ
اس خوشی پر زیادہ دیر تک قائم نہ رہا حتی
کہ پھر نادم ہوا۔

علامہ شیخ محمد بن علی الصبان میر الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ :-

پس (ابن زیاد نے حضرت امام کے) سر اور
کوت انکے اہل بیت کے جن میں حضرت زین
العابدین اور انکی بھوپھی حضرت زینب بھی
تھیں یزید کے پاس بھیجا تو وہ یزید بہت
زیادہ خوش ہوا اور اس نے انکو قیدیوں
کے مقام پر کھڑا کیا اور انکی توہین کی اور
لکڑی کی چھڑی سے سر اور کوالٹ پلٹ
کرتا اور مارا تھا اور کہتا تھا اے حسین
تو نے اپنی بغاوت کا انجام دیکھ لیا اور
اس نے خوشی و فرحت میں مباذ کیا پھر
وہ نادم ہوا اس وجہ سے کہ اسکے اس فعل
پر طمان اس سے بغض رکھیں گے اور
فداقی سے نفرت کرے گی۔

وَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ خَيْبٌ ز
نَسَّ نَعَانَتْ بِرُؤْيِهِمْ
بِرَبِّهِ فَنَزَلَتْهُ
حَسَنٌ بِذَلِكَ مَنَزَلُهُ
ابْنُ رَبِّدٍ عَنْهُ ثُمَّ لَمْ
يَبْ أَتِيْلًا حَتَّى نَدِمَ
بِهِ وَهُوَ سَيِّئٌ

ذَمًّا وَمَنْ تَعْنَى
مِنْ هَلْ سَبَّهَ إِلَى يَزِيدٍ وَ
بَنَاهُمْ عَلَى بَنِي الْحُسَيْنِ وَ
عَنْهُ زَيْنَبُ قَبْرُ سُرُورًا
كُنْزٍ وَوَقَعَهُمْ مَوْقِفَ الْبُيْ
وَقَانِقَةٍ مَارٍ يَضْرِبُ
رَأْسَ الشَّرِيفِ بِقَضِيبٍ
حَتَّى مَنَعَهُ وَيَقُولُ
غَيْبٌ يَبْقَى يَا حُسَيْنُ وَبِأَنَّ
فِي مَرْجٍ تَمَّ نَدِيمٌ كُنَّا
عَنْهُ تُسَرِّبُ عَلَى ذَلِكَ
وَنَعْمَ لَهُ

ان روایتوں سے صاف صوحہ پر یہ ثابت ہوا کہ بنیہ اول امام بن قیس قیس نے
خوش ہوا مگر بہ خوشی زیادہ دیکھ کر نہ رہی وہ اس سبب کہ بعد میں کہتا ہوں کہ وہ
رسوائی کا اندیشہ ہوا کہ میں نے نام کر دیا اور یہ نہایت اہم کے قتل پر یہ بھی بیکر
رسوائی پر تھی چنانچہ خود بڑ بڑکی زبانی سنئے:

لَعَنَ اللَّهُ ابْنَ مَرْجَانَةَ قِيَانِ
اُخْرِجْنِي وَاضْطَرُّدُ وَقَدْ
سَالَتْ اَنْتَ يَخْلِي سَبِيلَهُ
اَوْ يَأْتِيَنِي اَوْ يَكُونُ يَشْفُرِدُ
مَنْ تَنُورُ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ
اللَّهُ فَلَمْ يَفْعَلْ بَلْ اَبَى عَلَيْهِ
وَقَتْلَهُ بَنَنْتَنِي بِقَتْلِهِ الْاَمَ
الْمُسْلِمِينَ وَزَرَعَ اَلْحَبَّ فِي
قُلُوبِهِمُ الْعَدَاوَةَ فَاَبْغَضَنِي
الْبُرَّ وَالْفَاجِرَ بِمَا اَسْتَعْظَمَ
النَّامُ مِنْ قَتْلِ حَسِينٍ مَالِي
وَلَا بِنِ مَرْجَانَةَ بَقَحَهُ اللَّهُ
وَعَضِبَ عَلَيْهِ

ابدا یہ و النہایہ
ملکہ

اللہ کی لعنت ہو ابن مرجانہ بن قیان
کہ اس نے حسین کو تلک و زبور کر دیا
حسین نے اس سے سوال کیا کہ تھوڑا تھوڑا
آزاد چھوڑ دیا جائے کہ جہاں جاؤں وہاں
با انگو مہ سے پاس آئے وہ جنت با انگو
مہ حد تک صرف جسنے یا ملے کہ جہو
زنگی بہ کریں پس ابن مرجانہ نے یہ
اور انکو قتل کر دیا اور ان کے قتل سننے
مسلمانوں میں بغوض بنادیا اور میں سکھوں
میں نیز بغض اور عداوت پیدا کر دی تو
اب ہر نیک و بد شخص سے بغض رکھے گا کہ
میرا حسین کو قتل کرنا لوگوں پر شاق و
حزین کر دے گا مجھے ابن مرجانہ سے کب
اللہ اس کا راکھہ اور اس پر غضب
نازل کرے۔

یہ یہ کہ اس بیان کے آخری الفاظ میں غیہ فرمایا کہ اب ہر نیک و بد
اس لیے عداوت رکھے گا کہ میرا حسین کو قتل کرنا ان پر بہت برا اور سہا

میں اس بات کا بھی صاف اعتراف ہے کہ وہ قاتل نہیں ہے۔ بلکہ سب کچھ اس کے حکمت پر... یا ان پر ہمت وغیرہ کرنا تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ قاتل آدم سے خوش نہیں بلکہ بڑے قتلہ میں کسی وجہ سے بہ زیادہ مرتباً اس نے اپنے پیارے مذہب میں ذکر ہو چکا ہو۔ یہی وجہ ہے اس کا اعتراف وغیرہ کرنا ہی اپنی ہوائی پر غرور کرنے کے حصے میں نہ آتا تھی وہ تو جتنا بڑا مذہب میں کثیر فرماتے ہیں۔

وَقَدْ نَعْنُ بِأَرْبَعٍ
عَلَى بَقِيَّةِ ذَلِكَ وَشَقَّةِ
فِي بَعْضِهِ وَبَقِيَّةِ
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ بَقِيَّةٌ
ذَلِكَ وَلَا عَقَبَهُ وَلَا
رَكَتٌ بَقِيَّةٌ عَلَيْهِ ذَلِكَ
ابن ماجہ: صحیح

بے شک پڑھنے میں زیادہ اس کے فضل کی وجہ سے عت کی اور اس کو بڑا بعد میں کہیں عت کرنا جسے جنت ظہر ہوگی وہ بات کھل گئی پھر کیا ہوگا نہیں تو اس نے ابن ماجہ میں ایک عزت پر موقوف کیا اور نہ بعد میں اسے کچھ کہہ اور نہ ہی کسی کو سمجھ کر کہ یہ قرآن کی جگہ یا بسنی عت کرنا

”قد ثبت مع وہ و بزمیر“ کا مخالف امام غزالی کے قول سے لکھتا ہے کہ یہ صحیح نہیں بلکہ بدعتیں کو قتل کرنا یہ اس کا حکم دینا اس پر راضی ہو جس جگہ بات پڑے ثبوت کو نہیں اپنی تو پھر بزمیر کے ساتھ ایسی جگہ لکھنا یا سب دشتم وغیرہ کرنا جو کہ وہ مستحق نہیں بلکہ جگہ لکھنا جو کہ بزمیر نے قتل نہیں کیا حکم دیا اور اس پر بض مند ہی تھا اور کیا وہ شخص پہلے وجہ کا اعلان نہ ملے بغیر اس کا رد

گوئی۔ اور اس کے قریب سے ثابت ہو کر بزمیر کے ساتھ جگہ لکھنا یا اس پر عت وغیرہ اس کے لیے ناہانزادہ امر اور ناقص ہے کہ بات پڑے ثبوت کو نہیں اپنی اس نے اس کے قتل کا ٹکڑا دیا اور اس پر وہ راضی ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ اگر

امام باقرؑ اس کے حکم پر اس کی خدمت میں سے جو لوگوں کو ضرورت ہو گئی اور بہت
 فائز تھے اور اس حقیقت کو پہنچنے کے لئے ضرورت ہو گئی تھی کہ وہ اپنے
 خلاف معاویہ و یزید کے فوائد کو دیکھ سکتے ہیں اور جہتوں۔

۱۱۱۔ امام حسینؑ نے ان کی خدمت میں اپنی نسبت کی سب سے زیادہ
 رازنا بیان کی اور کہا کہ میں نے ان سے صرف فوائد کو دیکھا
 کے ساتھ سب سے بڑی حد تک ان کے فوائد کو دیکھا ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ یہ صرف فوائد کو دیکھ کر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ ساتھ بڑی حد تک ان کے فوائد کو دیکھا ہے۔

۱۱۲۔ امام باقرؑ نے فرمایا کہ میں نے اس کے صرف
 پر پیدائش سے متنازع نہیں ہوا تھا کہ اس کی موت ہو کر رہا کرنا اور اس کی
 باقی ہو گئی اور جو لوگ اس کی موت کے خلاف تھے وہ بھی اس کی موت کو دیکھ کر
 فراموش ہو گئے تھے۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ جو لوگ اس کے خلاف تھے ان میں سے بھی
 بہت سے لوگ اس کے خلاف تھے اور وہ اس کی موت کو دیکھ کر اس کی موت کو دیکھ کر
 اس سے متفق ہو گئے تھے۔

۱۱۳۔ امام باقرؑ نے فرمایا کہ اس کے خلاف خودت کہ جس پر لوگ جمع ہو گئے تھے
 اور اس کے خلاف ہو گئے تھے خودت کہ جو برفضا و بغت ہو کر ہوا اور اس کو
 اس نے مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا اور اس کی صفات کو اس کے
 آثار کے خلاف کیا اور اگر اس کو اس کی موت کو دیکھ کر اس کی موت کو دیکھ کر
 حاکمیت کی موت مر۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت حسینؑ کی صفات کو اس کے خلاف

خروج کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے بھی خلاف کیا اور مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کیا اور معاذ اللہ وہ جاہلیت کی موت مرے (یعنی کفر کی موت) کیونکہ وہ جاہلیت خروج میں شہید ہوئے (معاذ اللہ)

(۴) چوری اور زنا اور دوسرے کبائر کا ارتکاب امام کے غرض کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ (تبصرہ محمودی ص ۶)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ چونکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے امام (یزید) پر فروج کیا۔ لہذا ان کا یہ گناہ چوری اور زنا اور دوسرے کبائر سے بڑا تھا (معاذ اللہ)

(۵) ان حضرات پر خلفاء اسلام کا یہ احسان ہے کہ انھیں قتل کر دیا گیا اور یہ قتل ان کے جرم عظیم کا کفارہ ہو گیا ورنہ فروج علی الامام کا وبال اپنی گردن پر لے جائے (تبصرہ محمودی ص ۶)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ خلیفہ اسلام یزید نے حضرت امام حسین کو قتل کر کے ان پر احسان کیا ورنہ امام فروج کرنے کا وبال اپنی گردن پر لے جاتے۔ (معاذ اللہ) قارئین کرام! ان پانچ ناپاک عبارات کو بغور سے دیکھیں جن سے ایک مومن کی روح ٹپ اٹھتی ہے کہ اس یزیدی خارجی مؤلف نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر کیسی کیسی ناپاک تہمتیں لگائیں۔ معاذ اللہ آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کرنے والا، مفسد، باغی، جاہلیت کی موت مرنے والا، چوری اور زنا سے بڑھ کر گناہ کرنے والا، جرم عظیم کا مرتکب قرار دیا ہے۔ اور آخر میں لکھا ہے کہ اگر یزید ان کو قتل کر کے ان پر یہ احسان نہ کرتا تو وہ فروج علی الامام کا وبال اپنی گردن پر لے جاتے۔ (معاذ اللہ تم معاذ اللہ)

اب ایک طرف امام غزالی کے قول کو جو اس مؤلف نے لکھا ہے مرنے

رہیجے اور ایک طرف اس کے ناپاک جہازات کو رکھ لیجئے اور اسی مؤلف سے سوال کیجئے کہ اگر امام ایسے ہی تھے جب کہ تو نے لکھا ہے تو پھر بغول میرے امیر المؤمنین و شیخ المسلمین بزیہ پر لازم و ضروری تھا کہ وہ آپ کو قتل کرانا اور اس پر فخر کرنا کیونکر ایسے باغی و مفسد و غدار کا قتل کیا جانا ہی ضروری تھا۔ اور اس نے قتل کرایا جو اس پر لازم تھا۔ پھر بغول امام غزالی کہ جو شخص یہ گمان رکھتا ہو کہ یزید نے قتل حسین کا حکم دیا اور اس پر راضی ہوا تو وہ شخص پر لے درجے کا احمق ہے ثابت ہوا کہ تو خود ہی پر لے دیجے کا احمق ہے ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

بزیہ یثرب یزید پلید کی حمایت میں سر توڑ کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح بزیہ کو بڑا مفتی، صالح، امام عادل اور خلیفہ راشد ثابت کر دے، اور اس سلسلے میں کبھی کسی کا اور کبھی کسی کا مہارا لیتے ہیں لیکن افسوس کہ وہ جس کا بھی مہارا پکڑتے ہیں وہی ان کا آرزوؤں اور حسروں کا خون کر کے ان کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے چنانچہ آجکل بڑے زور و شور سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ شائع کر رہے ہیں اور ان کے متعلق لکھ رہے ہیں کہ ”اگر اربعہ کے بعد سب بڑے عالم بزرگ امام غزالی کا فتویٰ کہ یزید مسلمان تھا اور مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے“ حالانکہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب صرف یہ ہے کہ از روئے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مومن لعان یعنی لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ نیز شخص معین پر لعنت نہیں کرنی چاہیئے۔ اگرچہ وہ لعنت کا مستحق ہو چنانچہ وہ فرماتے ہیں:-

اور جو صفات لعنت کی مقتضی ہیں مومن میں کفر، بدعت اور فسق اور ان میں لعنت کرنے کی نہی صورتیں ہیں۔ پس

وَصِفَاتُ الْمُقْتَضِيَةِ لِلْعَنْ
ثَلَاثَةٌ: الْكُفْرُ وَالْبِدْعَةُ وَالْفِسْقُ
وَالْعَنْ فِي كُلِّ وَاحِدٍ ثَلَاثٌ

خَطَرَ فَلْيَجْتَنِبْ وَلَا خَطَرَ
فَ التَّحَرُّوت عَنْ
لَعْنِ ابْلِيسَ مَثَلًا
فَضَلَا عَنْ غَيْرِهِ
قَالَ قِيلَ هَلْ يَجُوزُ
لَعْنُ يَزِيدَ لَا مَنَّةَ
قَائِلُ الْحُسَيْنِ أَوْ أَمْرُ
بِهِ قُلْنَا هَذَا لَمْ
يَكُنْ أَصْلًا

احیاء العلوم ص ۱۲۲

قَالَ قِيلَ قَوْلُ يَجُوزُ أَنْ يَقَالَ
قَائِلُ الْحُسَيْنِ لَعْنَةُ اللَّهِ
أَوِ الْأَمْرُ يَقْتُلُهُ لَعْنَةُ اللَّهِ قُلْنَا
الضَّرَابُ أَنْ يَقَالَ قَائِلُ لَحُسَيْنِ
إِنْ مَاتَ قَبْلَ التَّوْبَةِ لَعْنُهُ
اللَّهُ لَا تَنَّهُ يَحْتَمِلُ أَنْ يَمُوتَ
بَعْدَ التَّوْبَةِ فَإِنْ وَحْشًا قَائِلُ
حَمْرَةَ عَمَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَوْلُهُ وَهُوَ كَافِرٌ نَتَمَّ

کرتے میں نہایت اس سے اجتناب کرنا
چاہئے اور اگر کوئی بالفاظ شیطان پر ہوتی
نہایت اہم سمیت امتیاز کرتے تو پھر اندیشہ
نہیں شیطان سے بڑھ کر کوئی اور باوجود چہ
اگر کوئی کہے کہ بڑبڑ حضرت امام حسین
علیہ السلام کو قتل کیا یا اس نے قتل کی
اجازت دی تو اسکو لعنت کرتے ہیں ختم یا
نہیں، تو ہم یہ کہتے ہیں کہ قتل وہ بڑبڑ
قتل یہ دونوں باتیں بالکل بی اثرت کو
نہیں پہنچیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں کون جانتا ہے نہیں
کہ قاتل امام حسین با قتل کی اعانت ہے
والے پرانے کی لعنت ہو تو ہم کہتے ہیں کہ دست
یہ کہ یوں کہے کہ اگر قاتل یا جہاد دمنہ قتل ہو
مرا ہو تو کائنات اللہ کی لعنت کیونکر یہ احتمال
ہے کہ شاید بعد توبہ مرا ہو۔ جیسا کہ وحشی
نے حضرت حمزہ عظمیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو قتل کیا اور وہ وحشی طاعت کھڑا تھا پھر کہہ
اور قاتل دونوں سے اس نہ توہم کی توہم نہیں

۱۔ وحشیوں نے یہ ثابت نہیں کیا کہ وہ کافر نہ تھا۔ ۲۔ امام حسین علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں نے
اس سے اہل بیت سے سب پر ہوا ہے

ہیں اللہ کی لعنت ہے کہ قبروں پر اور جنگ نہ ہو جس پر لعنت ہے روز قیامت
 ایک اور مسکن روزار استوفی بانقلاب من الشیطان الرجیم پڑھا
 یہ رجیم کتب بھی تو لعنت ہی ہے۔ امام غزالی کا قول پیش کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ
 ہو فرد میں کو بھی مستحق لعنت نہ سمجھیں اور ان پر لعنت بھی نہ کیا کریں۔ افسوس اکثر
 یہ تصور نہیں کہ کسی کو مستحق لعنت ہونا اور بات ہے اور اس پر لعنت نہ کرنا اور
 بات ہے۔ اور غزالی کا مقصد یہ ہے کہ ازبغنے حدیث غریب لعنت کہنے والا نہیں
 موتی مرنے والا کوئی مستحق لعنت ہو مگر مومن کی شان ہے کہ وہ اس پر لعنت نہیں کرتا
 مسکن ویس ہے کہ دسب عامر کے ساتھ ان کے نزدیک بھی کا فرد فاسق پر جو غریب
 بعض دوسروں نے لی اور سو خور پر لعنت کرتا جائز ہے۔ اور یزید بلاشبہ فاسق و
 و فاسق نہ ہو۔ اس کے مقررہ اصول کے مطابق بھی اس پر لعنت کرنا جائز ہو
 یہ۔ مگر اس کو امانت کو نہیں۔ وہ بھی اس لیے کہ ان کے نزدیک یزید نہ امام حال
 مفاد بعض نہ ان کے قتل کی عزت نہیں دی اور اس لیے بھی کہ ان کے قتل
 تو کر رہے

دہرے کا قتل نور علی اور دھرم نہ کے کلام سے پیشہ بہت کر دیا ہے
 یہ محنت ہم کو قتل یزید سے حکم اور اس کی رضا سے ہوا اور حضرت عبداللہ بن
 عباس رضی اللہ عنہ نے یزید کو قاتل قرار دیا اور اس کو خط لکھا قد قتل حبیبنا
 انظر عبد المطلب انفع۔ بیشک تو نے تمہیں اور عبد المطلب کے جہانوں کو قتل کیا
 ہے۔ ابورحمن بن ریحون سے اقرار واعتراف کیا کہ میں نے ہمارے حسین کو قتل
 کیا جسے تم نے بہتے۔ صبار گزشتہ صفحہ میں بیان کر چکا ہے۔

بہت مستند قاتل جبر و قہر کے چند شادات ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ
 لکھ دیتے کہ ان کی یہ مطالبی بڑی مستحق لعنت ہے یا نہیں!

میں نہ تھیں۔ رحمت اور اس کے لیے ذلت کا مذاق ہے۔

۱۰۔ بیت بنی کہ تو مجھ پر امیر معاذ بن نے پڑھا یہ تھا کہ لوگو! جو کھین کرنا
تو سکا تھو۔ درمیں معاذ بن نے یہ ہے جو حاکم تم پر ہو چکا وہ مجھ سے بڑا ہے
۱۱۔ بیت مجھ سے بہتر معاذ بن سے بہتر ہے: احیاء العلوم جلد چہرہ ۱ امام غزالی کی روایت
درہ معدیہ میں اللہ عز کے رٹو سے معلوم ہوا یزید برا حاکم تھا۔

۱۲۔ بیت بنی کہ اللہ عز فرماتے ہیں کہ تھو امام حسین علیہ السلام دشمنوں
میں مہر ہے تو تھو غلبہ ہے اللہ تعالیٰ کی مدد سے دشمنوں کے فریاد کا بجھے زندگی سے موت اس
بے تجربہ الایمان الحق لا بدی: الخ کہ تم دیکھتے ہو جو آج کل حق پر عمل نہیں
ہو رہا: موت جناب نہیں ہے بلکہ حالات میں مومن کو پیاسی ہے اللہ تعالیٰ
سے ملنے کی رحمت کو یہ نہیں دیکھوں گے ساتھ زندگی مہر کر: سعادت سے محرومی سمجھتا
ہوں واجب: العلوم جلد چہرہ ۱ امام غزالی کی اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت امام
حسین رضی اللہ عنہ موت کو نہ تنگ پر اس لیے ترجیح دی کہ یزید کے دور میں حق پر
عمل نہ ہو بلکہ موت سے اجتناب نہیں ہوا: تھا لہذا آپ نے ان ظالموں کے ساتھ زندگی
کو سعادت کی رو میں سمجھا: ثابت ہو گیا کہ یزید اور اس کے ساتھی ظالم تھے۔
وہ نہ روح معصومین کی نذر نہ کاسہ کہ امام غزالی کے نزدیک ظالموں پر لعنت کرنا جائز
تھا۔ لہذا نہ اللہ تعالیٰ ہے: لا لعنة الله على الظالمین دھورہ ۱۱

۱۳۔ بیت بنی کہ ایسے ہیں کہ انھوں نے ظالموں کا زمانہ دیکھا اور ان کے مافی
میں بیچنا پڑا تھا: ہر یزید اور ابوسبہ قسری اور زبیر بن ثابت اور ابو انوب
عبدی: جو یزید کا لڑکا تھا: انس بن مالک اور مسعود بن مخزوم اور بنی عمر
۱۴۔ بیت بنی کہ انھوں نے ظالموں کو دیکھا: ہر یزید اور ابوسبہ رضی اللہ عنہما

نے مردان بن حکم اور یزید بن عبد الملک سے مل کر باوجود حدیث بنیہ اور بن علی سے جو
اشد عنہما نے حبان بن یوسف سے مل کر یہ سب ایسا اہل علم و عہدہ

یزید کے حامیوں سے سوئیں سب کے امام غزالی فرما رہے ہیں کہ بہت سے صوفیہ
نے ظالم امراء کا زمانہ دیکھا اور ان سے مل کر بھی بہت بڑا سامان لے کر گئے مگر
وہ بھی فرمایا کہ وہ ظالم امراء کون تھے جن کا نام بہت سے صوفیہ لے کر لیا
مردان یزید بن عبد الملک اور توحید کا نام تو خود غصہ لے بھی لیا وہ دم سونڈ
امام غزالی کے نزدیک بھی ثابت ہو گیا ان کے ساتھ بھی مولیٰ بنیہ نہیں
(۵) امام غزالی کے نزدیک و صعب عام کے ساتھ نہ مقول پر لعنت کرے اور جو
خاص کے ساتھ قدر یہ بخوارج و روافض اور ظالم و جبہ پر لعنت کرتا جائز ہے جس
کو اسی بحث کے شروع میں فرمایا۔

اور صحیح بخاری و مسلم میں بہت سے راوی شیعہ و رافضی بخاری اور صدیق
میں (تفصیل آگے ادم طبری کے ذکر میں آ رہی ہے) جو اہل غزالی کے نزدیک مستحق لعنت
ہیں یزید بن زکریا کے شیخ السنہ مرکز دائرۃ التحقیق صدر مدرس و اہل علم و ہونہ
حسین احمد صاحب مدنی نے ابن عبد الوہاب نجدی ایک فاضلہ باغی ٹوٹا و سن
تھا (الشہاب الثاقب) اور ظالم و فاسق امام غزالی کے نزدیک مستحق لعنت ہے
اسی طرح تمام غیر مقلدین (اہل حدیث) کو بھی فاسق لکھا موصوفہ جو فاسق
بشہید میں متعدد مقامات میں حضرت مومنا گنگوہی نے طائفہ و بابہ میں تفصیل
کو فاسق تحریر فرمایا ہے (الشہاب الثاقب)

اور امام غزالی کے نزدیک فاسق مستحق لعنت ہے فوراً سے غیر مقلدین و
مستحق لعنت ٹھہرے امام غزالی جو یزیدی کو لے کر دیکھ کر ان کو سب سے

کہ ہیں اور اس کو پرچی کو لڑا ہست ماحول ہے کہ وہ اہم ہال کے فول کے مطابق بخاری ہسم
 کے دیوہ میں ملے ہوئے ہے بخاری اور مالک و ابیہ غیر مضہین کو مستحق لغت بختلہ بنیوی
 یہ بڑا جیسے معاملہ کی جہے با ممانیت کا نتیجہ ہے کہ یزیدی اولہ تو یزید کو ہر صورت
 میں بھسنے کو شش کرتا ہے اور وہ ترکیب کے گا وہ اپنے ق حاسیوں کو بھی اپنے ساتھ
 لے کر مستحق لغت مائہ مارا ہے ۔

میں اس کو یہ چاہتا تھا وہ کچھ بھی کر ڈالتا

الْمُحْسِنَةُ إِعْمَالَهُ لِقَبِيحَةٍ وَمَا يَنْقُصُ

مِنْهُ مِنْ ثَمَرَةٍ لَمْ يَجْعَلْهَا

مَعَهُ مَعَالِيَهُ وَزِيَادَتُهُ

اس پرست ہو اور ہر چیز میں اس سے

حیث تک بڑھ کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر

جو شکر اس سے کم نہ ہو

یہ کہہ کر بالآخر "جو" صفت معاویہ و یزید کے قتل کے یہاں اس پرست

ہر کا وہی اور ہر دینا ہی مدخلہ ہو نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر

نہیں حالاً کہ یہ تہجد بائیں غصہ اس سے کہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر

معروف ہے۔ لہذا شروع کا تہجد ہو کہ کہ میں جانوں نہیں نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر

کسی اور کو از خود بنا کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر

السلام کے ساتھ۔ لہذا صحت یہ ہو کہ کہ میں اس پرست کرنے کی اجازت نہیں دیتا

اور آگے نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر نہ لے کر

دروازہ کھول دیا جاتے۔ یہ بھی غصہ اس سے کہ فحش فعلیہ و مدح فعلیہ

معروف ہے اور اس پر تو صرف شرم آنے کی وجہ سے وہ بھی غصہ کے معنی میں

ہے کہ اگر میں اس نعمت کے دروازے کو کھول دوں تو شیطان رجیم کہ کچھ تہجد ہو کہ

کہ میں یزید پر لعنت کرنے کی اجازت نہیں دوں گا کیونکہ اگر میں پر لعنت کرنے کا وہ

دور تو لوگ ہمارے موجد خلیفہ پر بھی اس کی برائیوں اور ہر کاروں کی وجہ سے لعنت کرنے

لگ جائیں گے جس سے صاف طور پر تہجد نکلتا ہے کہ جس پر تہجد اور ہر کاروں کی

طرح بنا خلیفہ بھی برا اور بدکار ہے۔ تو اگر میں یزید پر لعنت کرنے کی اجازت دوں

اس خلیفہ پر بھی لعنت کرنے کا دروازہ کھول جائے گا۔ تو اس کو لعنت سے بچانے کے لیے

میں یزید پر بھی لعنت کرنے کی اجازت نہیں دوں گا معلوم ہو کہ شیطان کے نزدیک

بھی یزید برا اور بدکار تھا

برسہ رسالت حسین اور رسیت کا نام و بنا تحقیق و تیسری کا تفسیر اڑانا نہیں کرلوں۔

کیا ہے؟

۵۔ حضرت مسیح رضی اللہ عنہ کے صحابی مرنے کی نفی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”ہو سولہ صدی نہ میرا و نہ کسی وفات کے وقت صرف پانچ برس کی عمر کے

تھے ائمہ حبیبیہ من حبیب النبوہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس سنین او غلظھا

۶۔ مسیح بنی سلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں حسین نے پانچ برس کا زمانہ پایا تھا یا

نہیں؟ نفی چھوٹی سی عمر میں مہر کی عمر نہیں ہوتی بعض ائمہ نے تو ان کے بڑے بھائی حضرت

حسن کو وہاں سے سال بھر کے غریب بڑے تھے۔ زمرہ صحابہ کے بجائے تابعین میں شامل

کہتے: ”قُتِلَ فِي سَلْعٍ بَنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَبِيبٍ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فِي الثَّعْتِ بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ تَابِعِيٍّ

لَهُ قَوْلُهُ خَزَنَةُ فَلَا يَفْقَهُ فِي الْحُجَّينِ ابْنِ تَائِبِيٍّ بِطَرِيقِ الْأَوَّلِ“ امام احمد بن حنبل

کے فرزند صریح نے اپنے والد کی روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ حسن بن علی ثمر تابی

تھے۔ یہ قول غریب ہے۔ تاہم حسین کے برس میں بدرجہ اولیٰ کہا جائے گا کہ وہ تابعی تھے

۱۔ صحابہ کے زمانہ میں شامل نہ تھے۔ (خلافت معاویہ و یزید ص ۱۳۶)

اس فن میں موافق نے اس عبارت میں سبھی کمال خیانت اور مکاری کا

معاہدہ کیا ہے۔

نقطہ تیسرا: ہول اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صرف پانچ

برس تھے۔ اس پر غور و نظر دیکھو علامہ حافظ ابن کثیر کا قول میں کیا ہے علامہ

بن شہر کے اس قول میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں جس کا معنی ”صرف“ ہو اور جس

سے ہم مراد پانچ برس میں نہ ہو۔ ”نا معلوم ہو بقدر لفظ“ صرف کے برعکس

معلوم ہے اور وہ سنہ خمس سنین ہے۔ بھوکھا جس کا ترجمہ ہے ”پانچ برس یا

سب سے پہلے پانچ برس میں نہ نہیں اس کے علاوہ بھی کوئی مدت اگر ثابت

ہو جائے تو دست پہ خود اس نواخت نے بھی اور غلام کو توجہ نہ دے۔
 پھر اڑ گیا۔ پھر پانچ بیس کے ساتھ لفظ صرف "بڑھا دینا اصل جہالت میں اضافہ
 ہے جو تحریف کو مستلزم ہے۔

خطیب بغدادی کفایۃ الخطیب میں لکھتے ہیں:-

قَعْدَرَدَى لِحَسَنَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ پس مثلاً: حضرت حسین بن علی بن ابی طالب
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 مَوْلِدُهُ سِتَّةَ أَشْهُارٍ مِنَ الْحَبَقِ وَكَانَ الْخَلِيبُ سب سے زیادہ ان کی ولادت سترہ برس پہلے

اس روایت کے مطابق حضرت امام حسن کی عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
 کے وقت آٹھ سال اور حضرت امام حسین کی عمر سات سال ثابت ہوتی ہے۔ بعض مؤرخین نے
 امام حسن کا سن پیدائش سترہ اور امام حسین کا سترہ قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہم
 حسین کی عمر چھ سال سے کچھ زیادہ ہی ثابت ہوتی ہے۔ اسی لیے حافظ ابن کثیر نے لفظ اوّل
 کہا جس سے زیادہ عمر کی گنجائش نکلتی ہے۔ بہر صورت اگر پانچ برس کی بھی ہوز بھی
 مسلمان جانتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جس گھرانے اور جس ماحول میں آٹھ
 کھولی تھی وہ گھرانہ علم و حکمت کا عزم، دو ماحول انوار نبوت سے روشن، بہر وقت قال
 اللہ اور قال الرسول کا تذکرہ، اور پھر امام حسین اہل بیت نبوت کے خاص جوہر جن پر
 فیضان نبوت کی خاص بارش ہوتی تھی اور جن کو اخلاق نبوت سے خلقی اور فطری
 مناسبت حاصل تھی، ان کو عام بچوں پر قیاس کرنے پر نہ کہ دینا، اتنی چھوٹی سی عمر
 سن بزرگی عمر نہیں ہوتی۔ ان کے عالی مقام سے ناواقف ہونے کی وجہ سے، ان کو
 دانش جانتے ہیں کہ ہر دور میں جہاں عام حالات ہوتے ہیں وہاں کچھ مخصوص حالات
 اور مستثنیات بھی ہوتے ہیں۔ دانش کو جاننے کی نواخت کے دور میں بھی اس کی مثالیں
 مل سکتی ہیں۔ نو: حضرات تو ازل ہی سے مخصوص اور محبوب ہیں۔ اس نواخت کے

و مہنہ من سرحدی دلتکے
 ان شکون حین اجتماعہ ما دلتکے
 سرود لائے بخرج مثل الحسن
 بر غلبی بخود من اخلاست
 حطائے بائند خجیم بہ افغانی
 دھر قول حکم و لحنون
 منہ تین

اور ان میں سے حسن نے یہ بھی لکھا
 کہ رقیق صورتہ فطیمہ سے
 وقت ایک بھی گزیر قید و دست
 ہوا یہ قید میں یہی وہی رہا
 صحابہ و صحابت سے دور کر دینا
 اس پر جو ہے بہر و فہمینیت
 جو فوں ہم جو رہے یہ فہمینیت

سید علی ہب

یہ قید و دست

ثابت ہو گیا کہ امام جو یہ بدرفتارین سے نزدیک صحابت سبب ہوتی
 شرط نہیں جس نے نابالغی کے کہانی کی حالت میں بھی نہ فصحیت رکھ کر بدرفتار
 تہ ملانہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگر بیٹ کی قید خانہ جاسے تو محض امام حسن و علی
 ہیے دوسرے کہ ابن صحابہ صحابت سے غایت سو بڑے گئے تو کہہ سکتے ہوتے
 کی قید کو مردودی اس لیے کہا کہ ان کی اس قید سے بہرین صحابت سے فاق
 ہو جاتے ہیں اور ان کی صحابت سفالت سے ہے کہ اگر دلیل بخت سفالت ہی سے
 قائم کی جاتی ہے اور اس پر فرمایا بھی قول امام احمد بن حنبل کہ وہ جس فہمینیت کا ہے
 تو ثابت ہوا کہ امام احمد کے نزدیک حسین کہ ابن صحابی ہیں اور دو قول جو
 طرف منسوب کیا گیا ہے خبر مسلم اور خود امام احمد کے قول کے خلاف ہے یہی وجہ ہے
 کہ ابن کثیر نے اس کو حدیث فقیر کہا کہ اس کا غیر ستر ہونا نہ ہو کر ہے

امام احمدیث امام بخاری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

من صحبت النبی قتل لہ خطہ و خطہ و خطہ و خطہ
 جو نبی کو یہی قید علیہ السلام صحبت پائے با
 کہ جو صحبت باہان دیکھ لے تو وہ سوالی ہے
 من کسبہن مہرین آغصانہ

اس متوقف نے ابن کثیر کے الفاظ فلاں بقول فی تفسیر منہ تابعی بعد بقول
الاولیٰ کا ترجمہ لیا ہے "تاہم حسین کے بارے میں وہ متنبیوں کا ب سے گھا کر وہ تابعی تھا
اور یہ ترجمہ ابن کثیر کی مراد کے باطن خلاف ہے کیونکہ ابن کثیر نے امام احمد کی
حرف منسوب قول پر غلط فہمی کا علم لگا کر اس کی روایتی نیشیت کا توفا کر
ہی دیا تھا۔ آگے بطور الزام و احتجاج نے کہا تھا کہ اس قول سے جب امام حسن
کے صحابی ہونے کی نفی ہو گئی تو مطلب یہ ہوا کہ امام حسین کے صحابی ہونے کی
نفی بطریق اولیٰ ہو جائے اور بدو دونوں باتیں غلط ہیں تو ان کی عبارت کا صحیح مفہوم
یہ ہے کہ اگر امام احمد کا یہ کہنا کہ امام حسن تابعی تھے صحابی نہیں تھے وہ مستمان
دیا جائے۔ فلاں بقول فی تفسیر منہ تابعی بعد فی خلاف تو انہیں یہ بھی ہوتا
چاہیے کہ حسین بطریق اولیٰ تابعی تھے اور یہ مستمم نہیں اور خود ان کے مذہب کے
تجہی خلاف ہے۔ اور یہ مؤلف ترجمہ کرتا ہے "تاہم حسین کے بارے میں جبہ اولیٰ صحابی
گیا کہ وہ تابعی تھے"

گویا الزام کو حقیقت اور احتجاج کو حجت اصل بنالیا۔ یہ تحریف نہیں ہو اور
کیا ہے؟ کسی کے قول کا ایسا ترجمہ کرنا جو ضد بھی ہو اور اس کی مراد کے خلاف
بھی ہو اگر دانستہ طور پر ہو تو اسکو تحریف و خیانت اور دھوکا ہی کہا جائے گا ورنہ
جہالت یہ ہے اس مؤلف کی "ریسرج" لا تَخْلُ وَلَا تَوَلَّ الْأُمِّيَّةَ لِقَبْلِ الْبَيْتِ
(۶) اس خائن مؤلف نے لکھا ہے۔

"امیر یزید کے ہم جلس کُرداد و عباد امت تھے، عدا و قضا تھے، اُطاب و
شیدائیان علم تھے۔۔۔ جہاں اکثر قال اللہ و قال رسول کی آوازیں آئیں۔ نہ بقول کذابین
غنا و موسیقی کی" (خلافت معاویہ و یزید ص ۱۸)
اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ یزید کے ساتھی علی رضخدار۔ زاہد۔ صاحب

فرما ہے تھے بجاں میں بہت ترس
 لئے بہت ترس، فرما کہیں تم سو فیروز
 مکہ، نسوں نے کہاں فرما کرو، ہج
 بیج میں گمان کرتا ہوں تو اللہ بہت
 سخت پروردگار، اور نہ اپنے واسطہ
 اگر وہ نہیں جانتا میں یہ نہیں پابان کر
 مہرہ سے توں بے وفائی ہو پھر پ
 نے وفات پاؤ، اللہ ندرت سے

ایک من تہنہ . قدر
 . یثقلہ . قال تہنہ
 فانی انت تبک تہی حن
 فالثہ استہ باساق استہ تکہ
 والایکک فہا حب ال
 تفتل فی یوفی تہ فضع
 رحنوات اللہ معالہ
 طہیہ

رضی ہو . ست

رجلہ اور باہ . مہ

رفیقہم و عسیم عشق تو در سببہ ہفتیم
 باہ سبب کے حال دل خوشی لکھنیم

علامہ کمال الدین الدیمیری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو شہری
 بعد و بنہ شہر نے بہر و با تو دو
 جینے ہی گئی رہے کایہ ت میں گئی تیر
 ان کے نیچت فوجت بھر براشت
 ٹھایا جانا . اور آپ رضی اللہ عنہ فوجت
 تھے کہ لکے گئی مرتبہ زہر دیا گیا کہ اس
 مرتبہ جو تعیف لکھے پہنچی ہے وہ پہلے
 نہیں پہنچی .

وكان الحسن رضي الله عنه
 بعد قد تم سمته امرأة حقه
 بنت الاشعث فمكث شهرين برفع
 من تحته في البوم كذا وكذا مرة
 حنث من دم وكان رضي الله تعالى
 عنه يقول سميت امرأته حنث
 ما أصابني في صبيته كثره

بہر و با تو دو

علامہ امام حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ و ابو جریج حفص رحمہ

کہ نہایت روايت کی سب وہ فرماتے ہیں کہ :-

انہو خیر میں جو تھے مگر بہشت و جہنم
 حضرت احسن بن علی کو ان کی زبانی اچھا
 تو مگر نیچے دیکھا ہے وہاں بہشت و جہنم
 بہشت اشعث بن قیس کہہ دیئے زہر دیا تھا

وہی امام حضرت فداہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے

قرآن میں حسینؑ غمِ خسوس
 بہشت و جہنم کا ذکر کیا ہے
 جو ان کی طبیعت سے نہایت
 مریدانہ طور پر بیان کیا ہے
 لیکن یہ کہہ کر کہ ان میں سے
 شہداء یا سچے مومن ہیں
 وہ جہنم میں نہ جاتے تھے
 فرمایا حضرت حسینؑ احسن بن علیؑ
 پاس آئے تو حضرت احسن بن علیؑ
 نے شبہ مجھے میں مرید زہر دیا گیا ہے
 مرید جیسا سخت پہلے نہیں دیا گیا
 حضرت احسن بن علیؑ نے کہا
 کہ اس نے زہر دیا ہے، حضرت احسن
 نے کہا کہ تم کو اس پر پوچھتے ہو کیا تم ان سے
 لڑائی کرو گے، میں نے ان کو ان کے پروردگار
 سے روایت کیا ہے۔

کر دیا ہے۔

علامہ ابن فضال نے عباسی المعروف یعقوبی اپنی مشہور کتاب تاریخ یعقوبی
 میں فرماتے ہیں :-

و توفیق حسن بن علیؑ
 ربيع الاول سنة ۶۰ و لکن حضرت
 جعفر بن ابی جابر الخضر بن
 علی بن محمد بن خرقان مراد
 حضرت یزید بن ابی سفيان
 من موالیہ و توفیق حسن بن علیؑ
 احسن بن علیؑ ربيع الاول سنة ۶۰
 وفات ابی جابر وفات کا وقت قریب
 آتا تو پہلے بھائی حسینؑ سے کہا بھائی یہ
 تین بار کا آخری ہے جس میں مجھے زہر
 دیا گیا ہے لیکن اس زہر کے بعد سخت
 کبھی نہ تھا۔ میں آج ہی مر جاؤں گا جب

بِرَبِّ قَبَاذًا مَّا نَشَأُ فَاذْفَنْ
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فَمَا أَحَدٌ أَوْفَى
 بِشَرِّهِ مِنِّي إِلَّا أَنْ تَمْنَحَ مِنْ ذَلِيلَتِ
 فَلَا تَسْؤِلُكَ مَجْعَمَهُ دِمِ
 و بفرما کہ

میں مریدوں کو مجھ کو اس منہ کے ساتھ
 دفن کرنا کہ میری قربت کی وجہ سے کوئی
 خود مجھ سے زیادہ واسطہ نہیں نہیں بہت
 اگر تم منہ کے جاذب تو ایک پچھنے کے باہر بھی
 طرز پر ہی نہ کرنا۔

علامہ محمودی اپنی مشہور و معروف کتاب "مزاج النہیب" میں امام زین العابدین
 رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ :

دَخَلَ الْحُسَيْنُ عَلَى عَيْنِي لِلْعَيْنِ
 بِنِ عَيْنِي لَنَا سَقَرُ النَّفْسِ فَقَامَ لِحَاجَتِهِ
 الْأَنْزَالِيَّةَ وَجَعْتُ قَدْرًا لَقَدْ
 سَقِيتُ النَّفْسَ بَعْدَ مَرَارٍ فَمَا
 سَقِيتُ مِثْلَ فِئَةٍ لِقَسَنَ
 نَقَطَتْ قَطَاعَةً مِنْ كَبِيرِ
 قَرَأَتِي أَقْبَلَهُ بِعَوْدٍ فِي
 بَدَنِي فَقَالَ لَهُ لَعَسَ يَا
 أَحْسَنَ مِنْ سَقَاكَ ؟ قَالَ وَمَا
 تُرِيدُ بِذَلِكَ فَإِنْ كَانَ
 الَّذِي أَخْلَقَهُ فَالَهُ حِسْبُهُ
 وَإِنْ كَانَ غَيْرَهُ فَهُوَ أَجَبُ
 أَنْ يُؤَخِّدَ فِي بَرِيٍّ فَلَمْ
 يَلِكْ نَفْسَهُ ذَلِكَ إِلَّا مَلَا

حضرت حسینؑ میرے پاس آئے
 پاس میں ایک انورہم ہو گیا، میں نے تو حسن بخت
 حاجت کے لیے گئے، وہیں سے وہاں کر
 فرما کہ جسکے مجھے کئی مرتبہ زہر چا گیا
 لیکن اس پر میرے صبا سخت کھیر نہ
 تھا، اس میں میرے جگر کے ٹکڑے مار آ
 گئے تھے، تم نے مجھے دیکھ کر جس انورہم نے باغ
 کی کڑی سے اٹ پڑ کر دیکھ رہا تھا
 حسینؑ نے پوچھا، بھائی جان آپ کو
 کس نے زہر پہنایا ہے؟ تو میں نے فرمایا
 اس سوال سے فساد کیا مقصد ہے؟ اگر
 زہر پہنچنے والا وہی شخص ہے جس کے سننے
 میرا گمان ہے تو خدا اس کے لیے کافی ہے
 اور اگر کوئی اور ہے تو میں یہ نہیں

حَنِ نُوَيْبٍ وَذَكَرَاتٍ
مَرُّهُ جَعَلَ دَيْمَتِ الْأَشْعَثِ
بَيْنَ قَبَسِ نَكْتَةٍ سَقَطَتْ
الْمَسْكَةُ

کر میری وجہ سے کوئی بے گناہ بکرا جلے۔ اسکے
بعد وہ زیادہ نہ ٹھہرے اور میں نے کچھ انتقال فرمایا
تحتہ بموضع فرماتے ہیں اور ذکر کیا گیا ہے کہ اہل
ہروی بعد ہشت اشعث بن قیس اگندہ خی انکر

ربع الدب من عن صفحہ ۲ زہر پلایا تھا

دواہ کیا جاسم تھا اپنا تو جگر ٹکڑے ہوا
پھر بھی اندازے بستم کر کے دوا دار نہیں

علاحدہ ابو القحار فرماتے ہیں۔

وَنُوَيْبٍ لَعَسَ مِنْ سَيْدَةِ سَقَطَتْ
رُوحُهُ جَعَلَ دَيْمَتِ الْأَشْعَثِ قَبْلُ
لَعَسَتْ ذَلِكَ يَا مَرْمَعًا يَوْبَةَ وَفِيلُ
بِأَمْرِ سِوَيْبَةَ

اور حسن نے زہر سے وفات پائی۔ اہل ہروی
بعد ہشت اشعث نے ان کو زہر پلایا تھا۔
کہا جاتا ہے کہ اس کے پانچ معاویہ سکے
حکم سے کہا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زہر
کے حکم سے کیا تھا۔

والسقاء حشہ

امام محمد بن عافہ ابن قریظانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اُتم موسیٰ سے روایت
فرماتے ہیں کہ۔

ارْتَحِفَهُ قَبْلَ بَشْتِ الْأَشْعَثِ ذَقِيْبِيْنَ
سَقَطَتْ لَفْسُ الْمَسْكَةِ فَاشْتَكَيْتُهُ
شَكَاةَ فُلَانٍ يَوْحُ نَحْمَةُ حَشَشَتْ
وَنُفِيعَ نَفِيْعَةٍ نَحْمَةٍ نَحْمَةٍ
مَسْكَةٍ مَسْكَةٍ

بیشک بعد ہشت اشعث بن قیس نے
حضرت حسن کو زہر پلایا تھا تو اس سے
آپ کو سخت تکلیف ہوئی۔ آپ کے بچے برابر ایک
حشٹ لکھا جاتا تھا اور دوسرا لکھا لیا جاتا
تھا اسی طے چامیس روز تک ہوا

تو میں نے اسے دیکھا کہ جیسا کہ میں نے فرمایا تھا کہ

وَنَخَلْتُ أَنَا وَصَاحِبِي عَلَى لَحْسِنِ
 نَبِيٍّ فَقَالَ لَمَّا لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنْ
 كِبَرِهِ وَإِنِّي فَهِمْتُ الشَّعْرَ مِنْ رَقَمِ
 أُتْرُقِمْشَلْ هَذَا فَأَتَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ
 فَسَأَلَهُ مِنْ مَقَالِكَ فَأَبَى أَنْ يُخْبِرَهُ
 رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

۱۸۱۰ ص ۳۲۱ . نہرب المندب منہ

میں اور میرا ایک ساتھی حسن بن علی کے
 پاس گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے گھر کے کچھ
 خزانے گر چکے ہیں اور مجھے کئی مزید زخم پہنچا
 گیا ہے۔ لیکن اس مرتبہ کے ابن ذر کوئی
 نہ تھا۔ چہرہ حسین بن علی کے پاس سے وہ
 پوچھا آپ کو کس نے زخم پہنچایا ہے۔ لیکن آپ نے
 بنائے سے لکھ کر دیا۔ جو مشہور ہے۔

علامہ حافظ ابن کثیر نے عمربن اسحاق کی روایت جو مذکور ہو چکی ہے نقل کی ہے کہ

بعد ائمہ بکر بن سور سے روایت کی۔

قَالَتْ نَحَسْتُ مُبِغِي مِرَادَا
 كُذِّبَ ذَلِكَ بُغِيَّتِ مِنْهُ سَخَفَ
 كَانَتْ الْمَرْءَةُ الْآخِرَةُ الَّتِي
 مَاتَ فِيهَا قِيَامَتُهُ كَانَتْ
 بِخَيْلَتٍ كَكِبْدَةٍ فَلَمَّا مَاتَ
 أَفَامَ نِسَاءً بَنَى مَا شَرَّ عَلَيْهِ التَّوَجُّ
 شَهْرًا - (ابن ابی وائیل: منہ)

وہ فرماتی ہیں کہ دحضت حسن کو کئی مرتبہ
 زہر دیا گیا لیکن ہر مرتبہ کچھ نہ ہوا
 کہ آخری مرتبہ جو زہر دیا گیا جس میں کئی خزانے
 ہوئے۔ وہ ایسا تھا کہ ان کے قبر کے ٹھوسے
 کڑے کڑے کر گرتے تھے جب ان کی وفات ہوئی
 تو بنی ہاشم کی عورتوں نے پر امیر ابن ابی
 نوحہ کیا۔

اور پھر حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہما کی روایت لکھی وہ فرماتے ہیں۔

کہ حضرت حسن بن علی نے بہت سی عورتوں
 سے نکاح کیا لیکن بہت کم عورتیں آپ کی
 صحبت سے محفوظ ہوئیں اس بنا پر کہ
 مشرور عورتوں میں سے کم عورتیں آپ سے

كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ كَثِيرًا
 نِكَاحَ النِّسَاءِ وَكَانَ قَوْلُ مَا يَخْضِعْنَ
 مِنْهُ وَكَانَ قَوْلُ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَتْهَا
 إِلَّا أَحْمَتَهُ وَخَشَتْ بِهِ فَقَالَ

وَمَا تَبَّ مَوْبَهُ اِنَّ ذُو حَتَّ
جَنَّةً لَّسْتُ لَا تَنْفَتُ بِنِ فَبِئْسَ
بِكُنْيَةٍ دَسَّ اِلَيْهِ بَرِيَّةُ اَنْ
تَتَّهَّ دَبَّتْ وَجْهَهُ وَتَهْلُ مَهْ
بَانَةُ نَفِ يَدِهِمْ قَلَّتْ فَمَرَّتْ
زَمِيْنٌ يَوْمًا فَلَمَّا تَبَشَّرَ لِي
بَرِيَّةُ سَمِعَهُ نَوَقًا رَيْبًا دَعَا مَا
فَعَالَ تَهْ رَا لَكَ تَرَضُّكَ لِحَيْنِ
فَقَرَّ صَالِي لَا تَنْفَتُ وَبَسْمُوِيَه
مَسْمُومٌ شَيْفِيَّةُ -

سورۃ فرقہ (مثنیٰ)

آپہ حضرت حسن کی موت کا سبب یہ تھا کہ
آپ کی بوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی کو
یزید نے خفیہ پیغام بھیجا تھا کہ اگر تو (امام حسن
کو زہر دیکر جاگ کر دے تو میں تجھے ایک لکھ درہم
دوں گا اور تجھ سے نکاح بھی کر لوں گا تو اس نے
آپ کو کہہ دینے یا چنانچہ آپ چالیس روز بیمار رہے
جب آپ کی وفات ہو گئی تو اس نے یزید کو ابلاغ
دے دیا کیلئے کہ انویزید نے اس سے کہا کہ پہلے
ہم نے تو تجھے حسن کیلئے پسند کیا تھا جو ہمارے
دشمن تھے تو خود اپنے لیے اچھے پسند کر لیں
اور حضرت حسن زہر سے شہید ہوئے۔

علامہ امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

تَوَقَّيْ حَسَنَ رَجِيْنِي اللهُ عَنْهُ بِالْمَوْبِ بَيِّنَةٍ
مَسْمُومَةٍ تَمْنَنُهُ زَوْجَتُهُ جَمْدَةٌ
بِئْسَتْ لَا تَشْفَتْ بِنِ فَيْسٍ دَسَّ
رَبَّهُ بِنِ بَبَّةُ بِنِ مُعَاوِيَةَ اَنْ تَتَّهَّ
فَبِتَرَّ وَجْهَهُ قَلَّتْ فَلَمَّا مَاتَ
حَسَنُ بَعَثَتْ رَسِيْرِيَّةُ تَسَاءُلُهُ
لَوْ قَاتَبْتُ دَعَا مَا فَعَالَ اِنَا لَمْ نَرَضُكَ
فِيْمَنْزَرٍ فَتَرَضَّكَ لَا تَنْفَتَ -

نور اللکھ (مثنیٰ)

(حضرت) امام حسن کی وفات مدینہ منورہ میں
ہوئی زہر سے آپ کی بوی جعدہ بنت اشعث
بن قیس کو یزید بن معاویہ نے خفیہ پیغام بھیجا
کہ اگر تو حسن کو زہر دے دے تو میں تجھ سے
نکاح کر لوں گا تو اس نے یزید سے کہا کہ پہلے
وفاات ہو گئی تو اس نے یزید کو ابلاغ دے دیا
کیلئے کہ انویزید نے کہا: بیشک ہم نے تو تجھے
دلہنہ دشمن حسن کیلئے پسند کیا تھا تو کیا اپنی
وفات کیلئے پسند کر لیں گے ؟

نہیں کہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے کہا کہ میں نے اپنے پاس سے ایک کھجور کا ٹکڑا نکالا ہے جس میں ایک کھجور کا بیج ہے۔
 یہ بیج میرے پاس ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس کو کھاؤ۔ یہ کھجور کا بیج ہے جس میں ایک کھجور کا بیج ہے۔
 یہ بیج میرے پاس ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس کو کھاؤ۔ یہ کھجور کا بیج ہے جس میں ایک کھجور کا بیج ہے۔
 یہ بیج میرے پاس ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس کو کھاؤ۔ یہ کھجور کا بیج ہے جس میں ایک کھجور کا بیج ہے۔

اصل میں سب کو خوف نہ دیکھا کہ ہر دہائی کے نسبت بڑی کی طرف کی گئی ہے
 درجہ بڑی و توفیق و عطا بھائی ہے خواہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 میں جو باتیں و حدیثیں ہیں۔ وہ رسول قبول و درجہ کے نوجوانوں کے سرور کو
 لے لی غنیمت ہے۔ اور وہی ہی قرار دیا ہے کہ اس میں ہے اس سے اس کا
 ان میں کہ وہ کہہ دیا ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے۔ درجہ پھر سوال پیدا ہوتا
 ہے چھوٹا و بڑا کہ یہ نہیں دیا ہے کہ اس نے دیا ہے کہ یہ حق ہے کہ یہ بڑا کہہ دیا
 تھا کہ یہ باب اور احادیث ہیں۔ اس کی وفات کے بعد امام حسن کے بھائی ہوئے لوگ
 بھی اس میں بھی قبول ہیں کہ یہ اس کے لفظ پر چنانچہ میرے اقتدار کی راہ میں بہت بڑی
 روک ٹوک ہے کہ اس کو دور کیا جائے کہ میرے لیے حکومت کا معاملہ آسان ہو جائے۔

درجہ بعض خیر کتب میں بھی ہے کہ امام حسن اور امیر معاویہ کے درمیان جن
 شرط پر صلح ہوئی تھی ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ "امیر معاویہ کے بعد امام حسن
 خلیفہ ہوگا" چنانچہ حضرت معاویہ کی سند زین کلاب الاصبغاب میں ہے۔

وَلَا حَافِیَ مَنَیْ سَعْدِی
 حسن ثَمَانِیْ خَلَاةَ لَعَاوِیَ
 حَبَابَ لَا فِیْہِیْ تَنْکُزُ مِنْ
 عَدُوِّ عِلْمِ دَلِیْلِ الْعَدُوِّ
 علامہ کے درمیان اس میں اختلاف نہیں ہے
 کہ امام حسن نے امیر معاویہ کو صرف ان کی
 حیات تک خلافت سپرد کی تھی نہ کہ خبر کو
 بھی پھر ان کے بعد خلافت حسن کے لیے

بیتھا

رواۃ مستند علی الاشیاء مستند

۱۰۰۰ ہوا تھا

ہم کو اس پر خوب کھانا ہے

تو میرے حضرات اس سے بگڑی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات بڑی عجیب و غریب ہے :
 اوروہ خوب سمجھتا تھا کہ میرے والد کے بعد خلافت کے حق میں ہم جس میں سے
 صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں جبکہ امام حسن : رہیں چنانچہ اس نے اپنے قدر
 کی خاطر یہ عظیم عظیم کیا کہ امام حسن کو زہر دیا دیا۔

بعض اہل قلم نے لکھا ہے کہ مروان کا کم مرتبہ

امام حسن کو زہر دیا

برائے بڑی ایک کینزا جو بڑی رو میں تھی

کو بلا کر پوچھا کہ تو امام حسن کے گھر آئی جاتی ہے یا اس نے کہا ہاں : مروان نے کہا
 کام کرنا ہے اگر تو اس کو کر دے تو میں تجھے جن جوار دینا دوں گا۔ اس نے کام
 پوچھا۔ مروان نے کہا کہ کسی حرت حسن کی بیوی جعدہ کو اس حرت کی بکنی بیڑی مانیں
 کر کے ہر ایک کو حسن تو اپنی بیویوں کو طلاق دے دیتے ہیں انوار سنہ ترجمہ رکھنا ہی نہیں
 پھر ساری شرمیہ بن کے رہو گی۔ اور اگر چاہتی ہو کہ جب شام دہرائی کہ کھربند میش و
 عشرت کی زندگی گزارو تو دوں عہد بزدلی ایک خواہش کہ چاہے اگر وہ بچہ نہ تھی
 کر کے گا اور ایک لاکھ درہم بھی دے گا۔ اوروہ نہیں بہت چاہتا بھی ہے حد سے
 بزدلی کی خواہش دہانت کی۔ والد نے کہا اگر تم اس کے بے نیاز ہو جاؤ تو بتاؤ؟
 غرض چند طاقانوں میں اس منکار و زلزلہ نے جعدہ کو جبکہ کو عمو کر یا ابو مروان کے
 طرف سے مخالفت کی ذمہ داری کا یقین دلا کر کہا کہ حسن کو زہر دے کہ کہ کر دو پھر
 پوری ہو سکتی ہے اوروہ ان اس بات کا فائدہ ہے بنصب جعدہ انیا کے فائدہ
 دولت اور عشرت کی حرص و طمع کا بیکار ہو کر اس عظیم کے بے نیاز ہو گئی
 نے جعدہ مرتبہ کبھی نہ کبھی کبھروں وغیرہ میں ملا کر حضرت امام کو نہ دیا مگر عمو

۔ بعد ازاں چلی ہی، مرنے کو بڑا حالت کی خبر پہنچی ربی انھوں نے اس عالم سے تھوڑا سا پسا
 سواری میں بیٹھ کر دیا کہ یہ پہلی میں ملا کر چاروں جب وہ چلایا گیا تو اس نے اندھے
 ہی ہزار، تنہا کو ٹھوسے کر دیا اور حضرت امام کو اسماعیل کہی ہو گیا اور سوتے
 فی شہوت ہو گئی اور جبرائیل آئیں کہ کٹ کٹ کے باہر آتے تھیں۔

کہ کھٹ سوزش اس میزہ در قدح

کہ نہ گشت لڑاں آپ خوشگوار حسن

وہ خدا کی بھلائی پر وہ شد مجر ش
 بند زندہ ہو گئی بخت در کنار حسن
 برکت دینے غلام شد ز مرد فام
 مضرع لب یا قوت آبدار حسن
 بر سوخت تعلق ہوا اور آتش ل
 ز حسرت مجر شت دل فکار حسن

بہار حسرت ہمیر از غلامان ستم

بر بخت لاد و سرین از بہار حسن

چہ تغیر ہوا ہمیں روز بیمار ہے، ایک دن آپ نے جعدہ کو تنہائی میں بلا کر
 وہ بلا سے ہاتھ سے دھا! بچھو پافوس! تو نے کتنی مرتبہ مجھ کو زہر دیا، تو خدا تعالیٰ
 اور میرے خدا تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ شرابی، تو تو بخت کے دعوے
 کیا رقی حق، کہا اہل جنت ہا کیا کہتے ہیں، مجر شیں! جس مقصد کے لیے تو نے یہ
 تمہنی کی ہے نہ وہ مقصد بھی پورا نہ ہو گا، پھر آپ نے اس کی طرف سے مزہ چھو دیا
 آخر آپ کی حالت توجہ ہو گئی، سب قیام اور مجر شیں بہت زیادہ ہو گئی۔

انہیں کتاب رتبہ ملے پر میرا
 دیکھا کہ کہتے ہیں مجھ سے پہلے
 ہمیں نہ کہہ سکتے، غم نہ ہوتا
 سب سے بہتر تھا، ہو جیتا، کیڑا

یہ نہ کہہ کر سننے دعا سے چلا دیا

کہنے سے جیسے پہنچے خبر چلا دیا

جیٹھ لگا رہتے تھے جو بہت تھکے ہوئے تھے
 فرمایا پشت لاد ہوا زبستہ بفرار
 اب آئی دورت نہ تھوڑے میں

وہ سبھ مصطفیٰ کی شہادت نہ تھی
 عالم کے بادشاہ کی جلالت کی رات تھی
 غم میں حسن نہ تھوڑے آئی خستہ ہو
 زبدا ہر نفس پہ فہم نہ تھی

فرمایا اب مجھ پر ہنس دیا ہے ہاتھ میں

نانا بلا سبھ میں گئے جنت کو جانے میں

وہ سبھ دیکھے نو چہین، مولائی کے دل کے چہین، جبروت رسول خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مجتبیٰ چہرہ و صفتیں فرما کر ماہ ربیع الاول ۱۱۸۰ھ میں پشت بین میں مدھانے
 وَأَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

حضرت امام کی شہادت کے بعد تمام نبی ہائے مہم خدا مار حسین، نبی نہ عز کے
 دل میں سخت غم و غصہ تھا اور مردان پر سمجھا تھا کہ یہ سخت خبر ہے، اگر میں کو یہ میں
 تو یہ ہرگز ناموش نہیں بنیں گے اور بہت بڑا فتنہ ہو گا اور قتل و غارت کی زبستہ وہ
 آئے گی، اور ہر جگہ بھی پشیمان اور سخت ناخوش تھی ماسی بے مروتان نے سوچنے پر
 بلا لیا اور وہ غلام اور زمین کنیزوں کے ساتھ پر شہیدہ طور پر یزید کے پاس بھیج دیا اور
 کہ سارا حال لکھ کر تاکید کر دی کہ یہ راز فاش نہ ہونے پائے ورنہ یزید فتنہ جاگ
 اٹھے گا اور ہوا میں مہمان سے باہر آجائیں گی اور سخت غم و غارت ہو گا سب سے وعدہ کہ
 پر شہیدہ رکھا جائے تاکہ یہ راز فاش نہ کرے

یزید نے جگہ سے حال معلوم کیا، جگہ نے اول سے لے کر ختم تک یہ سب کچھ
 پیش کر کے یزید سے کہا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا ہے اور میں نے اس کو

خبر کیا اب تم اپنا دمہ دنا کر دلا دیجھے اپنی زوجیت کا شرف بھڑے بزمید نے ہما بھ
 پر خدا کی سنت ہے۔ جب تو نے خدا و رسول کے غضب کا خیال نہ کیا اور حسن جیسے عالی مقام
 شوہر کے ساتھ ایسا ظلم اور بے وفائی کی تو مجھ سے کب دنا کرے گی۔ تو اس التوق نہیں
 کرنیں مجھے اپنی زوجیت میں لوں۔ جعدہ کو اس ناکامی کا سخت احساس ہوا اور اس نے
 تین درہم نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ بند کی۔ اور ہر وقت رقی قہی کہ ہائے میں نے کیا کیا
 بزمید یہ سمجھتا تھا کہ چونکہ یہ بڑی طرح ناکام ہوئی ہے اور اس ناکامی کا اسکو
 سخت احساس ہے لہذا اس کو اگر زندہ چھوڑا گیا تو یہ اس ناکامی کا انتقام ضرور لے
 گی اور اس راز کو فاش کرے گی۔ اس لیے اس نے تین درہم کے بعد چار آدمیوں کو تیار
 کیا کہ اس کو جزیہ فیل میں لے جاؤ اور وہاں لے جا کر اس کے ہاتھ پاؤں جسکر کر
 اس کو گھوڑے کی دم کے ساتھ باندھ کر خوب دوڑاؤ اور پھر سمندر میں پھینک دو چنانچہ
 ایسا ہی کیا گیا۔

خَيْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ذَلِكُمْ هُوَ الْخُورَاتُ الْمَيْتُونَ ۔

ہر کہ دیں را بہر دنیا سے دنی از دست او

بیشکے محروم ماند از دولت دنیا دیں

حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا
 تھا کہ میں نے اہم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے درخواست کی تھی کہ مجھے روضہ
 انور میں دفن کی اجازت عنایت ہو انہوں نے بلا تاویل بطیب خاطر اجازت دی ہے
 لیکن میں گمان کرتا ہوں کہ کوئی ضرور مانع ہو گا تو اس سے تکرار اور لڑائی جھگڑا نہ کرنا
 اور پھر مجھے میری والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس بقیع میں دفن کر
 دینا چنانچہ آپ کا جنازہ مبارک روضہ مبارک کے پاس لے گئے جب یہ خبر مروان بن الحکم
 کو پہنچی تو وہ ماضع ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمان دہاں دفن نہ ہوں

دس دن دفن ہوں حضرت امام حسین اس سے لڑنے کے لیے تیار تھے مگر
 نہ ہو گیا۔ دونوں طرف سے نوک مسلح ہو کر آگئے حضرت ابوہریرہؓ بڑے ذہنی و مہربانوں
 ہے فرزند رسول اللہؐ کو رسول اللہؐ کے پاس دفن نہیں ہونے دیتا اور حضرت امام حسین
 زون کے بھائی حضرت امام حسن کی وصیت یار و راز اور لڑائی سے روکا۔ آخر حضرت امام
 حسن کو بیعت میں آئی والدہ محترمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کیا
 گیا۔ رضی اللہ عنہا۔

یہ کہنا کہ زہر خورانی کی نسبت حضرت امام کی دیوں
 جہدہ کی طرف کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس کی کوئی
 صحیح سند نہیں ہے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اسناد تک امام حاکم اور تہذیب التہذیب
 علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی اور الاستیعاب علامہ انام ابن عبد البر جو علم حدیث کے
 مشہور اور جلیل القدر امام ہیں ان کی روایات جو صحیح الاسناد ہیں علاوہ ازیں بڑے بڑے
 ائمہ حدیث و تاریخ کی نقول گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہیں۔ لہذا یہ کہنا کہ اس کی کوئی
 صحیح سند نہیں، غلط ہے۔

اور یہ خیال کہ جب آپ کے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قاتل کی خبر نہ
 ہوئی تو غیر کو کیسے ہو سکتی ہے۔ نیز اگر امام حسین کو خبر ہو جاتی تو وہ ضرور شہید ہی ہونے لگتے
 اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر اس وقت حضرت امام حسن نے ان کو نہیں
 بتایا اور اس وقت حضرت امام حسین کو خبر نہ ہوئی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد
 میں بھی معلوم نہ ہوا ہو۔ رہا یہ کہ پھر شرعی مواخذہ کیوں نہ کیا تو عرض یہ ہے کہ شرعی مواخذہ
 کرتے کس سے؟ اس وقت حاکم مدینہ مردان تھا اور اسی نے توبہ ایمانے بزیہ یہ
 ہم کر دیا تھا جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور حضرت امام کے دفن کے قضیہ میں بھی مدینہ

کا کردار ذکر ہو چکا ہے۔ دیکھتے حضرت امام حسن اور حضرت امیر معاویہ کے ایمان جن شرائط پر
 صلح ہوئی تھی ان میں پہلی شرط یہ تھی کہ حضرت معاویہ کے بعد خلافت امام حسن کو ملے گی
 لیکن جب حضرت معاویہ نے یزید کی بیعت کی تو شروع کی تو کسی ایک نے بھی حضرت
 معاویہ سے یہ نہیں کہا کہ حضرت حسن اور آپ کے درمیان یہ شرط تھی اس لیے یزید
 کو ولیمہ نہیں بنایا جاسکتا۔ اور جب حضرت حسین یزید کے مقابلے میں کھڑے ہوئے
 نواب نے اپنے دعویٰ کی تائید اور یزید کی مخالفت میں بہت سی تقریریں کیں لیکن کئی تقریر
 میں بھی آپ نے یہ مواخذہ نہیں کیا کہ چونکہ میرے بھائی حسن صرف معاویہ کے حق میں
 دست بدار ہوئے تھے اور امیر معاویہ کے بعد خلافت ان کا حق تھا اور وہ ہرگز امیر معاویہ
 کی زندگی میں انتقال فرما گئے ہیں لہذا اصول توارث کی رو سے ان کا حق مجھے یا حسن کی
 اولاد کو ملنا چاہیئے حالانکہ یزید کے خلاف دلائل میں یہ بہت زیادہ قوی دلیل تھی۔ مگر
 آپ نے اس کا مواخذہ اور ذکر تک نہیں کیا۔

اور یہ کہنا کہ یہ حضرت امام کی بیوی پر خیر کے ساتھ ماز باز کرنے کی ایک ناپاک
 تہمت اور تبرا ہے اور بدگمانی ہے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ پھر تو وہ عام ائمہ و محدثین و مؤرخین اور علماء
 جنہوں نے زہر خورانی کی نسبت جعدہ کی طرف کی ہے وہ سب کے سب معاذ اللہ حضرت
 امام کی بیوی پر تہمت لگانے والے اور تبرا باز قرار پائیں گے اور پھر یہ بھی تسلیم کرنا
 پڑے گا کہ ان ائمہ و محدثین نے بغیر تحقیق کے ہی لکھ دیا ہے جس سے ان کے علم اور
 تحقیق پر بھی حرف آتا ہے۔

اور یہ کہنا کہ حضرت امام کی بیوی آپ سے بہت محبت رکھتی اور شیدائھی
 ایسی حالت میں یہ بات بہت بعید ہے کہ آپ کی کوئی بیوی ایک طمع فاسد سے ایسے
 جلیل امام کے قتل جیسے جرم کا ارتکاب کرے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے کہ آپ کی ساریوں آپ سے
 بہت زیادہ محبت رکھتی اور شہداء تھے چنانچہ گزشتہ باب میں خود حضرت عبداللہ بن
 حسن کی روایت ذکر ہو چکی ہے کہ آپ چونکہ کثیر الزحام تھے اور ایک دور تک یہ
 ہی طلاق دے دیتے تھے اس لیے بہت کم غم میں آپ سے محبت کرتے تھے۔ اور
 آپ سے محبت کرنے میں بھی خلل کرتی تھیں۔ کیونکہ فطرت کے تقاضے بہت مال اپنی بد
 مسلم ہیں اور یہ عورت کی فطرت ہے کہ جب اسکو معلوم ہو جائے کہ فلان کے ایک دو
 دن کے بعد ہی اسکو طلاق مل جائے گی تو پھر اس کے دل میں محبت و اہانت نہ ہونا
 ایک ایسا امر ہے جو ہر عورت کے لیے ممکن نہیں۔

اور چونکہ طمع فاسد سے ایسے جرم کے ارتکاب کے بعد ہونے والے متعلق ہے۔
 بھی کوئی جید نہیں۔ یہ حرص و طمع ایک ایسا آلودہ ہے جس نے بڑے بڑوں کو شکار کیا
 ہے۔ دیکھیے عمر بن سعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے جو غزوہ بدر
 صحابہ میں سے تھے۔ اس نے بھی توصیف سے کہی حکومت کی حرص و طمع ہی میں
 بڑی ہلکائی کا سامنا کیا۔ اسلئے خدا اور سارے خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کربہ میں قتل کرنا
 منظور کر لیا تھا اسی حرص ابن زیاد، بزد اور شمر وغیرہ تابعین سے تھی اور تابعین کی نفسیات
 افضل سے ثابت ہے۔ مگر خستہ جاہ اور ذہنی حکومت کی حرص نے ان کو بنا دیا اور انہوں
 نے اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کربلا و کوفہ وغیرہ میں جو کچھ کیا کرنا بد
 کو معلوم ہے تو ایک عورت جو ناقص العقل ہے اور جس کا سارا خاندان ہی دشمن ملنیت
 تھا، وہ طمع فاسد کا شکار ہو کر ایسی حرکت کی مرتکب ہو جائے تو کیا بعید ہے۔

چنانچہ ابن مسلم قاتل حضرت علی کرم اللہ وجہہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 سنت زین بدر بخت فرمایا تھا وہ اس رات کو جس کی صبح کو اس نے حضرت علی پر فائدہ
 مہم کیا تھا بعد کے باب اشعث بن قیس کے پاس تھا اور ساری رات اس سے

نہ لیں روایت عامہ کے یوں تو کئی سے چار سو میں لکھے
 یہ حدیث مسکین قبیلہ و انہیں لرفنا کہہ دے وہاں آیا و انہیں
 ترمذی و مالک بن انس و ترمذی و ابن ماجہ و ابن کثیر
 یہ حدیث ہے ابی یوسف و ابی حنیفہ و ابی شریبہ و ابی ہریرہ
 میں نہ صرف روایات کے بعد حدیث ہے بلکہ روایت ہے حدیث و حدیث
 کے نزدیک حدیث و حدیث و حدیث و حدیث و حدیث و حدیث
 حدیث و حدیث و حدیث و حدیث و حدیث و حدیث

حدیث و حدیث و حدیث و حدیث و حدیث و حدیث
 حدیث و حدیث و حدیث و حدیث و حدیث و حدیث
 حدیث و حدیث و حدیث و حدیث و حدیث و حدیث

اس خائف و خوف نے یہ تو یہاں ہے کہ بعض صحابہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو جانتے اور اس کا اقام سے سختی سے روک کر امام نے کسی کی نہ مانی اس سے یہ یہ دینا مقصود ہے کہ امام پر اقتدار کی ہوس اس قدر غالب ہو گئی تھی کہ آپ نے بڑے بڑے صحابہ کے روکنے اور ممانعت سے مشورے کی بھی کوئی پروا نہ کی اور انہیں باطل فتنہ سازوں کے مگر ازراہ خیانت یہ نہیں لکھا کہ جب حضرت عبداللہ بن جعفر اور عثمان بن سعید نے آپ کے پاس پہنچ کر بہت کہا سنا اور از حد گوشش کی کہ آپ کو فتنہ جائیں۔ پھر میں آپ نے مانے تو انہوں نے کہا آخر آپ کو فتنہ جاتے پر اس قدر رخص کیوں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:-

اِنِّي رَأَيْتُ رَوْيَا رَأَيْتُ فِيهَا رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْرُهُ
 فِيهَا بِأَمْرٍ أَمَّا مَضَى لَهُ عَلَى كَنَانِ
 أُولَى فَقَالَ مَا تِلْكَ الرَّؤْيَا قَالَ مَا
 حَدَّثْتُ بِهَا أَحَدًا وَمَا أَنَا مُحَدِّثُ
 بِهَا أَحَدًا حَتَّى آتِيَ رُبِّي
 زابن اثیرؒ طبریؒ ابوابہؒ

میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اپنے اس خواب میں مجھے ایک حکم دیا ہے جس کو میں خود پورا کروں گا خواہ کچھ بھی ہو۔ انہوں نے کہا وہ خواب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہ میں نے اب تک کسی سے بیان کیا ہے اور نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اپنے رب کے جاہلوں۔

قارئین حضرات! دیکھا آپ نے کہ اس مؤلف نے وہ بات جس سے اصل حقیقت واضح ہوتی تھی اس کو نہیں لکھا معلوم ہوا کہ امام عالی مقام اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل فرما رہے تھے اور آنے والی نسلوں کے لیے ثابت قدمی اور عزیمت کی مثال قائم کر رہے تھے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صحابہ کا روکنا عقیدت و محبت اور انتہائی ہمدردی کی بنا پر تھا اس لیے نہ تھا کہ ان کے نزدیک یہ خروج ناجائز یا خلیفہ برحق کے ساتھ

دست پرستی تھا بسا کہ گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ (امام کا بیان)
 ہا اور امام کا پٹہ اپنا حق ادا کیا اور فرما دیا۔

ی مکتوبک عندک انتقم یزیدون
 میرے لیے میرا حق اور تمہارے لیے تمہارا حق
 میں اکتل وانا بیریقت متا
 اس بری جو جو میں کروں اور میں اس سے
 تم لوگ۔

اگر کوئی یہ کہے کہ پھر امام نے کربلا میں گھر جانے کے وقت یہ کیوں کہا کہ مجھے آپس
 چلے جانے دو یا کسی اور طرف نکل جانے دو یا یزید کے پاس ملے چلو۔ میں اس کے حق
 میں ہاتھ دے دوں گا یعنی بیعت کر لوں گا۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ انعامِ حجت کے لیے تھا نا کہ یہ لوگ کل قیامت
 کے دن یہ عذر نہ پیش کر سکیں کہ اگر امام ہمیں واپس یا کہیں اور جانے کے لیے کہتے تو ہم
 ضرور ان کو جانے دیتے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مجھے یزید کے پاس ملے
 چلوں اس کے ہاتھ میں ہاتھ رکھ دوں گا۔ یہ غلط ہے (جیسا کہ گزشتہ صفحات میں
 گزر چکا ہے) اگر اس کو درست مان لیا جائے تو پھر سوال یہ ہے کہ کربلا میں جنگ
 کیوں ہوئی؟ جھگڑا تو سارا بیعتِ یزید ہی کا تھا۔ جب امام اس کے لیے آمادہ ہو گئے
 تھے تو پھر ان کے ساتھ جنگ اور ان پر ظلم و ستم کا کیا مقصد تھا؟
 عباسی صاحب لکھتے ہیں:-

۹۱: "یہ حادثہ (کربلا) بس اتنی دیر میں ختم ہو گیا تھا جتنی درِ قبلولہ میں آٹھ چھپک
 جائے یعنی کم و بیش آدھ گھنٹے میں اسکی تائید مزید ان رادیوں کے اس بیان سے
 بھی ہوتی ہے کہ فریقین کے مقتولین کی تعداد ۷۲ اور ۸۰ تھی۔" (خلافتِ معادۃ
 یزید ص ۱۲۳)

نفس کے لیے میری کتاب شام کو بلا دیجئے

سے عباسی صاحب کتاب کا بیان و قطع ثابت کرنے پر اس نے یہاں سے روایت
و تحقیق سے تاریخ تہ و تدوین و تہذیب و تمدن و تاریخ و جغرافیہ و
تاریخ ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

احمدت حسین اور ان کے ساتھیوں میں اگر گزشتہ اوراق میں با وضاحت و باریک
دہریں دی نمبر ۱۱ کو بعد اواسے فرزند علی دوازہ ہونے اور میں منہوں کی مساحت ہمیدہ
کم سے کم نہیں ہی دن میں طے کرنے کے بعد ۱۰ محرم ۱۱۱۱ کو کرہا کے مقام پر پہنچے تھے
سکتے تھے اس سے پہلے نہیں (خلافت معاویہ و بزرگ ص ۱۵۹)

اس سے عباسی صاحب کا اصل مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ برہنوں کے پانی پر
بند کرنے کی روایات بے اصل اور غلط ہیں اور ان پر محض ایک الزام ہے۔ لیکن یہ دروغ
کو راجحانہ نباشد۔ قول اگر صمیم ہے تو ملاحظہ فرمائیے۔ اسی کتاب میں چند صفحات ان کے ایک
عنوان ”و غلط بیانیوں کی چند مثالیں“ قائم کر کے اس کے تحت ایک جدول میں لکھا ہے۔
”مبصرین نے حضرت حسین کی مکتہ سے عراق کو روانگی کی تاریخ ۸ رزی ۱۱۱۱ کو
یوم شنبہ اور کر بلا پہنچنے کی تاریخ ۲ محرم ۱۱۱۱ بروز پنج شنبہ بتائی ہے جو غلط ہے صحیح تاریخ
مکتہ سے روانگی کی ۹ ستمبر ۱۱۱۱ یوم یک شنبہ ہے اور کر بلا پہنچنے کی تاریخ ۲ اکتوبر ۱۱۱۱
یوم شنبہ ہے اور حادثہ کر بلا کی تاریخ ۱۰ اکتوبر ۱۱۱۱ بروز چہار شنبہ ہے، بروز جمعہ
غلط ہے۔ (خلافت معاویہ و بزرگ ص ۱۶۳)

ان دونوں عبارتوں میں غور فرما کر نتیجہ نکالئے اور اس نئی تحقیق و دلیل کی روشنی
دیجئے۔

پہلی عبارت میں امام صاحب کا ۱۰ رزی ۱۱۱۱ کو مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر نبش
مزاروں کو کم سے کم تیس دنوں میں طے کرنے ۱۰ محرم کو کر بلا پہنچنا ثابت کیا اور کہا کہ اس
سے پہلے نہیں پہنچ سکتے تھے۔

اور رعایت میں انہیں ششہ پڑا تو وہ سب سے اٹھ کر رہ گئے
 ششہ اٹھ کر پہنچے کچھ عرصہ ٹھہرے تو مائیں اور بچے کی طرف
 دھناتی ہے راز ہمد کو کھانا ہے۔

نتیجہ ۱ پس جہالت میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۱۱ سرو صفت میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۱۲ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۱۳ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۱۴ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۱۵ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۱۶ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۱۷ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۱۸ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۱۹ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۲۰ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف

۲۱ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۲۲ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۲۳ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۲۴ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۲۵ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۲۶ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۲۷ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۲۸ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۲۹ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۳۰ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف

۳۱ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۳۲ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۳۳ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۳۴ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۳۵ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۳۶ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۳۷ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۳۸ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۳۹ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف
 ۴۰ نہایت بڑا بڑا کر میں توجہ کر میں دھم دیکھ پہنچا جات باف

تیسے پودوں میں سے اس نے محقق بنی تحقیق کیجو جنسیت و رنگ و بو و بویا
مزنی اور خیانت و جہد و باق کا ایک ہی مثال بنا کر ہے۔ چھوڑ کر اس سے نفاذ
کرامت کے اور محققین اور علماء تحقیق کے ایشادات کو مٹانے کے کہ انصاف سے ماننے
ان کے متعلق فیصلہ کریں۔

علامہ امام ابن اثیر اپنی مشہور تاریخ الکامل کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:-

وَأَنَا اعْتَدْتُ عَلَيْهِ مِنْ بَيِّنِ
التَّوَرِخِينَ أَذْهُوَ الْإِمَامُ الْمُتَقَرَّرُ
حَقًّا لِلْجَامِعِ عَلَيْنَا وَصِحَّةً إِعْتِقَادًا
وَصِدْقًا (ابن اثیر ص ۱)

میں نے تمام مؤرخین کی نسبت ابن اثیر
طبری پر ہی زیادہ اعتماد کیا ہے ان کے روئے
سچے حکم امام عظم و فاضل کے جامع و متطابق
صیح اور روایت میں آتے ہیں۔

علامہ امام ابن کثیر فرماتے ہیں:-

كَانَ أَحَدَ أَمَّةِ الْإِسْلَامِ عَلَمًا وَ
عَمَلًا بِكِتَابِ اللَّهِ وَسُنَنِ رَسُولِهِ
وَالْبَدَايَةِ وَالنَّهَايَةِ (ص ۱۴۱)

کہ وہ اسلام کے علموں میں سے ایک امام اور
کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ رضی اللہ عنہ
وہ علم کے عالم اور عامل تھے۔

نیز فرماتے ہیں:-

وَمَشَقَّ التَّارِيخِ الْحَافِلَ وَلَهُ
التَّفْسِيرُ الْكَامِلُ الَّذِي لَا يُوجِبُ
لَهُ تَقْطِيعَ وَغَيْرُهَا مِنَ الْمُصْنَفَاتِ
نَافِعَةً فِي الْأُمُورِ وَالْفُرُوعِ وَ
مِنْ أَحْسَنِ ذَلِكَ تَهْذِيبُ الْأُمَارِ
وَلَوْ كَمُلَ لَمَّا اخْتِجَ مَعَهُ الْمُشْتَرِكُ
وَلَكِنْ فِيهِ الْكَفَايَةُ لَكِنَّهُ لَمْ

اور انہوں نے ایک بھر پر مختصر تاریخ بھی
لکھی اور ایک اُن کی کامل تفسیر ہے جس کی تفسیر
نہیں پائی گئی اور ان دونوں کے علاوہ بھی صہ
فروع میں اُن کی بڑی نافع تصانیف ہیں اور
ان میں بہت ہی زیادہ بھی کتاب تہذیب
الامار ہے اگر اس کی تکمیل ہو باقی تو اس
کے ہوتے ہوئے کسی اور چیز کی ضرورت

سید دودہ دوسرے شہید مکہ
 بنی سید یکتی فی حق اہل بیت
 ورنہ حال غیظ نبی دہی شہر
 ابن جریج بعد ددان مہا و حین و ذیہ
 و تہا میں ہارانتہ اعلیٰ و تحکم
 بقولہ و یرجع الی معرفتہ و
 فضلیہ و کان قد جمع من العلوم
 مانہ یشارک فیہ أحد من
 اہل عصرہ و کان حافظا
 بکتاب اللہ تعالیٰ عارفاً لغرائب
 کلہا بصیراً بالمعانی فقیہاً فی الاحکام
 عالیاً بالسنن و طریقا و صیغیہا
 و سقیمہا و ناسیخہا و منسوخہا
 عارفاً باقوال الصحابہ و التابعین
 و من بعدہم عارفاً بآیات
 التامین و اخبارہم و لہ الکتاب
 المشہور فی تاریخ الایم والملوک
 و کتاب فی التفسیر لہ
 یصنف أحد مثلہ و کتاب
 سماہ تہذیب الآثار لہ
 زیواد فی مفعہ الاآئہ

یہی وہ سبب ہے کہ ابھی
 وہ محسوس نہیں ہوتا ہے
 کہ انہوں نے مسلسل چار سو سال سے
 کہہ رہے ہیں کہ حق تعالیٰ نے
 کہنے میں کوئی ہندو کو ہنسنا یا
 دلت مکہ میں نامت نہیں ہے
 اور ہمارے حق اور ان کی
 جانتا ہے اور ان کے
 کیا جانتا ہے اور ایک
 علوم جمع کئے تھے کہ ان کے
 بھی ان علوم میں ان کے
 اللہ کے حافظ، اس تمام
 قاری، اس کے معانی پر
 احکام میں فقیہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 سنتوں اور اس کے مرنوں اور ان میں
 غیر جمع اور نسخ و منسوخ کے
 اور تابعین اور ان کے بعد والوں
 پوری معرفت رکھنے والے لوگوں کے
 اور اخبار کے علم، ان کی تاریخ میں
 "تاریخ الایم والملوک" اور ایک ان کی تفسیر
 ہے کہ اس میں کوئی تصنیف نہیں ہے

لَمْ يَجْمَعْ وَلَهُ فِي أَصُولِ
لَفْتِهِ وَطُرُوعِهِ كُتُبٌ كَثِيرَةٌ
وَإِخْتِيَارَاتٌ وَتَفْسِيرَةٌ
بِمَسَائِلَ حِفْظَتِ كَمَنْهُ
(ابن ابی شیبہ و ابن ابی شیبہ)

میں بہت سے کتابیں ہیں جو ان کے ہاتھ میں
پیشتر کتاب میں لکھی ہیں جو مردہ ہیں
جو کہ ان کے ہاتھ میں لکھی ہیں جو مردہ ہیں
کہ ان میں اور فتاویٰ ہیں جو مردہ ہیں
منفرد و مثبت رکھتے ہیں جو کہ ان کے ہاتھ میں
ان سے حاصل کئے ہیں۔

علامہ امام حافظ بلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ظم تفسیر کی جو بن جث کے جہ زمانے

ہیں :-

رَفِئَانُ قُلْتِ، فَأَيُّ التَّفَاسِيرِ تُرْسُدُ
إِلَيْهِ وَتَأْمُرُ النَّاسَ أَنْ يَفْعُولَ
عَلَيْهِ ؛ (قُلْتِ) تَفْسِيرًا لِامَامِ
أَبِي جَعْفَرٍ بْنِ جَرِيرٍ الطَّبْرِيِّ
الَّذِي أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ الْمُتَقَبِّرُونَ
عَلَى أَنَّهُ لَمْ يُؤَلَّفْ فِي التَّفْسِيرِ
مِثْلَهُ قَالَ الثَّوَوِيُّ فِي تَمْيِيزِهِ
كِتَابُ ابْنِ جَرِيرٍ فِي التَّفْسِيرِ
لَمْ يُصَنَّفْ أَحَدٌ مِثْلَهُ -

پس اگر تم یہ کہو کہ پھر تفسیر میں کونسی تفسیر
ہے جس کی طرف ہم رہنمائی کئے ہو اور اس
اعتماد کرنے کا حکم دیتے ہو؛ تو میں کہتا ہوں
کہ وہ تفسیر امام ابو جعفر ابن جریر طبری کی ہے
جس پر تمام معتبر علماء کا اتفاق ہے کہ ان
تفسیر میں اس کی مثل کوئی کتاب نہیں
لکھی گئی۔ امام نووی اپنی کتاب تہذیب
میں فرماتے ہیں کہ ابن جریر کی تفسیر ایسی
ہے کہ اس کی مثل کسی نے کوئی کتاب
تصنیف ہی نہیں کی ہے۔

الماکان فی علم القرآن ص ۱۱۱

امام الامام ابو جریر بن جریر فرماتے ہیں :-

مَا أَعْلَمَ عَلَى أَدِيمِ الْأَرْضِ أَعْلَمَ مِنْ
ابْنِ جَرِيرٍ وَلَقَدْ ظَنَنْتُهُ الْحَيَاةَ

میں نہیں جانتا کہ دوسرے میں پر
ابن جریر سے بھی بڑا کوئی عالم ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

بشیر بن خبیث کہ ان کا حکم کیا ہے

عابر حافظ ذہبی فرماتے ہیں :-

الْإِمَامُ الْعَلَمُ نَقُوذُ الْعَاظِمِ أَبُو جَعْفَرٍ
الْعَمَرِيُّ أَمَدُ الْأَعْلَامِ وَحَسْبُ النَّصَائِرِ
قَالَ أَبُو بَكْرِ الْخَطِيبُ -

(تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱)

علم میں کیاتے زمانہ نبیل اللہ امام عابد
ابو جعفر الطبری صاحب التفسیر میں
خطیب بغدادی نے کہا (اے خطیب بغدادی
کہ وہ عبادت لکھی جو گزر چکی ہے)

علامہ ابو حامد الغفیر الاسفرائینی فرماتے ہیں :-

لَوْ سَأَلَ قَرَجَلٌ إِلَى الْقَتَنِ حَتَّى يَنْظُرَ
فِي كِتَابِ تَفْسِيرِ ابْنِ جَوْبَرِ الطَّبْرِيِّ
لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ كَثِيرًا

مہاجر ص ۱۱۱ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱

اگر کسی شخص کو تفسیر ابن جریر
کیسے چھین کر لے کر کرے تو مجھے (اگر
تفہمت کے میں غمراہ کوئی زیادہ مفسر
ہوگا)

علامہ امام عبد الوہاب السبکی صاحب حقائق الکبریٰ فرماتے ہیں :-

مُحَمَّدُ بْنُ حَوَرِ بْنِ بَزِيَّةَ بْنِ كَثِيرٍ
بْنِ عَابِ لَأَمْرٌ جَلِيلٌ لُجْجَمُهُ

محمد بن حویر بن بزیہ بن کثیر بن عاب
اللہ امام مجتہد مطلق ابو جعفر حبري علم و دین

نہ اس کے دجہ یہ تھی کہ امام حوری امام محمد بن سہیل کو بغیر نہیں مانتے تھے صرف محدث مفسر تھے مابقی
ان کے محدث خاص تھے لَآنَ الْهَيْئَةِ كَانُوا يَتَقَوَّنَ اَنْ يَجْتَمِعَ بِهٖ لَعَدُ دُرَرٍ كَيْهٖ بَابُ
بُئِىَ عَمَلٍ مَكْتُمٍ اَدَسَ عَاثَتِ لِسَابِ سَوَاسِطِ نَبِیِّیَّتِ كَارِهَ كَاوِیَ وَتَسْبُوهُ اَلِیَ الرَّفِصِ دَرَسِ دَرَسِ
ان پر مسموم ہے کہ نسبت اگال تھی لیکن علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ وَتَحَاشَاؤُ مِنْ ذٰلِكَ كَلَامُ
عَالَمِیَّ مَقْبُولٌ كَرَامَتِهِ وَنَافِیَاتِ سَبِّ نَحْوِیَّ اَدَاوِیَّ عَمَّ اَنْ یَّكُنْ لِكُلِّ رَجُلٍ
وہ عبادت گھر جو کہ جلی ہے

الطُّوَّابُ جَعْفَرُ الطَّبْرِيُّ - أَحَدَانِيَّةٌ
يُنَازِعُنَا وَيُنَادِي مَنْ تَصَانِيفُهُ
أَبُ الْمُفَسِّرِ وَكِتَابُ التَّارِيخِ
(تفسیر ابن جریر ص ۱۰۱)

کے لحاظ سے ذیل کے اہل میں سے
امام ابن ابی تصانیف میں سے کتاب
اور کتاب التّائید فیہ وائیکہ نہ تفسیر
کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن خلکان اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں :-

بُو جَعْفَرُ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الطَّبْرِيُّ حَبَشَا
التَّغْيِيرُ الْكَبِيرُ وَالتَّارِيخُ الشَّيْخُ كَانَ أَمَامًا
فِي فُنُونٍ كَثِيرَةٍ مِنْهَا التَّغْيِيرُ وَالْحَدِيثُ
وَالْفَنَاءُ وَالتَّارِيخُ وَغَيْرُ ذَلِكَ وَلَهُ مَقْبَلَةٌ
يَمْلِكُهَا فِي فُنُونٍ عَدِيدَةٍ تَدُلُّ عَلَى سَعَةِ
عِلْمِهِ وَغَزَاوَةِ فَضْلِهِ وَكَانَ مِنَ الْأَثَمَةِ
الْمُجْتَمِعِينَ (تفسیر ابن جریر ص ۱۰۱)

محمد بن جریر الطبری صاحب تفسیر کبیر تارخ
شہیر بہت سے علوم و فنون میں امام تھے
ان میں تفسیر حدیث، فقہ اور زانیہ وغیرہ
سہ اور بہت سے فنون میں اہل بہت اچھی
تصنیفات ہیں جو ان کے علم و فضل کی دلیل
کثرت کی دلیل ہیں۔ وہ ائمہ مجتہدین میں
سے تھے۔

علامہ شبلی نعمانی نے حدیث، تاریخ اور سیرت کی تدوین پر مفصل بحث کرتے ہوئے
لکھا ہے۔ تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے۔ طبری
اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین ان کے فضل و کمال ثقہ اور وسعت علم کے معترف
ہیں ان کی تفسیر احسن التفسیر خیال کی جاتی ہے۔ محدث ابن خزمہ کا قول ہے کہ دنیا میں
نہی کسی کو ان سے بڑھ کر عالم نہیں جانتا۔ سلسلہ میں وفات پائی، بعض محدثین (سیوطی)
نے ان کی نسبت لکھا ہے کہ یہ شیعوں کے یہ حدیثیں وضع کیا کرتے تھے۔ لیکن مؤرخہ بھی
نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے هَذَا كَجَمِّ الْغُلَيْنِ الْكَاذِبِ بَلْ آتَى جَرِيرٌ مِنْ كِبَارِ قَوْمِهِ
وَنَزَلَمُ الْمُعْتَدِينَ يَهْجُو بَدَافَاتِهِمْ وَاقَعَهُ يَهْجُو كَبِيرُ اسْلَامٍ كَعَنْدِهِمْ
جس کیسے بہت بڑے امام ہیں (سیرت النبی ص ۱۰۱)

عباسی صاحب لکھتے ہیں :-

(۳) ابو مخنف لوط بن جہلی کی روایتوں میں جو مساکنا خال اور ضیف الحمدیث تھے وہ بہ البدایہ والہمایہ اور یہی تھا اس قسم کی (غلط روایتوں کے راوی ہیں۔ ابو یوسف و مسلم بن کثیر عندہ من مدو لا تثنیہ و کمالیث عند غیور جلد ۲) بہ یہ روایت ہے۔

یعنی ان جی کے پاس اس قاسم کی روایتیں ہیں جو ان کے سوائے کسی اور کے پاس نہیں ہیں۔ یہی نے اس قسم کی روایتوں کو ہی تئیں جبکہ اس غالی راوی اور مؤلف نے تار ترمذ کو اپنی کتاب میں یکجا کر دیا اور اس طرح ان وضعی روایات کو اعتبار کا وجہ حاصل ہوتا گیا۔ (خلافت معاویہ و یزید مسئلہ)

اس عبارت میں عباسی نے ابن کثیر کے حوالے سے ابو مخنف کو غالی اور ضعیف الحمدیث اور غلط اور وضعی روایات کا راوی کہا ہے اور طبری نے اسی کے تمام ترمذ کو اپنی کتاب میں یکجا کر دیا ہے۔

اب قارئین حضرات علماء ابن کثیر کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں اور اس مولف کی خیانت و بدویانہی کا اندازہ لگائیں۔ علامہ ابن کثیر نے معرکہ کربلا کی داستان غم کی ابتدا کرتے ہوئے سرمدی پر یہ سرفخی قائم کی ہے :-

وَهَذِهِ صِفَةُ مُنْكَرٍ مَاخُوذَةٍ مِنْ
اور یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت
كَلَامِ اَمَّةٍ هَذَا الشَّانِ لَا كَمَا يَرَوُهُ
کے حالات میں جو ان حالات کے جاننے والے
اَهْلُ النَّبِيِّ مِنَ الْكِذْبِ۔
ائمہ کے کلام سے اخذ کئے گئے ہیں۔ کہ وہ

(ابواب جلد ۱)

اس سرفخی کو قائم کر کے علامہ نے یہ واضح کر دیا کہ میں نے کربلا کے حالات و ائمہ معتبر ائمہ کے کلام سے پیش کئے ہیں جو شیعوں کے جھوٹے گمان سے پاک ہیں۔ آخر میں لکھتے ہیں :-

وَقَدْ بَصَّيْنَا وَرَدْنَا وَنَفَرْنَا وَلَوْلَا
 رَأْيُ حَرِيبٍ وَخَيْرُهُ مِنْ لُحْفَانَةٍ وَالْأَمْرُ
 دَسْوَدُهُ مَا تَقَفْنَا وَكَثْرَةُ مِنْ دَوَابِّهِ
 فِي مَخْلَبٍ لَوْ طَبَّخْنَا بِخَيْطٍ وَفَضْلُكَ كَمَا
 شَيْئًا وَهُوَ ضَعِيفٌ لَعَدَّ بَشْرٌ عِنْدَ
 دَيْمَةٍ وَلَكِنَّهُ أَحْبَابِي حَافِظٌ
 عِنْدَهُ مِنْ مَنُورِ الْأَشْيَاءِ مَسَا
 لِكُنْ عِنْدَ غَيْرِهِ وَلِهَذَا يَنْتَهِ
 بَلْبُهُ حَكِيمٌ مِنْ تَصَبُّفَيْنِ

۔ ۔ ۔

اور ہر جہ سے بیان کیا ہے جس میں اس
 نقل ہے اور اگر ابن جریر اور ابی حمزہ
 دوسرے آثار حفاظ نے ان کو بیان نہ کیا
 ہوتا تو ہم بھی نہ کرتے اور وہ راہیں اکثر
 ابو مخنف لوط بن یزید کی ہیں اور وہ شیعہ تھے
 اُس کے نزدیک وہ عیث میں ضعیف ہے
 لیکن تاریخ کا وہ حافظ ہے تاریخ بنی روایت
 اس کے پاس ایسی بھی جو اس کے فیر کے
 پاس نہیں ہیں وجہ ہے کہ اکثر مصنفین
 اس کو طرف پکنتے ہیں۔

ابن شیراز ابو مخنف المزیلی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شیعہ تھا لیکن عباسی
 نے کہا کہ وہ نالی تھا، اور اس وقت کے نزدیک شیعہ اور خالی و رافضی میں فرق ہے۔
 شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں ایک جماعت کا مذہب یہ
 تھا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حسد سے مل کر رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتے تھے انہو
 شیعہ کہتے تھے یعنی شیعہ کا معنی تھا بغض پس اور جو عہدہ اللہ صواب کر لے رضی اللہ عنہ
 کی شان میں گستاخی وغیرہ کرنے تھے ان کو کہتے تھے رافضی آج کل اکثر شیعہ کہتے
 والے رافضی ہی ہیں۔ اور ان کو خالی بھی کہا جاتا ہے۔

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابو مخنف حدیث میں ضعیف تھا لیکن تاریخ کا وہ حافظ تھا۔
 عباسی نے ازراہ خیانت ابن کثیر کی آدمی عبارت لکھ دی کہ وہ ضعیف اکھدیث تھا اور
 اور آدمی عبارت کہ تاریخ کا وہ حافظ تھا اس کو کھاتے۔ اہل ظلم جلتے ہیں کہ نفس۔

حدیث، فقہ، تاریخ، فرائض و غیرہ، الہک، الہک علوم و فنون میں یہ مندرجہ ذیل نہیں لکھیں کہ ہر علم و فن میں کامل و حافظ ہو۔ ابن کثیر نے برفختہ کو اگر علم حدیث میں ضعیف کہہ دیا تو تاریخ میں حافظ و کامل بھی تو کہا ہے۔ اور چونکہ تاریخ میں دو حافظ تھے اس لیے اگر مؤرخ یا نے اس کی روایات پر اعتماد کیا اور اپنی تاریخ میں ان کو لکھا۔ لیکن جب کسی نے اس کی روایات کو جھوٹ اور وضعی کہا کہ اس قماش کی روایتیں اسی کے پاس تھیں۔

بخاری اور مسلم کے راوی

تقریب التہذیب مطبع خلافتی دہلی

بخاری شریف کے شیعہ اور انصاری راوی تقریب التہذیب

- ۱۱) اسحق بن منصور السکونی نظم فیہ للشیخ
۳۰ اسحق بن منصور سلول میں شیعہ ہونے کی وجہ سے کلام کیا ہے
۱۲) اسمعیل بن ابان الرقاق نظم فیہ للشیخ
۳۳ اسمعیل بن ابان راق میں شیعہ ہونے کی وجہ سے لوگوں
نے کلام کیا ہے

۱۳) اکھارث بن عیدانہ الامور احمد فی کذبہ اسحق بن ابانہ

دری بالرفض فی حدیثہ ضعف

عبارت بن عبد اللہ اعور ہمدانی کو شعبی نے ایک روایت

میں جھوٹا کہا ہے اور اس کو رافضی کہا جاتا ہے اور اس

کی حدیث میں ضعف ہے۔

۱۴) اسمعیل بن موسیٰ الغزالی بخلی دری بالرفض

اسمعیل بن موسیٰ الغزالی خطا کرتا تھا اور اس کی رافضی

کہا جاتا ہے ۔

- (۱۵) الریح بن انس البکری راو لام رمی بالتشیع
 ۱۳۱ ریح بن انس بکری راو لامی تھا اور اسے شیعہ بھی کہا گیا ہے۔
- (۱۶) سعید بن عمرو بن اشوع الهمدانی رمی بالتشیع
 ۱۳۷ سعید بن عمرو بن اشوع ہمدانی کو شیعہ کہا گیا ہے۔
- (۱۷) سعید بن فیروز ابو الجعفری فیہ تشیع قلیل
 ۱۳۸ سعید بن فیروز ابو الجعفری میں تھوڑا سا شیعہ پن تھا۔
- (۱۸) سعید بن محمد بن سعید الجری الکوفی رمی بالتشیع
 ۱۳۹ سعید بن محمد بن سعید جری کوفی کو شیعہ کہا گیا ہے۔
- (۱۹) عبد اللہ بن عیسیٰ بن عبد الرحمن کوفی فیہ تشیع
 ۲۱۰ عبد اللہ بن عیسیٰ بن عبد الرحمن کوفی میں شیعیت ہے۔
- (۲۰) عبد العزیز بن سیاہ کوفی تشیع
 ۲۲۱ عبد العزیز بن سیاہ کوفی شیعہ تھا۔
- (۲۱) علی بن ابی جعد بن عبید الجعفری البغدادی رمی بالتشیع
 ۲۶۹ علی بن جعد بن عبید جوہری بغدادی کو شیعہ کہا گیا ہے۔
- (۲۲) عوف بن ابی حمید رمی بالقدر والتشیع
 ۲۹۲ عوف بن ابی حمید کو قدریہ و شیعہ کہا گیا ہے۔
- (۲۳) فطرن خلیفہ المخزومی رمی بالتشیع
 ۳۰۲ فطرن خلیفہ مخزومی کو شیعہ کہا گیا ہے۔
- (۲۴) محمد بن فضیل بن غزوان الکوفی رمی بالتشیع
 ۳۲۵ محمد بن فضیل بن غزوان کوفی کو شیعہ کہا گیا ہے۔

۱۵۰. عتول بن راشد نسب الی التثنیۃ
عتول بن راشد کی نسبت شعبوں کی طرف کی گئی ہے۔
۱۵۱. عباد بن یعقوب رافضی

۱۵۲

عباد بن یعقوب رافضی تھا
بخاری شریف کے قدیم اور ناصبی ادوی
تقریب التہذیب مطبع فاروقی دہلی

سور	نام یاد دہ	نہ ہزار
۱۵۴	(۱) الحسن بن ذکوان مخطی درمی بالقدر (قدیمیہ)	
۱۶۰	(۲) زکریا بن اسحق رمی بالقدر	
۱۶۵	(۳) سلام بن مسکین رمی بالقدر	
۱۶۶	(۴) شیل بن عباد رمی بالقدر	
۱۷۷	(۵) صعوان بن سلیم المدنی رمی بالقدر	
۲۱۲	(۶) عبد اللہ بن ابی امیہ المدنی رمی بالقدر	
۲۱۸	(۷) عبد اللہ بن ابی یحییٰ رمی بالقدر	
۲۶۵	(۸) عطاء بن ابی صیمونہ رمی بالقدر	
۲۷۸	(۹) عمر بن ابی زائدہ رمی بالقدر	
۲۹۲	(۱۰) عرف بن ابی حمزہ رمی بالقدر والتثنیۃ	
۳۱۰	(۱۱) کہس بن المنہال رمی بالقدر	
۳۱۷	(۱۲) محمد بن اسمن بن مال فہرین ورمی بالقدر	
۳۲۲	(۱۳) محمد بن سوار رمی بالقدر	
۳۷۰	(۱۴) ہارون بن موسیٰ لازوی رمی بالقدر	

- (۱۵) بشاش بن ابی جده قدیمی بالحدیث (۱۵۰) ۳۰۰
 (۱۶) یحیی بن محمد رقی بالحدیث ۳۹۰

ناصبین و اوصیاء

- (۱) حریر بن عثمان رمی بالنصب (ناصبی) ۸۳
 (۲) حسین بن نمیر ابو نعیم رمی بالنصب ۹۶
 (۳) زیاد بن حذافه رمی بالنصب ۱۲۳
 (۴) عبد الله بن سالم الاشعری رمی بالنصب ۲۰۰

مُسلم شریف کجی شیعه را افاضی نامی در قدیمه او می

- نمونه نام شیعه را و می ۳۰۰
 (۱) احمق بن منصور اسولی تکلم فیہ التشیع ۳۰
 (۲) اسمعیل بن ابان التوراق تکلم فیہ التشیع ۳۳
 (۳) انمارش بن عبد الله لا عود الهمدانی کذب اشعری فی روایت ۴۴
 ورمی بالافس و فی سدره ضعف (رافضی)

- (۴) الربیع بن انس البکری را و احم رمی بالتشیع ۱۲۱
 (۵) سعید بن عمرو بن اشوخ رمی بالتشیع ۱۲۶
 (۶) سعید بن فیروز فیہ التشیع قلیل ۱۲۸
 (۷) سعید بن محمد بن سعید رمی بالتشیع ۱۴۸
 (۸) عبد الله بن عیسی بن جده عبد الرحمن فیہ التشیع ۲۱۰
 (۹) عبد المرز بن سیاوه التشیع ۲۴۱
 (۱۰) فطرن خلیفه رمی بالتشیع ۳۰۲
 (۱۱) محمد فضیل بن غزدان اصبی رمی بالتشیع ۳۳۵

۱۲. مخول بن راشد نسب الى اثني عشر ۲۴۹
۱۳. ابان بن غلب الكوفي تفرغ في التشيع ۱۴
۱۴. اسمعيل بن عبد الرحمن بن ابي كريمة يم ورمي بالتشيع ۳۶
۱۵. بكير بن جندب الهادي الكوفي رمي بالرفض (رافضى) ۵۶
۱۶. جعفر بن سليمان العنبري كان قشيع ۶۸
۱۷. الحسن بن صالح الهمداني رمي بالتشيع ۸۸
۱۸. عبد الله بن عمر بن محمد الجعفي فيه تشيع ۲۰۸
۱۹. عماد بن معاوية الذهبي الجعفي الكوفي قشيع ۲۵۵
۲۰. عمرو بن عماد بن طلحة الكوفي رمي بالرفض ۲۸۳
۲۱. محمد بن اسحق بن يسار يرس ورمي بالتشيع والقدر ۳۱۳
۲۲. نوح بن قيس بن رباح الازدي رمي بالتشيع ۳۴۴
۲۳. يزيد بن ابي زياد الماشقي وكان شيعيا ۳۹۰
۲۴. هشام بن سعد المدني له اوابام ورمي بالتشيع ۳۸۰
۲۵. الوليد بن عبد الله بن جميع الزهري يم ورمي بالتشيع ۳۸۶
- نام قديره را وى
۱. زكريا بن اسحق رمي بالقدر وكان يرس ۱۳۸
۲. سلام بن مسكين رمي بالقدر ۱۶۵
۳. صفوان بن سليم المدني رمي بالقدر ۱۷۰
۴. عبد الله بن ابي نجيم رمي بالقدر ۲۰۸
۵. عطاء بن ابي ميمون رمي بالقدر ۲۶۵
۶. محمد بن سواد رمي بالقدر ۳۲۳

- ۱۷۰ ہارون بن موسیٰ الذہری رمی بالقدر ۳۰۰
 ۱۷۱ ہشام بن ابی عبد اللہ قدری بالقدر ۳۸۰
 ۱۷۲ یحییٰ بن حمزہ رمی بالقدر ۳۹۰
 ۱۷۳ محمد بن اسحق بن یسار یس قدری بالتشیع والقدر ۴۱۳
 ۱۷۴ حرب بن میمون الکبریٰ رمی بالقدر ۵۳
 ۱۷۵ زیاد بن علاقہ رمی بالنصب (ناصبی) ۱۲۳
 ۱۷۶ سیف بن سلیمان المخزومی رمی بالقدر ۱۶۵
 ۱۷۷ عبد اللہ بن ابی لبید المدنی رمی بالقدر ۲۱۳
 ۱۷۸ عبد الرحمن بن اسحق بن عبد اللہ رمی بالقدر ۲۲۶
 ۱۷۹ عبد الحمید بن جعفر بن عبد اللہ رمی بالقدر ۲۲۳

ناصبی زاوی

- ۱۸۰ احمد بن محمد بن موسیٰ رمی بالنصب ۱۰
 ۱۸۱ خالد بن سلمہ رمی بالارعار والنصب ۱۰۹
 ۱۸۲ عبد اللہ بن شقیق العقیل فیہ نصب ۲۰۲
 ۱۸۳ نعیم ابی ہند النعمان بن ائیم رمی بالنصب ۳۷۵

ابن عباسی صاحب امر ان کے ساتھی یزیدی ٹوٹے سے سوال ہے کہ بخاری و مسلم کے راویوں میں کس قدر شیعہ و رافضی قدریہ و ناصبی ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا جو امام غزالی رحمۃ اللہ کے نزدیک مستحق لعنت ہیں تو کیا وہ ان کو مستحق لعنت سمجھتے ہیں؟ اور کیا لعنیوں کی روایتیں قابل قبول ہیں؟ نیز اگر ابو مخنف لوط بن یحییٰ شیعہ تھا اس لیے اس کی روایتیں قابل قبول نہیں تو بخاری و مسلم کے ان شیعہ و رافضی قدریہ اور ناصبی راویوں کی روایات کے متعلق کیا خیال ہے؟

سوال نمبر ۶

کیا جہادِ فسطحیہ یزید کی قبادت میں ہوا اور کیا وہ از روئے جہادِ فسطحیہ بنتی ہے؟
جو اس کو جنتی نہ مانے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جو بخاری میں ہے اس کا
مکسر ہے؟

بخاری شریف کی وہ حدیث جس سے یزید کا جنتی ہونا ثابت کیا جائے
جواب یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِيْنَةَ مِیْرِیْ أُمَّتِ کَاہِلِ الشُّکْرِ جَوَیْعِرَ کے شر سے
قِیْصَرَ مَغْفُورَ لَهُمْ (بخاری شریف ص ۱۸۸) جُنک کے گالان کے لیے مغفرت ہے۔

اس حدیث سے استدلال کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ارشادِ گرامی اُس نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جن کے پیشِ نظر قیامت تک کے حالات تھے۔ آپ نے مطلقاً نہیں
فرمایا کہ جتنے بھی قیصر کے شہر میں غزوہ کریں گے اُن سب کے لیے بخشش ہے بلکہ اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِ
فرما کر مغفرت کو پہلے لشکر کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔ اور پہلے لشکر میں یزید ہرگز نہیں تھا۔
چنانچہ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں:-

وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ وَقِيلَ سَنَةً
خَمْسِينَ سِتْرَ مَعَاوِيَةَ جَيْشًا كَيْفًا إِلَى
يَزِيدَ الرُّومِ لِلْغَزَاةِ وَجَعَلَ عَلَيْهِمْ
سُفْيَانَ بْنَ عُيُوفٍ وَآمَرَ ابْنَهُ يَزِيدَ
اولیٰ اسی سال ۶۵ھ میں اور کہا گیا ہے
کہ ۵۵ھ میں حضرت معاویہ نے ایک لشکر
بلادِ روم کی طرف بھیجا اور اس پر سفیان بن
عوف کو امیر بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو ان

بِأَمْرِ مَوْلَاهُ فَتَنَّا قُلُوبَهُمْ وَنُحْمَل
فَأَمَّا عَنْ أَتَوَّعٍ وَصَابِ النَّاسِ
فِي عَزَابِهِمْ جُوعٌ وَرَضٌ
تَنِيَّةٌ فَتَنَّا بِنَيْبٍ يَقُولُ -
مَا زِلْنَا بِأَبَالٍ بِأَلَا قَتْلُ جُمُوعِهِمْ
بِالْعَزْفِ وَنَيْبٍ مَرَحَتِي وَمِنْ
هَوْمٍ يَدِيرُ مَرَانٍ عِنْدِي أَمْ كَلُومٍ
إِذَا اتَّكَاتُ عَلَى الْأَنْصَاطِ مَرْتَفِعًا
أَمْ كَلُومٍ أَمْرَانَهُ وَهَوَّابَتُهُ
عَلَيْهِ اللَّهُ بِزَعَامٍ قَبْلَ مَعَاوِيَةَ
شِعْرُهُ فَأَقْسَمَ عَلَيْهِ لِيَلْحَقَنَّ
يُسْلِيَاتٍ فِي أَرْضِ
الرَّوْمِ لِيُصِيبَهُ مَا أَصَابَ
النَّاسَ -

(ابن اثیر ص ۱۸۹)

اس روایت سے چند امور ثابت ہوئے :-

- (۱) یہ کہ وہ پہلا لشکر جو بلاد روم کی طرف جہاد کے لیے گیا اس کے قائد و امیر حضرت سفیان بن عوف تھے بڑی ہرگز نہ تھا
- (۲) یہ کہ بڑی اس پہلے لشکر میں نہ تھا اور بشارت و مغفرت پہلے لشکر کے ساتھ قاضی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں صراحت ہے۔ لہذا بڑی ہرگز اس کا مصداق نہ ہوا۔
- (۳) یہ کہ بڑی کو راہ خدا میں جہاد کرنے سے کوئی نہیں لگاؤ نہ تھا کہ باوجود حضرت

کے ساتھ وہ پیش قدمی نہ کر سکا۔
تو بڑی ہرگز راہ جہاد کے لیے نہ گیا۔
ہمیز خدیج اس کے پیچھے کے بل نہ گئے۔
ہنکڑی لڑکوں کو بھوک پیاس پر نہ گنت
بیاداری پہنچی تو بڑی نے خوش ہو کر یہاں
کچھ عرصہ چھوڑ دیا۔
اور لشکر کا تقیف کی بڑی منہم فرقت دے دیں
آپ بڑی جہاد میں دیر ترائی میں نہ رہیں
لگاتار بڑی کے ہم لشکر میں رہنے کے لیے
ہوں تا کہ لشکر نہ ہٹ جائے۔
ہوئی تھیں بڑی کے یہ اشعار امیر بدو
پہنچے تو انہوں نے قسم کھائی کہ اب میں بڑی کو
بھی سفیان بن عوف کے پاس روم کی دنیا
میں فرو بخور جائیگا۔ تاکہ اسے بھی وہ مصیبتیں
پہنچیں جو لوگوں کو پہنچی ہیں۔

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک کھنجر رکھتے ہیں۔

۳۔ یہ یہ وہی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک کھنجر رکھتے ہیں۔

۴۔ یہ وہی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک کھنجر رکھتے ہیں۔

۵۔ یہ وہی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک کھنجر رکھتے ہیں۔

۶۔ یہ وہی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک کھنجر رکھتے ہیں۔

۷۔ یہ وہی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک کھنجر رکھتے ہیں۔

بِمَخْرَجٍ دُونَ بَرِّيٍّ فِي مَنَازِلِهِ
 فَخَصَّاهُ قُلْتُ لَا أَظْهَرُ مِنْ مَوْلَاهُ
 اتَّكَدُّنَّ مِنَ الصَّحَابَةِ كَأَنَّهُمْ مَعَهُ سَفِيَانُ
 هَذَا وَلَمْ يَكُنْ مَعَ زَيْنَبِ بْنِ مُعَاوِيَةَ
 لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَتَى يَكُونُ هَكَذَا الشَّاذُّ
 فِي خَيْدٍ مِثْلِهِ وَقَالَ الْمُهَلَّبُ فِي
 هَذِهِ الْحَدِيثِ مُنْقِبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ
 أَوَّلُ مَنْ غَزَا بَكْرًا وَمُنْقِبَةٌ لَوْلَاهُ
 يَزِيدَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدْيَنَةَ
 قَيْصَرَ انْتَهَى قُلْتُ أَيْتُ مُنْقِبَةٌ
 كَانَتْ لِيَزِيدَ وَحَالَهُ مَشْهُورٌ
 فَإِنْ قُلْتُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَقِّ هَذَا الْجَبِشِ
 مَقْفُورٌ لَهُمْ قُلْتُ لَا بَلَزَمُ مِنْ
 دُخُولِهِ فِي ذَلِكَ الْعَمُومِ
 أَنْ لَا يَخْرُجُ بِهِ لَيْلٍ خَامٍ
 أَذْ لَا يَخْتَلِفُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ
 قَوْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَقْفُورٌ لَهُمْ مَشْرُوطٌ بِأَنْ
 يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الْغَفْرِ وَحَقُّ
 لَوَارِسَتِهِ وَاحِدٌ مِنْ غَزَاهَا

اور انہی صاحبہ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں۔
 صحابہ میں وہی فوت ہوئے ہیں۔
 کہ یہ بات باطل ہے۔
 سفیان بن عوف کی قیادت میں تھے۔
 کہ قیادت میں تھے۔
 کہ بڑے بڑے حضرات اس فہم میں
 رہا۔
 کہ اس حدیث سے حضرت معاویہ کی
 ثابت ہوئی ہے۔
 درائی جنگ کی اور ان کے بیٹے بڑے ہیں۔
 منقبت ثابت ہوئی ہے۔
 پہلے فہم کے تھے۔
 کہنا ہوں گوں کی منقبت ہے۔
 ثابت ہو گئی جبکہ اس کا حال خوب مشہور ہے۔
 اگر تم یہ کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
 لشکر کے حق میں مَقْفُورٌ لہم فرمایا ہے۔
 تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس قوم میں بڑے کے
 داخل ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ کسی
 دوسری دلیل سے اس کے خارج بھی نہ ہو
 سکے۔
 کہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول

منفرد تھے یہ تمام میں سے
 کہیں حق برون کر کے اور نہ
 وہ کہہ دیتا تو وہ یقیناً اس میں سے
 ہر میں خاص نہ تھا پہ صاف صوبہ پڑا
 نہ تھا کہ غریب مراعت جس سے
 غفلت کی شروع کی جائے کہ اس سے
 غفلت ہے

عہد و حکم سے یہ حق
 کہ وہ حکم انعموم فعل
 محرم و منفرد للمع
 و جب شرک المفسرة
 فہ منہم

مدۃ القادی شری

۱۳

مردانہ قطارانی شایع کجائی جہت اللہ علیہ صی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

حدیث سے متنبہ یہ کہ خداوند
 کے بتنی ہونے کا استدلال کیا ہے کہ وہ
 کے بس ہر منفرد تھے کہ علم میں خاص
 ہے کہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ ممکن نہیں
 انہی کی حالت میں کسی کو ہے اور یہ کہ اس
 علوم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ
 کسی اور خاص دلیل سے اس حاکم بھی نہیں
 سنا کہ کوئی اس میں اختلاف نہیں کہ حضور
 علیہ وسلم کا یہ قول منفرد تھے اس شرط
 ساتھ شرط ہے کہ یہ لوگ مغفرت کے قابل ہو
 حتیٰ کہ کوئی شخص اس غلام کے بعد ان میں
 مرتد ہو جائے تو وہ بالاتفاق اس بشارت
 میں داخل نہیں ہے گایات ابن مسیر نے کہی

و استند یہ منہم ہی ثروت
 خیر لہ یزید و نہ من اجل
 الخیر لہ خولہ فی عموم قولہ
 منفرد تھے و یجب ان
 ہذا جاء علی طریق التحیث
 سو ائمتہ ولا یزید من
 دخوله فی ذلک العموم ان لا
 یخرج بدلیل خاص ذلجلا فی
 بقولہ علیہ بصلوۃ والسلام
 منفرد تھے مشروط ہو کہ
 من کل المنفرد حتیٰ نوارت
 واحد من غزاہا بکے ذلک
 لہ یہ خل فی ذلک انعموم

لَمْ يَقَالِهْ ابْنُ الْمُنْبَرِّ فَقَدْ أَطْلَقَ
بَعْدَهُمْ فِيهِمْ نَقْلُهُ الْمَوْتِ سَعْدُ الدِّينِ
الْمُتَنِّ عَنِ يَزِيدِ ۱۰

دارشہ الباری شرح بخاری ص ۱۱۱

سند ازین مستند اور معتبر حوالوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قبصر کے شہر میں سب سے پہلے جس لشکر اسلام نے مہاجر
وہ لشکر خدیجہ کوئی امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھیج دیا اس میں
اول جبیش کا مصداق وہی لشکر قرار پاتا ہے اور اکابر کی تحقیق کے مطابق ایسا ہی ہے تاہم مستند
مستند میں حضرت امیر معاویہ نے جو پہلا لشکر قبصر کے شہر قسطنطنیہ کی طرف بھیجا اس میں عمر برید بھی

قریباً ایسا ہی علامہ حافظ ابن حجر مستطاب اور محدثہ اشیت میں بھی ایسی ہی علامہ محمد بن
نے لکھا ہے علامہ ہر فتح الباری شرح بخاری ص ۱۱۱۔ وہ سراج منیر ثمرت جامع صفیہ
ثابت ہوا کہ یزید ہرگز اس حدیث کا مصداق نہیں ہے۔ حدیث قسطنطنیہ
کی تاویل میں چونکہ تاریخی طور پر اتنے احتمال ہیں اس لیے اس سے مخالفتیں استدلال
سمجھ نہیں ہے اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال غور فرمائیے حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَتَدَخَلَ الْجَنَّةَ دَلِيلًا لِمَنْ
كَلَّمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِرُحْمَةٍ جَنَّتِي بَوَّيَا بَنِي بَنِي بَنِي بَنِي بَنِي بَنِي بَنِي بَنِي بَنِي
اللہ علیہ وسلم جنتی ہو جاتا ہے اور اس کلمہ کا صرف ثبانی قائل رہتا ہے تو یاد رہتی ہی ہے جہاں
ہرگز نہیں بلکہ کلمہ جہاں اور ختم نبوت کے انکار اور بدعتیہ ہو جانے کی وجہ سے وہ دنیا میں
اس عموم سے خارج ہو جائے گا۔ اس اجمال کی قدر سے تفہیم یہ ہے کہ صرف زبانی
کلمہ توحید پڑھنے سے آدمی جنتی نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے لیے شرائط ہیں جن کا ثبوت
دوسری آیات و احادیث میں صراحت ہے۔ مومن رہنے کے لیے ضروری ہے کہ

۱۰ ازین مستند اور معتبر حوالوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قبصر کے شہر میں سب سے پہلے جس لشکر اسلام نے مہاجر
وہ لشکر خدیجہ کوئی امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھیج دیا اس میں
اول جبیش کا مصداق وہی لشکر قرار پاتا ہے اور اکابر کی تحقیق کے مطابق ایسا ہی ہے تاہم مستند
مستند میں حضرت امیر معاویہ نے جو پہلا لشکر قبصر کے شہر قسطنطنیہ کی طرف بھیجا اس میں عمر برید بھی

یہ کھڑے صدق قلب اور اندام سے پڑھے اور اس کا ہر طرح پابند ہے ورنہ نہیں
 جن کو اللہ تعالیٰ یقیناً بھروسے اور ان کا جہنم کے درک اسفل میں سزا بیان فرماتا ہے
 ان کا بھی جنتی ہونا لازم آتا ہے اسی طرح ایمان کے لیے کچھ ایسی باتیں ہیں جن کو ضروریات
 دین کہا جاتا ہے اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک امر ضروری کا انکار کرے تو وہ
 دین سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ بشارت اس کو شامل نہیں ہے۔ اسی طرح یزید
 پلید، جہادِ قسطنطنیہ کے بعد کے اپنے کردار بد کی وجہ سے ہر شرف اور سعادت سے
 محروم ہو گیا۔ علیہ السلام استحقاق۔

تھا اس لیے ہرگز ہرگز یزید پلید اس بشارت نبوی کا اہل اور مستحق ہی نہیں جو قیصر کے شہر کی طرف جانے
 والے پہلے لشکر اسلام کے لیے بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔ اس کے باوجود جن لوگوں کا اصرار ہے
 کہ یزید پلید جہادِ قسطنطنیہ میں شریک ہو کر بشارت نبوی کا مستحق ہو گیا تو ان کے لیے یہی جواب کافی ہے
 کہ یزید اس جنگ کے بعد اپنے بدترین کردار کے سبب سے اس بشارت سے قطعاً حنا ساج ہو گیا
 واضح ہے کہ یزید کو فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنتی ثابت کرنے والے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے
 بارے میں متعدد ارشادات نبوی بھول جاتے ہیں جن میں حسین کی نافرمانی کو خدا و رسول کی نافرمانی فرمایا گیا ہے۔
 چنانچہ سوال نمبر ۹ کے جواب کے تحت آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ حیرت ہے یہ لوگ خدا و رسول کو نافرمان کرنا چاہتے
 یزید کو جنتی ٹھہر کر ان تمام ارشادات کی تکذیب کے مرتکب ہونا قبول کر لیتے ہیں اور قبر الہی کو عزت دیتے ہیں۔ یہاں
 بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ فی زمانہ جو لوگ یزید کے جنتی ہونے کے شہ و مد سے قائل ہیں ان کے بڑوں نے خود
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انجام کے بارے میں اپنی کتابوں میں جو کچھ اس کی ہے وہ الہی ایمان سے غفلت نہیں ان کا دین ہے
 کہ جب ان کے کسی بڑے پر زور پڑتی ہے تو اپنے عقیدے اور اقوال بھول جاتے ہیں۔ گریبا خور ہیں اپنے غللا اور نادرست ماننے
 کا ثروت پیش کرتے ہیں۔ سچ ہے کہ ع۔

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

کرب نرانی ما ائمہ شیعیہ

اعتراض

اشعۃ اللمعات میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے سلسلہ میں وفات پائی اور یہی صحیح
 تر ہے اور واندہ کہ بلا ۱۰ محرم سلسلہ میں ہوا ثابت ہوا کہ حضرت ام سلمہؓ کے متعلق روایات
 کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور جنوں کے نوچے وغیرہ سے غلط
 ہے کیوں کہ وہ اس وقت زندہ ہی نہ تھیں۔

اشعۃ اللمعات میں بھی تو ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ ان کی وفات سلسلہ
 میں ہوئی ہے اور صاحب اشعۃ اللمعات حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

جواب

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری مشہور تصنیف مدارج النبوت میں اسی دوسرے قول کو ثابت
 فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں :-

ولیکن مویہ قول ثانی مست کہ روایت کردہ است ترمذی از سلمی امرۃ انصاری
 گفت دیدم بر ام سلمہ دیدم اور امیر گید گفتیم چہ چیز در گرد یہ آورد ترا با ام
 سلمہ گفت دیدم الآن رسول خدا را در منام و بر سر و کجہ شریف وے خاک
 ست و میگید گفتیم چہ شدہ است ترا یا رسول اللہ گفت حاضر شد م قتل حسین
 را کہ واقع شدہ است و ظاہر این حدیث آنست کہ دی در قتل امام حسینؑ
 بود و نیز گویند کہ چون خبر قتل حسینؑ بومی رسید لعنت کرد اہل عراق را کہ
 کشتند او را (مدارج النبوت ص ۲۶۴)

ولیکن دوسرے قول کی تائید ترمذی شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضرت

سلی الصداقہ فرمائی ہیں کہ میں حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے ان سے کہنے لگا کہ
 اچھا یہ پوچھا کہ آپ کو کس چیز سے دلایا؟ فرمایا میں نے انہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
 میں دیکھا ہے کہ آپ کے سر پہ لک و دار وحی شریف پر خاک پڑی ہوئی ہے اور آپ کے ہاتھ پر
 یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا میں حسین کے مقتول پر
 کیا تھا جو واقع ہو چکا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ امام حسینؑ کے
 قتل کے وقت زندہ تھیں اور یہ بھی کہنے ہیں کہ جب ان کو حضرت حسینؑ کے قتل کی خبر ہوئی
 نے ان عراقیوں پر لعنت فرمائی جنہوں نے حضرت حسینؑ کو قتل کیا تھا

الحمد للہ! خود حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ ان کے نزدیک بھی
 صحیح یہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسینؑ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت
 زندہ تھیں۔

۱۰۰۰ میں وفات ہوئی یہ واقعہ کا قول ہے جو صحیح نہیں صحیح یہ ہے کہ حضرت ام
 المؤمنینؑ کی وفات ۱۰۰۰ میں ہوئی ہے جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہے چنانچہ مزید
 امام ابن کثیر فرماتے ہیں :-

قال الواقدي توفيت سنة تسع وخمسين واصلی علیہا ابوہریرۃ وقال ابن ابی
 خنیسۃ توفیت فی ایام یزید بن معاویۃ۔ قلت والاحادیث المتقدمۃ فی
 مقتل الحسین تدل علی انها عاشت الی ما بعد مقتلہ۔ واللہ اعلم ورضی
 اللہ عنہا

۱۱ البیاض والنبایہ ص ۲۱۵

واقدی نے کہا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے ۱۰۰۰ میں وفات پائی اور ابو ہریرہؓ نے ان کی
 نماز جنازہ پڑھائی اور ابن ابی خنیسہؓ کہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ کی حکومت کے ایام میں ان
 کی وفات ہوئی میں کہتا ہوں کہ وہ احادیث جو ذکر شہادت حسینؑ میں بیان ہوئی ہیں
 سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ حضرت حسینؑ کی شہادت کے بعد تک زندہ رہیں

و قد اورد سنیات منها

حدیث امام مدلل الدین سیوطی جہزاتہ علیہ فرماتے ہیں

مات فی عام یوم من الاعلام لکون مدینہ صومع حسین و علی و ع

و ستم م صومعین و آری اللہ علیہ

یزید کے ایام حکومت میں جن نام ذریں نے وفات پائی زیدہ ان کے جو حضرت
حسین کے ساتھ شہید ہوئے اور حضرت ام المومنین ام سلمہ نے وفات پائی واقعہ حذرہ
میں (آگے ان ناموں کے نام لکھے ہیں) اور واقعہ حذرہ سلمہ میں ہوا ہے۔
علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں:-

اس اختلاف روایت کی حالت میں سند وفات کی تعبیر مشکل ہے تاہم یہ
یقینی ہے کہ واقعہ حذرہ تک زندہ تھیں مسلم میں ہے کہ عمارت بن عبد اللہ بن ابی رجبہ اور عبد اللہ
بن صفوان ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس لشکر کا حال پوچھا جو زمین
میں دھنس جائے گا یہ سوال اس وقت کیا گیا تھا جب یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر
شام کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجا تھا اور واقعہ حذرہ پیش آیا تھا۔ واقعہ حذرہ سلمہ میں
پیش آیا ہے اس لیے اس سے پہلے ان کی وفات کی نام روایتیں محسوس نہیں
(سیرۃ النبی ص ۱۱۱)

چنانچہ مجمع مسلم شریف کی وہ روایت یہ ہے حضرت عبید اللہ بن قبیصہ فرماتے ہیں:-
دخل الحارث بن ابي ربيعة وعبد الله بن صفوان وانا معهما على ام سلمة
ام المؤمنين فسالاهما عن الجيش الذي يخسف به وكان ذلك في ايام
ابن الزبير (بقدر الضرورة) مسلم شریف ص ۲۸۸

کہ عمارت بن ابی رجبہ اور عبد اللہ بن صفوان اور میں بھی ان کے ساتھ تھا ام
المومنین ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عمارت اور صفوان دونوں تمام المومنین

سے کس طرح عشق پہ بچا ہو میں میں اعلیٰ ہوا ہے
 لے تیار صداقت میں اس وقت کیا کیا بہد لوں بچو سے محبت ہو رہا ہے
 و نفع بہت کر چلے نفع و پر یہ نہ بہت حیران کہ نہ ہی یہ یہ دینت
 بجا تھا۔

فضائل و مناقب

جواب سوال نمبر ۹

جگر گوشہ رسول مقبول، نوریدہ زہرا بنت رسول
چلن مل مرتضیٰ سرور قلب حسن مجتبیٰ سرور جو انان

اہل بیت، زبدۂ اہل بیت نبوت، ستید السادات قبلہ اہل حاجات، رئیس المجاہدین، امام
المسلمین، پیشوائے عارفان، امام عاشقان شہید دشت کربلا، سید ناد و مولانا ماحبت حسین
صلوات اللہ علیہ علیہم و آئندہ و اخیرہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب محاسن
معاذ بے شمار ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں جبکہ فضائل و کمالات اور برکات و حسنات کا مخزن و
معدن انہی کا گھر ہے جس کسی کو بھی کوئی نعمت ملے ان ہی کا صدقہ اور ان کی بدولت ہے۔

لَا وَرَبَّ الْعَرْشِ حَسْبُكَ جَوَاطُنْ سَیِّدِ

جنتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

خصوصاً حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم حُسنِ نبوی
وَأَمِنْ حُسْنِیْنَ کے مطابق آپ کے تخت جگر بھی ہیں اور آپ کے کمالات و محاسن کے
منظر بھی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے (نبی کے) گھر

والو کہ تم سے ہر ناپاکی کو دُور رکھے اور تمہیں

خوب پاک کر کے صاف ستھرا رکھے۔

يَا أَيُّهَا اللَّهُ لِيَذْهَبْ عَنْكُمْ الرِّجْسَ

أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ كَمَا طَهَّرَ

آیت منبع فضائل اہل بیت نبوت ہے۔ اس کی ابتدا میں بیستاسہ جو حصے کے ہیں
۱۶ ہے۔ اور اپنے ارادہ سے جو قدیم ہے چاہے کہ ان کو ہر اکو کی سے پاک رکھے اور ختم آیت
پر تطہیر اہل بیت کے لیے فرمایا تاکہ طہارت کامل حاصل ہو اور مبارک شکر رفع ہو جائے ہم
تطہیر ان کی توبہ و تکبیر کے لیے بیست یعنی ثابت ہو جائے کہ معمول طہارت نہیں ہے بلکہ
سب سے عمدہ اور اعلیٰ طہارت ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبوت کو تہذیب کی افتخاروں
عمل، اخلاقی ناپاکیوں اور برائیوں سے بالکل پاک اور مستزہ فرما کر قلبی صفائی، اخلاقی سحر
اور تزکیہ خاصہ و باطن کا وہ اعلیٰ درجہ اور مقام عطا فرمایا جس کی وجہ سے وہ دوسروں
سے ممتاز اور فائق ہیں اس طہارت کامل کے حصول کے بعد وہ انبیاء کرام علیہم السلام
کی طرح مصوم تو نہیں ہاں محفوظ ضرور ہو گئے۔ اور احادیث صحیحہ اور تفاسیر معتبرہ کی
رو سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یقیناً اہل بیت نبوت میں داخل اور اس آیت
کا مصداق ہیں۔

لہذا اس آیت قرآنی پر ایمان رکھنے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ کا
قلب مبارک حُبِ جاہ و مال اور بوسِ افتداری اور تمام ذرائع دنیا سے پاک اور متبرا
نہا۔ کیونکہ قلبی صفائی و تطہیر کا یہ ادنیٰ درجہ ہے۔

ان کی پاکی کا خدا نے پاک کرنا ہے بیان

آیہ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

۱۲، قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتَنَا
وَبَنَاتَنَا وَابْنَاءَ كُمْ وَأَبْنَاءَ
أَنْفُسِكُمْ ثُمَّ نَتَّبِعُ الْقَوْلَ
اللّٰهُ عَلَى الْخَادِعِينَ (القرآن)

میرے حبیبانِ بھران کے بچوں کو کہ
بچے کہ ہم اور تم بلائیں اپنے اپنے بچوں کو اور
اپنی اپنی عورتوں کو اور اپنی اپنی جانوں کو بھر
مبارک کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں

آیت کریمہ آیہ مباہلہ کے نام سے مشہور ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز
 تہذیبِ ظاہریہ انہما تملی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو ساتھ
 لے کر ان کے مقابلہ میں مبارک کیے تھے یعنی لاس اس وقت بھی آپ نے فرمایا
 اللَّهُمَّ هَذَا وَ أَهْلُ بَيْتِي رَكَدَنِي مُسْلِمًا لَسْنَا اللَّهُ بِمِثَالِهِمْ بَيْتٌ فِي جَنَّةٍ
 انصاری کے لاش پادری نے جب ان نورانی چہروں کو دیکھا تو پکارا اھلکے ساتھ
 اَيُّ لَارِي وَجُوهاً سَأَلُوا اللَّهَ اَنْ
 يَرْبِلَ جَنَّةً لَا زَالَهُ مِنْ مَكَانِهِ
 فَلَا تَنْهَكُوهُمْ لَعَلَّكُمْ تَكُونُوا
 وَجِبِ الْاَرْضِ نَضْرَافِي
 اِنْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

بے شک میں ایسے نہیں دیکھ رہا ہوں کہ
 اگر یہ لوگ اللہ سے سوال کریں تو وہ جہنم
 کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ انکی دعا سے
 پہاڑوں کو اُٹھائے گا جس سے
 زمین پر قیامت ٹپک کر انصاری کو
 نہ رہے گا۔

تفسیر کبیرہ ص ۳۸

تفسیر غازی و مدارک ص ۱۱۱

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بمصدق ابناؤنا حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں اور حضرت امام بن زید فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن و حسین دونوں کو لیے ہوئے فرما رہے تھے۔

هَذَا اِنْ اَبْنَاءِ وَ اَبْنَاءِ اِبْنَتِي اللَّهُمَّ
 اِنِّي اُحِبُّهُمَا فَاجِبْهُمَا وَاجِبَ مَنْ
 يُحِبُّهُمَا (ترمذی شریف)

یہ دونوں مجھے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اللہ ایسے
 انکو محبوب رکھنا جو انکو بھی محبوب رکھے اور انکو
 بھی محبوب رکھے جو انکو محبوب رکھے

جب قرآن و حدیث سے آپ کا ابن رسول اور جزو رسول ہونا ثابت ہے تو جو
 رسول کو جو خلقی اور فطری مناسبت ذات رسول اور اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے
 ہو سکتی ہے وہ بدجہ آئم آپ کو حاصل تھی۔

قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ جَزَاءً ۖ فَرَدُّ عَلَيْهِمْ رَءْسُ مَا هُمْ فِيهِ مُشْرِقُونَ
مُؤَدَّةً فِي نَفْسِي ۖ سَمِعْتُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔۔

لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ جُزْأً ۖ اَلَا الْمُؤَدَّةُ
وَنَفْسِي اَنْ تَحْفَظُوْنِي فِي هَذِهِ
بَيْنِي وَتَوَدُّ وَهُمْ بِي
(در مستدرک ص ۱)

مگر میں تم سے اس رشتہ دوستی کے بدلے کچھ نہیں خواہ
میں اس کے فرائض کی محنت اور برکات میں ہر لمحہ
کریں یہ اہل بیت ص ۱ میں اور میری محنت
ان کی محنت کرو۔

انہی سے روایت ہے کہ جب یہ آیت قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ جُزْأً نازل ہوئی تو
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ آپ کے فرائض اور کون میں جن کی محنت ہم پر واجب
کی گئی ہے؟ قَالَ غُلٌّ وَفَاطِمَةٌ وَوَلَدَاهُمَا فَرَّيَا بَعْنُ فَاحِمٍ وَرَاحُجٌ وَنُؤُنٌ بَيْتُهُ اَيْمَنُ حَسَنِ وَحَسَنِ رَضِيَ
اللہ عَنْہُمْ (امداد الیت بغض آل ابی البت السیر علی ص ۲۰۵ کان من ارباب صہبہ، مواہق عرق ص ۱۰)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا۔۔

مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ تَعَرَّفَ
بِعَرَفَنِي فَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثُمَّ تَلَا وَاتَّبَعْتُ بِلَّةَ أَبِي أَبِي اِبْرَاهِيمَ
الْأَيَّةُ ثُمَّ قَالَ اَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ اَنَا
ابْنُ التَّذِيرِ ثُمَّ قَالَ وَاَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ
الَّذِينَ أَنْفَقَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مَوْدَةً ثُمَّ
وَمَوَا لَا تَهْمُ فَقَالَ فِيمَا أَنْزَلَ عَلَى
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ

جو مجھے پہچانتا ہے تو وہ مجھے پہچانتا ہے
اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں حسن بن
فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں
نلاؤ فرمائی وَاَتَّبَعْتُ بِلَّةَ ابْنِ اِبْرَاهِيمَ اَخْرَجَ
تک چہر فرمایا میں بشیر و تذیر کا فرزند ہوں اور
میں اہل بیت نبوت سے ہوں جن کی محنت
و دینی اللہ عزوجل نے تم پر فرض فرمائی ہے
اور اس بارے میں اس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْقُرْبٰی
 ولسلم پر یہ آیت نازل فرمائی، قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ
 عِلْمًا اَوْ حِجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی.

حضرت ابو دیم فرماتے ہیں کہ جب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو اسبوی کی حالت
 میں دشن لا کر ایک جگہ کھڑا کیا گیا تو ایک شامی عالم نے آپ سے کہا۔

نَعْمَ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَتَلَّكُمْ وَاَسْتَاْمَلَكُمْ وَ
 خُذَا کَا مَحْکَمَةٍ حَسَنَةٍ نَّهَارًا نَّهَارًا کِیَا اَوْ تَمَلَّ
 قَطَعَ قَرْنُ الْفِتَنِ فَقَالَ لَهُ مَا قَرَأْتَ قُلْ لَا
 اَسْئَلُكُمْ عَلٰی حِجْرٍ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی
 قَالَ وَاَنْتُمْ هُمْ؟ قَالَ نَعَمْ

العراق المحرقة ۱۶۸، دہشتہ ص ۶۶

حضرت عروبن شعیب رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا کہ الا المودة فی القربی سے مراد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتی ہیں (ابن کثیر، شعری ۱۲۳) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو حضرت معین بن جبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الا المودة فی القربی سے مراد اہل بیت نبوت ہیں
 یہ کہ ابن عباس فرمایا کہ تم نے مجھ سے کام لیا ہے سنو قریش میں کی قبیلہ یا تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت
 نہ ہو تو مطلب ہے کہ مجھ میں اور تم میں قرابت ہے اس کا محاذ رکھو ظلم اذیت باز ہو۔ دو قول ہیں احمد و
 کے اقوال ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں عموم و خصوص میں فرق ہے۔ ابن عباس
 نے عموم مراد لیا ہے اور ابن جبر نے خصوص۔ یعنی ابن عباس نے فی القربی سے مراد
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان جو قرابت تھی اس کو لیا کہ اس کا حق پہنچا
 اور مجھ سے محبت کرو نہ کہ عداوت۔ اور ابن جبر نے فی القربی سے قرابت رسول صلی اللہ
 علیہ وسلم مراد لی ہے۔

نو مطلب یہ ہوا کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کی وجہ سے
 مجھ سے محبت رکھو۔ اور میرے اور میری اولاد کے درمیان جو قرابت ہے اس کی

وجہ سے میری اولاد سے محبت رکھنا جو میری ہی محبت ہے چنانچہ حضرت بن زبیر سے
آیت کی تفسیر دونوں طرح فرماتے ہیں۔ اول بعض مفسرین نے یہ غور فرمایا کہ
انہیں میں ایک دوسرے سے محبت رکھو اور جی قرابت کو چھپاؤ۔ یہ تفسیر بھی غور پر
محمول ہے جب جی قرابت محبت کو مقتضی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت بنی
قرابت سے زیادہ محبت کی مستحق ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَتَكُونَ
عِزَّتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ عِزَّتِيهِ
وَأَهْلِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِيهِ
وَذَايَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ ذَايِهِ -
ابن حبان۔ بیہقی نے شعب الایمان
رشفۃ السادی ص ۴۱۱ نوادر الباری ص ۴۱۱
کہا کہ بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ
میں اس کے نزدیک اسکی جان سے زیادہ عزیز
نہ ہو جاؤں اور میری اولاد کو مجھ سے زیادہ
اسکی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو اور میرے
اہل اسکی نزدیک اس کے اہل سے زیادہ
محبوب نہ ہوں اور میری ذات اس کے
ز نزدیک اسکی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَيُّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ
حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِمْ وَقِرَادَةِ
الْقُرْآنِ (سورۃ مائیدہ سورۃ جامع منیر ص ۴۱۱)
(۱۲) إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى
النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (القرآن الاحزاب)
اپنی اولاد کو تین خصوصیتیں سکھاؤ، اپنے نبی کی
محبت اور اپنے نبی کے اہل بیت کی محبت اور
قرآن کی قرأت۔
بیشک اللہ اور اس کے فرشتے خود بھی میرے
میں اس غیب تانے والے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم)
پر۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درجہ بھر دو و سلام بھراؤ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ!

قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ
بیشک یہ تو ہم نے جان لیا کہ ہم رات دن

آپ پر سلام کس وقت پڑھیں اب آپ درود
کہ میں آپ پر درود کس وقت پڑھیں تو فرمایا تم ہر
لئے اللہ! درود بھیج، حضرت! تم اور آپ کی آل کا
جیسا کہ درود بھیج کر سنے حضرت! ہر اسیر
اکل آل پر بیشک توحید و محمد ہے۔

جَبِيْلُكَ فَذَارْ قَوْلُوْا سَلَامٌ عَلَيْكَ
وَرَحْمَةٌ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ
جَبِيْلُ يَحْيٰى۔

بسم شریف ۵۵ "شکوۃ شریف ۵۵"

ایک روایت میں فرمایا یوں کہ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ
جَبِيْلُ يَحْيٰى بسم شریف ۵۵ "شکوۃ شریف ۵۵"

لئے اللہ! درود بھیج حضرت! محمد اور آپ کی
ازواج اور آپ کی اولاد پر جیسا کہ تو نے درود
بھیجا آل ابراہیم پر بیشک توحید و محمد ہے۔

غور فرمائیے! اسماء کرام نے اپنے سوال میں یہ نہیں دریافت کیا کہ آپ پر اور آپ کے
اہل بیت پر کیسے درود بھیجیں بلکہ صرف آپ پر درود بھیجنے کی کیفیت پڑھی۔ مگر آپ نے
اپنی تبعیت میں اپنے اہل بیت کو بھی اپنے ساتھ ملایا بلکہ جس درود میں آپ کے ساتھ آپ کے
اہل بیت کو ملایا جائے اسے ناقص قرار دیا۔ کامل درود وہ ہے جس میں آپ کے ساتھ
آپ کے اہل بیت کا نام بھی شامل ہو۔ چنانچہ فرمایا،۔

لَا تَقُولُوا عَلٰی الصَّلٰوةِ اَلْبَرَّاءُ
فَقَالُوا وَمَا الصَّلٰوةُ اِلَّا بَرٌّ
قَالَ تَقُولُونَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَتَمِيْكُوْنَ بَلْ
قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(مسلمی عرۃ ص ۱۳)

مجھ پر ناقص درود نہ بھیجا کرو! عرض کیا
کیا ناقص درود کون سا ہے؟ فرمایا تم کہتے ہو
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور میں کہ جاتے ہو
بلکہ یوں کہنا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ، یعنی آل کا نام بے بغیر پڑھنا ناقص
اور آل کے نام کے ساتھ پڑھنا کامل درود
شریف ہے۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے کہ :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ قَلَّ صَلَاتُهُ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهَا عَلَى وَجْهِ الْقَبْلِ
يُتَبَيَّنُ لَهُ نَبِيٌّ مِنْهُ مَا رَفَعَهُ مِنْهُ رُفْعَةً صَادِقَةً
مَنْ قَلَّ صَلَاتُهُ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهَا عَلَى وَجْهِ الْقَبْلِ
أَوْ رَأْسِهِ يَتَبَيَّنُ لَهُ نَبِيٌّ مِنْهُ مَا رَفَعَهُ مِنْهُ رُفْعَةً صَادِقَةً

چنانچہ اہم شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک تہمت میں آپ اور آپ کے اہل بیت پر درود پڑھنا واجب ہے۔ اس سلسلے میں اُن کے یا اشعار مشہور و معروف ہیں :-

يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ حُبُّكُمْ
فَرَضَ مِنَ اللَّهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ
يَكْفِيكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْقَدَرِ إِنَّكُمْ
مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَوةَ لَهُ

اے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے، اس قرآن میں جس کو اس نے نازل کیا ہے۔ تمہاری عظمت و شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں پڑھا اسکی نماز ہی قبول نہیں۔

بہر صورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صلوٰۃ و سلام میں اپنے اہل بیت اہلما کو اپنے ساتھ لانا ان کی عظمت و شان کی بہت بڑی دلیل ہے۔

(۵) سَلَامٌ عَلَى الْيَاسِينِ اِنْرَاك
سلام ہو الیاسین پر،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :-

سَلَامٌ عَلَى الْيَاسِينِ مَخْنُوعٌ اَلْحَقْدَةُ
الْيَاسِينِ (درمنثور)
کہ سلام ہو الیاسین پر، وہ الیاسین ہمال
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

ف :- بعض نے سلام علی ابی یسین بھی پڑھا ہے۔ لہذا مطلب صاف ہے :-

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم مبارک یسین ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر اشافعی
کی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

فَقَدْ تَقَلَّ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفْتَرِينَ
مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ ویت ذاریہ
یسین سے آل محمد من بعد محمد و آل محمد

عن ابی ہاشم رضی اللہ عنہ ان اسرار
ہند ملکہ سلام علیہ علی محمد علیہ السلام

حضرت سید ابو بکر بن شہاب الدین الحسینی الشافعی الحنفی میراث میر فرماتے ہیں

نقاش نے کہیں سے نقش کیا ہے کہ انہوں نے

وَنَفَلَدَ النَّدَى عَيْنَ الْكَلْبِ فَقَالَ

فرمایا سلام علی ابی یسین سے مراد آل محمد

سَلَامٌ عَلَى الْيَاسِينِ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

اللہ علیہ وسلم پر سلام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَمَّاهُ

ان کا نام یسین رکھا ہے جیسے حضرت یعقوب

اللَّهُ تَعَالَى يَسِينَ مِثْلَ يُعْقُوبَ

کا نام اسرائیل بھی ہے (علیہ السلام)

وَإِسْرَائِيلَ - رُفْعَةُ الصَّادِي ۱۲۱

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط سے

وَأَعَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا

تھام لو اور متفرق نہ ہو۔

وَلَا تَفَرَّقُوا قُرْآن

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں :-

حَبْلُ اللَّهِ الَّذِي قَالَ اللَّهُ فِيهِ

وہ اللہ کی رسی ہم اہل بیت میں جس کے پاس

میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

المراعي المحرقة ص ۱۳۹

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

هَذَا إِبْهَمٌ فِي الْجَبْرِ الْفِي وَالْجَهْلِ

وَلَمَّا رَأَيْتُ النَّاسَ قَدْ ذَهَبَتْ بِهِمْ

وَهُمْ أَهْلُ الْبَيْتِ الْمُصْطَفَى خَاتَمُ الرُّسُلِ

رَكِبْتُ عَلَى اسْمِ اللَّهِ فِي سُفْنِ الْجَنَاءِ

كَمَا قَدْ آمَنَّا بِالْمَسْكِ بِالْجَبَلِ

وَأَمْسَكْتُ حَبْلَ اللَّهِ وَهُوَ وَلَا هُمْ

(رُفْعَةُ الصَّادِي ص ۱۲۱)

اور جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ بیشک وہ ان لوگوں کی روش پر چل رہے ہیں جو

ہلاکت اور جہالت کے سمندر میں غرق ہیں۔

تو میں اللہ کا نام لے کر نجات کے سفینوں میں سوار ہو گیا اور وہ نجات کے سفینے

فما قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتي.

وہ میں نے نہ کی رقی کو تھا، لیا وہ ان وقت تہ میرا۔ میں اس نور
مضبوط سے تھلنے کا، قرآن میں علم دیا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے
دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقتہ قصار پر خطبہ ایشاد فرماتے دیکھا تو میں نے سن
اپ فرما رہے تھے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَكَّعْتُ فِيكُمْ مَا
إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ أَنْ تَقِصُّوا كِتَابَ
اللَّهِ وَتَعْتَرِقُوا أَهْلَ بَيْتِي -

اے لوگو! بیشک میں نے تمہیں ایک چیز
چھوڑی ہے کہ اگر تم مضبوطی سے پکڑو گے جو
میں نے تمہارے پاس نہیں رکھی وہ کتاب اللہ اور میری
عزت۔ یہ ہے اہل بیت میں۔

ترمذی باب المناقب

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

إِنِّي مَرَّكَ فِيكُمْ مَا إِنْ تَسْكُمْتُمْ
بِهِ أَنْ تَقِصُّوا بَعْدِي أَحَدًا فَمَا
أَعْظَمُ مِنَ الْآخِرِ كِتَابُ اللَّهِ جَلَّ
مَكْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ
وَعِترتي أَهْلُ بَيْتِي وَلَمْ يَتَفَرَّقَا
حَتَّى يَرُدَّ عَلَى الْعَوْفِ فَاَنْظُرُوا
كَيْفَ تَخْلَفُونِي فِيهِمَا

بیشک میں تم میں ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں
کہ اگر تم اسکو مضبوطی سے تھامو گے تو میرے
بعد گمراہ نہ ہو گے۔ پہلا کمرے سے بڑا ہے
کتاب اللہ کی جیسی ہے جو آسمان کے زمین تک
ہے اور میری عزت کی جیسے اہل بیت اور دونوں
جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں
حوض پر حیر باسی نہیں گئے پس دیکھو کہ میرے
بعد ان دونوں سے کیسے تمسک ہوتے ہیں۔

ترمذی مشکوٰۃ ص ۵۶۹

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
وَمِنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
فِيهَا حُسْنًا (القرآن)

اور جو کسی کو اللہ کا ہم اس کیلئے اس میں اللہ
حسں و خوبی بڑھا دیں گے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تم کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لیے بھیجا ہے۔

وَمَنْ يُفْرِغْ حَسَنَةً قَالَ لَنُؤْتِيَنَّكَ لَهَا مِثْلَهَا كَثِيرًا مِّنْ فَضْلِهِ
ابن تیمیہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے واسطے بہت سے نیکو کاروں کا۔

مراوی محدث رشید الدی مٹا اسے کہ یہ ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کیونکہ وہ (تمہارا رب ہے اور) تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔

وَأَحِبُّوا آلِيَّ اللَّهِ وَأَحِبُّوا آلَ بَيْتِي
مجھے اپنے رب کی محبت رکھو کیونکہ اللہ کی محبت کی وجہ سے ہے
یعنی زہدی مشکوٰۃ ص ۵۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَدَيْنِ وَأَبَاهُمَا
جس نے مجھ کو محبوب رکھا اور ان دونوں (حسن و حسین) کو
وَأَمَّهُمَا كَانَ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي يَوْمَ
اور ان کے باپ (علی) اور ان کی ماں (فاطمہ) کو محبوب رکھا
الْبَيِّنَاتِ زہدی شریف باب الثانی
قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں بیگا۔

یہ وہ بشارت ہے جو دنیا و مافیہا سے اعظم و افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ وفقنا لهذه :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي
جس نے حسن و حسین کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو
وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي رابن ابی
مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں کو بغض
اسعد کہ حاکم ص ۱۱۱، البیاض والہیاء ص ۱۲۱
رکھا اس نے حقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے، حسن و حسین دونوں میرے بیٹے ہیں۔

مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ آلِيَّ
جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور

اللَّهُ وَمَنْ جَبَهُ اللَّهُ ادْخَلَهُ
الْجَنَّةَ وَمَنْ انْقَضَتْهُمَا ابْتَقْنِي
وَمَنْ ابْتَقْنِي بَقِصَهُ
اللَّهُ وَمَنْ ابْتَقَنَهُ اللَّهُ ادْخَلَهُ
النَّارَ .

المستدرک حاکم ص ۱۶۱

جس نے بھلا کر محبوب رکھا اس نے اللہ کو غور سے دیکھا اور جس نے اللہ کو غور سے دیکھا اللہ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے جہنم سے بغض رکھا اور جس نے جہنم سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ نے اس کو دوزخ میں داخل کیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَبْقَىٰ أَهْلُ
الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا ادْخَلَهُ النَّارَ اَللّٰهُ رَكَّ
ذَرَفَانِي عَلَى الْمَوَاقِبِ مِنْهُ . المواقف المحرقة ص ۱۶۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ایک حال میں تھے کہ ایک کندھے پر حسن اور ایک کندھے پر حسین تھے۔ آپ کبھی حسن کو چومتے اور کبھی حسین کو۔ ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔

وَنَحْنُ لَتَحِبُّهُمَا ۚ فَقَالَ مَنْ
أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ
أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي
ابداۃ و انہایہ ص ۲۵

آپ ان دونوں کو بہت محبوب رکھتے ہیں؟ فرمایا جی ہاں ان دونوں کو محبوب رکھا میں نے اس سے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

سوارِ دوشِ رسولِ خدا سلامتک

حضرت برادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَبْغَضَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کو دیکھا تو کہا اے اللہ! میں ان دونوں کو

وَلَا تُجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّىٰ تَخْرُجُوا مِنْهَا

مُحِبِّينَ وَبِغَضَبٍ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں کسی شے سے محبت کرنے کے لئے

نہ مبرا اس وقت میں کہ حسین اپنی پشت مبارک پر کھینچ رہے تھے

فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ تَجْتَمِعُ أَفْئِدَتُهُمْ

وَلَا تُجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّىٰ تَخْرُجُوا مِنْهَا

مُحِبِّينَ وَبِغَضَبٍ

ابن عراق نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عاتق اور عمر میں کئی کچھ دیکھا

کامستہ پر چھا فرمایا۔

أَمَلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنْ قَتْلِ النَّبَابِ

وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بَنِي رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَجَا تَائِي مِنَ الدُّنْيَا

نماری شریف ص ۵۰

حضرت زید بن ابی زیاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ

عنہا کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت حسین کے رونے کی آواز سنی

تو فرمایا: بیٹی! اسکو روکنے نہ دیا کرو اَلَمْ تَعْلَمِي أَنَّ بَنِي دَاوُدَ يُنْفِخُونَ فِي الصُّرُفِ

نہیں کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (تشریف البشر ص ۲۵، نور الابصار ص ۱۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَتَمَتُّعُ لِعَابِ الْحُسَيْنِ كَمَا يَتَمَتُّعُ

لِرَجُلٍ لِّشَمْرٍ

نور الامار ص ۱۲

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حسین کے منہ کے لعاب کو اس طرح چوسنے لگے

جس طرح کہ آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسے کس کام کے مسخریہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس حالت میں تھے کہ آپ نے ہر کمال
 چیز کو ہر سے میری پیدائی ہوئی تھی، میں نے عرض کیا یہ کیا ہے؟

فَكَشَفَهُ فَأَظَاهُوا حَسَنًا وَحُسَيْنًا عَلَى
 دَرَكَيْهِ فَقَالَ هَذَانِ ابْنَايَ وَ
 ابْنَا ابْنَتِي أَلْقَعَهُمَا فِي جَهَنَّمَ
 فَأَجْهَمَا وَاجْتَبَّ مِنْ يُحِبُّهُمَا
 کنز العمال ص ۱۱۱
 پس آپ نے کپڑا اٹھایا تو حسن و حسین نے
 فرمایا دونوں میرے گھر میں میری بیوی کے بیٹے
 ہیں اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں لیکن
 ان کو محبوب رکھ کر جو ان کو محبوب رکھے اس کو
 بھی محبوب رکھو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ
 رہے تھے۔

فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَجَمَعَا يَتَوَتَّانِ
 عَلَى ظَهْرِهِ إِذَا سَجَدَ فَأَرَادَ النَّاسُ
 زَجْرَهُمَا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ
 لِلنَّاسِ هَذَانِ ابْنَايَ مِنْ أَجْهَمَا
 فَقَدْ أَجَبَنِي

نوحسن و حسین آئے اور جب آپ سجدہ میں
 گئے تو وہ دونوں آپ کی پشت پر سوار ہو گئے
 لوگوں نے چاہا کہ ان کو منع کریں جب آپ نے
 سلام پھیرا تو لوگوں سے فرمایا کہ یہ دونوں
 میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا
 اس نے مجھے محبوب رکھا۔

البدایہ و النہایہ ص ۲۵

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :-

دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَهُوَ
 حَامِلُ الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَى ظَهْرِهِ
 وَهُوَ يَمِشُّ بَيْنَهُمَا عَلَى أَرْبَعٍ فَقُلْتُ
 لَنَفْسِي الْجَمَلُ جَمَلُكُمْ، فَقَالَ وَنَفْسِي
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 حاضر ہوا آپ نے حسن حسین کو اپنی پشت
 پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں انھوں دونوں
 گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا اے اللہ

لَا حِبَابَ فِيهَا

سِرِّهَا وَلَا نَبَاتٍ وَلَا عِلَاقٍ وَلَا شَجَرٍ

بہر اس شبست زوہ خیر المسلسل

دوشن ختم المہملین نعم العین

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان

أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ : قَالَ

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ : وَكَانَ يَقُولُ

لِفَاطِمَةَ أَدْعِيَ ابْنِي فَيَسْتُحِبُّهُمَا وَيَضُمَّهُمَا

إِلَيْهِ تَرْذِي شَكْوَى مَلِكٍ

آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کو زیادہ و محبوب

فرمایا حسن و حسین اور آپ حضرت فاطمہ

فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ تو آپ ان کو

سوگتے اور اپنے پیٹ سے چٹائی دیتے۔

پھول کی طرح سے ان کو سوگتتے تھے مصنف

جب کبھی جوتے نئے نانا سے بہم حضرت حسین

حضرت زید ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

علی و فاطمہ حسن و حسین کے متعلق فرمایا کہ جو ان سے

لٹے میں ان کو لٹنے والا ہوں اور جو ان سے

صلح رکھے میں ان سے صلح رکھنے والا ہوں۔

يَعْلَى وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أَنَا

حَرَبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسَلِّمٌ لِمَنْ

سَلَّمَ لَهُمْ تَرْذِي شَكْوَى مَلِكٍ ۵۱۹ ابہا

ان تمام احادیث صحیحہ سے وجوب محبت اہل بیت اور تحريم بغض و عداوت حدیث

ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ تابعین تبع تابعین اور ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اہل بیت نبوت کی بہت زیادہ تعظیم و توقیر کرتے اور ان سے الفت و محبت رکھنے اور فضل البشر

بعد الانبیاء بالمحقق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ نَقَرَا بِنَةَ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ

أَجَلُ مِنْ قَرَأَنِي رَمَادِي شَرِيبٌ مَلِكٍ ۵۲۰

خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ

کو اپنے اقرباء سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اقرباء محبوب تر ہیں۔

انہی کا ارشاد سہہ کر۔

يَا قَبُولَا نَحْنُ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

بخاری ص ۲۶۰

معاذ اللہ کہ محمدؐ کی ایک کھال سے بہت سی بی بی
مردم محمدؐ کی بی بی تھیں کہ بہت سی بی بی تھیں۔

ان کی اُلفت جب ہے میں اُلفت خیر النوری

یوں نغمے محبوب رب ذوالکرم حضرت حسین

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میں غریب
نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھوں گا اور اپنا والدہ تمہارے لیے بخشش کا سوا
کروں گا پس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ مغرب
کی نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ عشاء بھی پڑھی۔ پھر آپ مسجد سے اٹھے میں بھی آپ کے پیچھے
چلا۔ آپ نے میرے چلنے کی آواز سنی تو فرمایا کیا حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا یا
یا رسول اللہ! فرمایا۔

مَا حَاجُكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَ
لَا مِثْلَكَ إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ
الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ
إِسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُبَشِّرَ
بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
وَأَنَّ لَحْزَنَ وَالْحَيْنَ سَيِّدَاتُ سَبَابِ
أَهْلِ الْجَنَّةِ (ترمذی بشکوۃ ص ۵۷)

مجھے کیا حاجت ہے! اللہ تجھ کو اور تیری
والدہ کو بخشے۔ پھر فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے
جو اس راستے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا
اس نے اپنے رب مجھے سلام کرنے اور مجھے یہ
بشارت دینے کیلئے اجازت مانگی ہے کہ نا
جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور حسن و
حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت حذیفہ الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو بہت مسرور دیکھا تو عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آج ہم آپ کو بہت مسرور و خوش
دیکھتے ہیں۔ رحمتِ عالم تو مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَنُفِثَ لَا اسْرَ وَفَدَّ اَنَا فِي جَبْرِئِلُ
فَيَسِّرُ اِلَّا حَسَنًا وَحُسَيْنًا سَيِّدَا
شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَابْنَاهَا اَفْضَلُ مِنْهُمَا
کنز العمال ص ۱۱۱

کبھی سرور نہ ہوں جب جبریل میں جبر ہوں
تو آسانی میں آسانوں کو بھی بشارت دیتی ہے کہ
بلاشبہ حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سرور
ہیں اور انکا باپ ان سے بھی افضل ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا

سے فرمایا:-

اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِي سَيِّدَةُ نِسَاءِ
اَهْلِ الْجَنَّةِ وَابْنُكَ سَيِّدُ شَبَابِ
اَهْلِ الْجَنَّةِ کنز العمال ص ۱۱۱

کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کی خدو
کی سردار ہو اور تمہارے بیٹے جنت کے نوجوانوں
کے سردار ہوں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَتَعْنِ وَلِطَمَيْنِ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ
الْجَنَّةِ الْبَدَايَةِ وَالنَّيَايَةِ ص ۱۱۱

حسن و حسین دونوں جنت کے نوجوانوں
کے سردار ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ
الْجَنَّةِ وَفِي لَفْظٍ اِلَى سَيِّدِ شَبَابِ اَهْلِ
الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ
عَلِيٍّ

جس کے لیے باعث مسرت ہو کہ وہ کسی
جنتی مرد کو دیکھے، اور ایک روایت کے الفاظ
یہ ہیں کہ جنت کے نوجوانوں کے سردار کو
دیکھئے تو اُس کو چاہیئے کہ وہ حسین ابن
علی کو دیکھے۔ (رضی اللہ عنہما)

ابن جان ابو یعلیٰ، ابن عساکر نو لا بسار ص ۱۲۹

حضرت یعلیٰ بن مضرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

حُسَيْنٌ مِّمَّنِيْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَحَبُّ
اِلَهِ مِنْ اَحَبِّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں
جو حسین کو محبوب رکھتا ہے وہ اللہ کو

سبط من لا سبأ
محب رکھتا ہے حسینؑ اور اس میں
ایک فرزند ہے۔

تھے امام اجنت تھے اہمیت
میں القات بھان میں حسین
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے ثابت ہے
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اتنی بڑی بات ہے۔ آپ جنہو صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند
آپ کے پھول اور آپ کے محبوب میں۔ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپ کی محبت
ہر مسلمان پر واجب، سرمایہ ایمان اور ذریعہ نجات ہے۔ آپ کی محبت درحقیقت اللہ
تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت ہے اور اللہ کے محبوب بننے کا ذریعہ ہے اور آپ کا بغض
درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا بغض ہے اور جہنم میں جانے کا باعث ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن اور ان کے مسک کو ہدایت پر قائم رہنے کا سبب
فرمایا اور ان کے چھوڑنے کو گمراہی کا باعث قرار دیا۔

ان ارشادات مبارکہ کے مطابق ہی اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ان
کی محبت سرمایہ ایمان، ذریعہ قرب خدا تعالیٰ و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور
وسیلہ نجات ہے۔ چنانچہ اکابر اہل سنت نے بطریق مدارج ان کے اہم مبارک خطبہ
جمعہ میں داخل فرمائے تاکہ ہر جمہ کو ہر منبر اس عقیدہ کا اظہار و بیان ہو جائے
اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت و عقیدت مستحکم رہے۔

لہذا جو ان کی ذات اقدس پر نکتہ چینی کرے اور ان کی طرف بغض و حسد
حُب جاہ اور ہوس اقتدار کی نسبت کرے اور ان کو باغی، فسادی اور فتنہ پرور
قرار دے اور قرآن و حدیث سے ثابت شدہ ان کے فضائل و مناقب کو محض خیال
مناقب بتائے وہ بلاشبہ اہل سنت و جماعت سے خارج گمراہ بے دین و
جہنمی ہے۔

باد رکھو! عقیدہ قرآن و حدیث کی بنیاد سے بنا ہے نہ کہ تاریخ کی بنیاد
سند و ایات سے جب تک قطع و برید کے ساتھ پیش کیا گیا ہو۔ ہمارا ایمان اللہ تعالیٰ اور اس
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کہی شخص کے لفظ سے ہوئے غلط تاریخی نظریات
پر نہیں

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات غلط نہیں ہو سکتے
تاریخ غلط ہو سکتی ہے۔ اسی لیے اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ تاریخی نظریہ جو قرآن و
حدیث اور عقیدہ مسلمہ کے خلاف ہو باطل و مردود ہے۔ اگر عقیدہ کو تاریخ کے تابع بنا
دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ کے
تابع ہو جائیں! معاذ اللہ! پس عقیدہ و تاریخ کے تابع نہیں بلکہ تاریخ کو عقیدہ کے تابع
رکھنا ہوگا۔

اور پھر جو نقل و ایات اور احادیث مفہوم میں سخت تحریف اور خیانت سے کام لے اور
میان و سابق کو چھوڑ کر صرف چند مفید مطلب ٹکڑے جمع کر لے اس کا پاس ناپاک
کوشش کو تاریخی "ریسرچ" سمجھ کر اس کے مطابق اپنا نظریہ اور عقیدہ قائم کر لینا
اور قرآن و حدیث کی نص و میں صریح کو نظر انداز کر دینا کس قدر جہالت اور نادانی ہے۔
تاریخی "ریسرچ" کے معنی تو یہ ہیں کہ معتمد و مستند مؤرخین کے بیانات کو برعکس اور
ان کے دائرہ مراد میں رکھتے ہوئے واقعے کی اصل اور حقیقت کو معلوم کیا جائے۔ اور
اگر مؤرخ کی مراد کے خلاف اور اپنی مراد کے مطابق مؤرخ کے کلام میں کتر بیہوش
کر کے چند مفید مطلب ٹکڑے جن کا میل جانا بالکل آسان بات ہے پیش کر دیے جائیں
تو اس مجموعے کا نام تاریخی "ریسرچ" نہیں بلکہ سازشی نظریاتی "ریسرچ" ہوگا۔ وَتَسْتَغْلِبُهُ الثَّبَاتُ
فَتَمُوتُوا أَوْ مُنْقَلَبٌ يَنْفَلِتُونَ۔

الحمد للہ علی احسانہ کہ حضور اکرم رحمت عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے

خاص فیض و کرم سے اس گناہ گار نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے لیے ان سوالات کے مدخل و مسکت جوابات پیش کیے ہیں تاکہ اہل ایمان اور اہل عفت کے لیے مفید و نافع اور معترضین کے لیے ہدایت کا موجب ہوں۔ منقبتِ امام پر اختتام کرتے ہوئے دعا ہے کہ اہل بیت نبوت رضی اللہ عنہم میری اس خدمت کو شرف قبولیت بخشیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا و استعاذہ و بارک و سلم کی بارگاہ اقدس میں میری سفارش فرمائیں تاکہ قیامت کے دن نبی اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے شفیع ہوں۔

ایں دعا روزِ من و از جلد جہاں آمین باد

گلشنِ زمہرا کے ریحانِ اتم حضرت حسین	غنچہٴ باغِ نبوت ثمرہٴ کشتِ ولا
فاطمی منزل کے ہیں نغمہٴ دہم حضرت حسین	ماہِ تابِ تفضیٰ خورشیدِ حضرت مصطفیٰ
عرشہٴ رشید ہدایت کے علم حضرت حسین	منظرِ خلقِ پیرِ مصدقِ رضی علیٰ
مثلِ جید تھے بڑے علی اکرم حضرت حسین	صور و شیر میں تھے ہم شکل حضرت مصطفیٰ
دوسرے سردارِ مکانِ اہرم حضرت حسین	ایک سردارِ اہلِ خلد تھے حضرت حسن

اللہ اللہ! صبر فرماتے بلاؤ ظلم پر
جیسے تھے مہربیتِ اردو غم حضرت حسین

بندہ محمد شفیع الخلیف الاولاد کا رومی غفرلہ

پس لفظ

علم کی تعریف یہ کی گئی ہے "وضع الشئ فی غیر محلہ" چیز کو اس کے غیر سے منسوب کرنا یعنی کام کسی کا اور نام کئی صبیح کو غلط یا غلط کو صبیح کہنا۔ بظاہر یہ معاشرے میں یہ تہمت کوئی قبول نہیں کئے گا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے ہی اس میں غلط ہیں۔ دینی و مذہبی تحریر و تقریر کے بارے میں شاید یہ خیال کیا جاتا ہو گا کہ اہل علم ایسا نہیں کرتے لیکن کیا عجب ہے کہ اس میدان کے کچھ لوگوں کا رد کار یہی ٹھہرا ہے۔

ابا جان قبلہ علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔ ایک لکھے پڑھے صاحب نے ان سے سوال کیا کہ مولانا "شریعت کی مقرر کردہ سزائیں سخت اور ظالمانہ معلوم ہوتی ہیں چودہ سو سال پہلے کا معاشرہ اجڑا اور غیر مذہب طبقے پر مشتمل تھا۔ لوگوں کی اکثریت علوم سے بے بہرہ تھی اس کے لیے یہ سزائیں درست تھیں۔ اب لوگ پڑھ لکھ گئے ہیں، اب یہ سزائیں نہیں ہونی چاہئیں" ابا جان نے تحمل سے سوال سنا۔ اہل علم سوال ہی پر برجم ہو جائیں اور فتویٰ صادر کر دیں تو سوال کو مطمئن ہونے کی بجائے متغیر ہونے کا موقع مل جاتا ہے اور غلط رائے قائم کرنا کون سا مشکل کام ہے ابا جان نے سوال کرنے والے صاحب سے کہا یہ بتائیے کہ جاہل کو سزا زیادہ دینی چاہیے یا اس شخص کو جو نادے نقصان سے آگاہ ہے اور علم رکھتا ہے؟ سوالی کہنے لگے کہ جاننے والا۔

ابا جان نے فرمایا آپ کے لیے اب کسی وضاحت کی ضرورت نہیں رہی۔ نہ جاننے والے

لوگوں کے لیے جنہیں آپ نے اہل اور غیر مہذب کہا ہے اتنی سخت سزائیں تھیں امام
 علم کے لیے تو اس سے بھی زیادہ سخت تھی چاہیں کیوں کہ یہ تہرائی سے اٹھاؤں
 اس کے نقصان اور اثرات سے بھی جب جاننے والا شخص مجرم کرتا ہے تو گواہی دیتا
 ہو جیتے ہوئے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اس کی سزا نہ جاننے والے سے زیادہ تھیں چاہیں
 اور شریعت کی مقرر کردہ سزائیں ظلم نہیں ہیں بلکہ مجرم کے لیے رحمت ہیں کہ اسے سزا کے
 ذریعے اس جرم پر ندامت اور آئندہ اس سے ممانعت کی ترغیب ہوتی ہے اور پہل
 کے لیے ترمیم اور عبرت کا سامان ہوتا ہے اور سزا کے بعد وہ قابلِ عبادت نہیں
 رہتا اس لیے ان سزاؤں کو ظالمانہ کہنا درست نہیں۔ وہ صاحبِ نہ صرف توکل پر
 بلکہ اپنے الفاظ پر شرمندہ بھی۔ دورانِ سفر پھر وہ اپنے بہتے شکوکِ رش کو دلتے ہیں
 اس واقعے کے تذکرے کا مقصد یہ تھا کہ اہل علم کو بالخصوص دوسروں سے بیش اعتدال
 کی ضرورت ہے اور تقریر سے تحریر زیادہ قابلِ گرفت ہوتی ہے۔ علم کے حوالے سے خود کو
 اتھار لی کا درجہ دینے والے کچھ علماء کی تحریریں دیکھئے۔ انہوں نے قرآن آیات کے ترجمے
 اور مغایم سے بھی عدل و انصاف نہیں کیا انہوں نے بارے میں نازل ہونے والی آیات
 کو نبیوں اور ولیوں پر چسپاں کر دیا۔ شاید ان کے نزدیک یہ کوئی بڑا کارنامہ ہو گا۔
 یہ ظلم ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ ہدایت ہرگز ظالموں کو نصیب نہیں ہوتی گویا وہ اپنے قول
 فعل سے خود گمراہ ٹھہرتے ہیں تو ان سے پھر کسی اور کی اصلاح یا تصحیح کی گنجائش کہاں
 رہ جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ امت مسلمہ کو جتنا نقصان خود مسلمان کھلانے والوں
 نے پہنچایا ہے اتنا غیروں نے نہیں پہنچایا۔

زیر نظر کتاب میں یہی کچھ پیش کیا گیا ہے۔ کون مسلمان نہیں جانتا کہ ایمان معرفت
 الہی، اسلام اور قرآن ہمیں رحمت و جہاں، شیطیع مامیاں، فخرِ عالم و عالیاں، باعث
 تخلیق کون و مکان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے ملا ہے

حق مرتبت نے تبلیغ دین اور جہاد کا جو اپنی قربت کی محبت کے سوا ہم سے کچھ نہ
 نہیں چاہا۔ خزاوہ رسول قبول کی محبت ہم پر لازم ہے کہ جہاد دینی و ملی تقاضا ہے
 مگر کچھ اہل علم کلمائے الوں نے خزانہ رسول جی کو طعن و تشنیع کا ہدف بنا لیا ہے۔ کیا
 ہے کہ مسلمانوں نے اپنے بے جا افتخارات کے لیے ذات رسولؐ اور ان کے اصحاب
 اہل بیت اور محبین اسلام شخصیات کو غور ٹھہرایا ہے۔ عمل بات و رسالت خدا صریحاً
 خزانہ رسول، جگر گوشہ رسول، فخر کونین حضرت سیدنا امام حسینؑ صلوٰۃ اللہ وسایہ علیہما
 ایہ دامن و ملیہ کی ذات و صفات کے لیے زبان و قلم کو ان لوگوں نے ایسا اڑا کر
 لیا ہے کہ ان کے الفاظ دہاتے ہوئے لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ سیدنا امام حسینؑ
 اسلام اور مسلمانوں کے محسن ہیں۔ واقعہ کر بلا تو حق و باطل کا منہ کر تھا۔ امام کا موقع
 اسلام کی صداقت اور حق دنیا تک عزیمت کی یادگار ہے۔ چہ جائیکہ امام پاک کو بے وفائی
 فدوی کہہ جائے (معاذ اللہ)۔ حق و شہناہ اسلام نے امام عالی مقام پر بغاوت کا اہل
 اٹایا ہے۔ عداوت کی تاریخی حقائق اسے ثابت نہیں کرتے مگر یہ اثبات ہے کہ امام پال
 کے تقویٰ و عبادت اور سیرت و کردار پر کسی حرفہ زن کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔
 سیرت نبویؐ کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی آیا تھا جب
 بہت عالم، زبردست شیخ، عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پالیس سالہ بے باغ فامیری
 زندگی کو اپنی نبوت کی صداقت اور معجزہ حقیقی کی حقانیت سے بدلیں کے مور پر پیش کیا
 تھا۔ اگر وقت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے باغ اور بے عیب زندگی نبوت کی صداقت
 کی دلیل ہو سکتی ہے تو ان کے فرزند کی بچپن چھپن سالہ بے باغ زندگی صرف ایک
 بغاوت کے الزام سے ان کو بری الذمہ نہیں ٹھہرا سکتی؛ ان کے اعتقاد و کردار کی ستھرائی
 اور فام و باطن کی پاکیزگی تو آیہ آلاء سے انھرمیں شمس ہے۔ پھر علم و فضل، تقویٰ
 و عبادت اور صدق و دیانت کے اس مبارک پیکر کے لیے ایک یا ایہ کیسے متحقق ہو سکتا ہے

آبا جان کو جہادِ اسم کنا حضرت امام کا ہمارے کھڑے شہید لانا، اور آبا جان کو بروقت
یقیناً اس خدمت کی قبولیت کی سند ہے۔ (الحمد لله على احسانه)

اس کتاب کے تین اڈیشن شائع ہو چکے گزشتہ پانچ پھر برس سے یہ باطل نیویں
نئی اس دوران اس کی نئی کتابت کے ساتھ ساتھ نچھٹ چاہئے والے انداز میں
جواب دینے کا اضافہ بھی شامل کر دیا گیا خطاطی کے لیے محترم صفوی خورشید عالم خورشید قلم
سے ایجہ کیا گیا تو پھر خطاطوں الذین زیر دستم کی مچھک کا بنانا مودون کو ہائی مدد ملے۔
کو آباد کئے گئے ہیں۔ انہوں نے نصف حصہ کا مقررہ کام کیا اور اپنے فرائض اور شاگردوں کو مدد
سے متعارف کر دیا۔ ابھی ایک چوتھا ایڈیشن کتابت کی تکمیل ہوئی تھی کہ آبا جان کا بدو آلیا پیر
پے فردینا دہن ہو گئی۔ سب کچھ بکھریا۔ احباب ممبران کتنے محنت اور محنت پر وقت و رقم کی
مہمت بھی نہ تھی۔ اس کتاب کے غائب ہیں اس موضوع پر دو سبب احباب نے اس کتاب
مندیات کو اپنے عہد پائش کیا تاہم آبا جان قبیلہ کی تحریک کی مقبولیت اور ان کی شخصیت و
معاذ و غنہ و مال ستر تہ اند نہ۔ اب یہ اضافوں کے ساتھ زمین و آتش
لی مہد یہ یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کا سرورق پہلے اڈیشن کی جہات
کے موافق پانچ خطاط سید الخاتون حافظ محمد پرمف سیدی نے لکھا تھا جو اپنی مثال آپ
ہے۔ اب وہ ہمارے دربارِ جہانی عہد پر نہ ہے۔ اربنا اغفر لنا و لآخرونا
لذین سبقونا بالایمان۔

موجودہ اڈیشن کا اندرون سرورق ابن مقلا اور دوفافہ خطاط محترم صفوی
خورشید عالم خورشید قلم خورشیدی کے قلم خوش رقم کا نتیجہ ہے۔
سیدی دمل ہے کہ رب مصطفیٰ جمل و علا اپنے محبوب کرم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسمیہ
کے صوبہ اس کتاب کو یزیدی آمد حمیروں میں حسینی اجالا بنا کر ہر طرح مفید و نافع
کئے اور میرے آبا جان کی یہ خدمت قبول ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غافر۔

راست و حقیقت کا خواہاں تھا، جہرہ استہدک کی بارہ دستی چاہتا تھا، ان رہ ہوا
 کا ٹکڑا بچنے اور پانی بند کر دینے کے باوجود امام پاک سے اپنی بات نہیں منو ۵۰ اور ۵۱
 کی شاندار منع دیکھیے۔ سب کچھ قربان کر دیا مگر اپنے ثبات متزلزل نہیں ہوا۔ یہ سنایا
 مگر فاسق اور فاجر، ظالم و جبار، بزدل و پید کے ہاتھوں میں ہاتھ نہیں دیا۔ اس نے سید
 کرپا میں منہج و مسکت کے عنوان ہی بدل دیئے تھے۔ انہوں نے اپنے عمل سے ثابت
 کر دیا کہ حق پر قائم و ثابت رہتے ہوئے جان دے دینا مسکت نہیں، عظیم الشان کامیابی ہے
 وہ لوگ جو واقعہ کر جا کو اقتدار کی جنگ قرار دیتے ہیں وہ حقائق سے ناواقف کے
 سبب ایسا کہتے ہیں۔ کتاب کے مندرجات میں امام عالی مقام کے بارے میں کئے گئے بارے
 والے تقریباً ایسے ہر اعتراض کا نہ تل و مسکت جواب دیا گیا ہے۔

یہ کتاب آبا جان قبیلہ علیہ الرحمۃ کی بے نظیر علمی تحقیق کا حاصل ہے۔ انہیں کہا
 بات کا سخت قلق رہتا تھا کہ لوگ خانوادہ رسول کے مقدس و مظهر افراد کے خلاف
 زبان و قلم دوڑا کرتے ہیں۔ وہ زبان و قلم کے آدمی تھے، زبان و قلم سے انہوں نے خوب
 کہا اور نامی، خارجی و بزدلی ٹوٹے کئے لیے پینے کی راہیں مسدود کر دیں۔ ان کی یہ
 خدمت بارگاہِ حسینی میں مقبول ہوئی اور اس کی بشارت بھی انہیں ملی جن دنوں
 یہ کتاب تکمیل کے مراحل میں تھی کوئی چودہ پندرہ برس پہلے کی بات ہے آبا جان نے
 یہ خواب لاکھوں کے اجتماع میں سنایا۔ ان دنوں میرے چھوٹے بھائی محمد سبحانی
 میں تھے انہیں خسرت کا عارضہ تھا، آبا جان نے خواب دیکھا کہ میرا بھائی محمد سبحانی
 انہیں ان کے کمرے میں جگہ لے آیا اور کہا کہ فرزندِ رسول سیدنا امام زین العابدین رضی
 اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ آبا جان فرماتے ہیں میں نے محمد سبحانی سے کہا کہ تم انہیں
 نہایت ٹیم سے کمرے میں بٹھاؤ میں دفتر کے آتا ہوں۔ فرماتے ہیں میں دفتر کے
 کمرے میں گیا تو محمد سبحانی نے کہا وہ فرما گئے کہ ہمیں جلدی ہے پھر آئیں گے اپنے

امام پاک اگر ایذاں کر رہا میں اپنے موقف سے ہٹ جانے فریقینا اپنی اور اپنے مخالفین اور رشتہ داروں کی جانیں بچا لیتے مگر دین کا نظام اپنی صل پر باقی رہتا۔ غرض حق کی طرف اپنا منہ نہ کھڑا کرتی۔ عزیمت کے لیے خانوادہ رسول میں کسی کا کردار ایسا مثال نہ ہوتا۔

وہ حق میں جان دینا ذلت نہیں، عزت و مرتبت کی بات ہے۔ امام کے مخالفین غرضتارہ حق میں جہاد کے منکر ہیں۔ دودین کی اصل کو نسخ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا بڑا منہ ہے کہ اگر امام حق پر تھے۔ نرا تہ کا وعدہ سب کو کھن والوں کی مدد ہمارے فتنے ہے پھر لڑنے امام کی مدد کیوں نہیں کی! معتز ضیہ کے نزدیک اللہ کی مدد شاید یہ ہوگی کہ کر جہاں میں کسی طور امام کی جان بچ جاتی اور انہیں پانی مل جاتا یا انہیں جان بچانے کے لیے فرار کا موقع مل جاتا وہ لشکر بزدلی کی آنکھوں میں دھول جھونک سکے مگر وہ بعصرت نا اندیش یہ نہیں سوچتے کہ مدد اس کا ہی نام نہیں۔ امام پاک ایسے محبوب الہی ہیں کہ اگر چاہتے تو یہ سب کچھ بھی ہو جاتا مگر انہوں نے یہ نہیں چاہا وہ اپنے معبود و محبوب حقیقی کی راہ میں ہر تکلیف خندہ پیشانی سے قبول کر کے رضائے الہی کا بلند ترین مقام حاصل کرنا چاہتے تھے اور یہ بتانا چاہتے تھے کہ میں طالبِ درجۃ اللہ ہوں اور اس کے برابر کسی کے لیے ہلاکت ہے (کل شیء ہالک الا وجہہ) میں عارضی نعمت اور مرتبہ کی بجائے اس باقی کو اختیار کر رہا ہوں۔ انہوں نے ثابت کر دیا کہ اللہ ہی کی دی ہوئی جان اس کی راہ میں قربان کرنا اپنی محبت ہی کا شیوہ ہے چنانچہ اللہ کی نصرت انہیں حاصل ہوئی اور بالکل اسی طرت ہوئی جیسا کہ خود اللہ نے فرمایا کہ جو ہماری (دین کی) مدد کرتا ہے، ہم اسے استقامت اور ثابت قدمی عطا کرتے ہیں۔

کہ بلا میں پناہ ہونے والی قیامت صغریٰ میں امام کا صبر و ثبات جانشینانہ کی مدد تھا ورنہ ایسے حالات میں بڑے بڑے حوصلہ مند اور بہادر بھی ہمت ہار دیتے ہیں۔ یہ اللہ کی مدد ہی تھی کہ یزید علیہ لعنہ مقصود میں کامیاب نہیں ہوا۔ وہ امام

رات کے مجتوں میں اعلیٰ مقام سے سرفراز رکھے۔

کوکب نورانی را احمد شفیق

۱۹۹۶ء

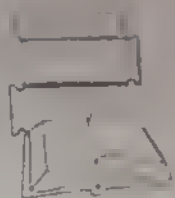
گرم جمع روا فن است نزد تو مرید
 ہم خارجیاں اشتر از بطن پلید
 ایمان من است حب آل و اصحاب ^{عزیز}
 لعنت بہ سر یزید و اتباع یزید

مید غلام فیض الدین اقصیٰ گوندی

سنہ ۱۴۱۵ھ

پاپس غلام کوکب نورانی ادکاروی

اہل علم کیلئے
عظیم علمی پیشکش



آیت ادکار کی تفسیر تشریح پر مشتمل ۱۰ حصہ نسخہ کے چھان رو رنگار اور معتبر مدرسین
حضرت علامہ سید سادات علی قادری سے

قلم سے لکھا ہوا عظیم علمی شاہکار

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

جلد ۱۰

خصوصیات

یہ زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل

یہ متاثرینِ ظلم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ

یہ مقربینِ دواعظین کیلئے بیش قیمت نذرانہ

یہ تہنیک کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب
فرمائیں

ضمیمہ الفشردان پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

صاحبان ذوق و محبت و باب کد رفر

مژده جالفرا

سیرت اشقی منی تہیہ کے مضمون پر

محنت فقیر رشت پر مخد کر شاہ ازہری مژدہ کے

بہر آذین است سے نکتہ ہو بزرگ شاہ کرم

ورد و سوز و تحقیق و آہی سے مہر تصنیف

ضیاء الہی

مکمل سیمت سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ہور، راپتی، پاکستان

خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حافظہ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیرؒ کا تفسیر

تفسیر ابن کثیر

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بحیرہ شریف نے
اپنے نامور فضلاء علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری،
علامہ محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

ان شاء اللہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

جلد اس علمی کارنامے کو منصہ شہود پر لانے کا شرف حاصل کرے گا۔

غیبِ حق حشرِ محمدی و انصافِ محمدی

ذکر جمیل

انفصیل

احقر محمدی

ذکر حسین

درس توحید

مسلمان قانون

راہِ عقیدت

برکاتِ میاں

انلاقِ اعمال

راہِ حق

نواہِ العبادات

مقالاتِ اوکھڑی

نماز مترجم

مسئلہٴ انصاف

سیلابِ شمع

نکاتِ نیک پلیدی

مسئلہٴ طلاقِ ثلاثہ

جہاد و قتال

نکاتِ نیک پلیدی

انوارِ رسالت

حجراتِ کافرانہ

نکاتِ نیک پلیدی

تعارفِ علماءِ دین

نجومِ الہیت

ضیاءِ یقرآنِ سلی کثیر کج بخش روئے
ارد و بازار دہلی